دمِ واپسیں سے
رحمٰن کے فیصلے تک

علی اصغر چوہدری

مکتبہ تعمیرِ انسانیت ـــ اردو بازار لاہور

Marfat.com

لَتَرۡكَبُنَّ طَبَقًا عَنۡ طَبَقٍ ۝ الانشقاق

تم کو ضرور درجہ بدرجہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف گزرتے چلے جانا ہے۔

دمِ واپسیں سے

رحمٰن کے فیصلے تک

علی اصغر چودھری

مکتبہ تعمیرِ انسانیت ○ اُردو بازار ○ لاہور

DATA ENTERED
14-11-87
Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

طابع :۔۔۔۔ محمد سعید اللہ صدّیق

ناشر:۔۔۔۔ مکتبہ تعمیر انسانیّت ۔ لاہور

مطبع :۔۔۔۔ زاہد بشیر پرنٹرز ○ لاہور

طبع :۔۔۔۔ 2001

تعداد :۔۔۔۔ ایک ہزار

قیمت:۔۔۔۔ 150روپے

Marfat.com

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ
حرف اوّل	۹
دم واپسیں	۱۵
موت	۱۷
موت کیا ہے۔	۱۹
روح کیا ہے۔	۲۰
نزع	۲۵
موت سب سے بڑی حقیقت	۲۷
موت کے وقت فرشتوں کا بدن میں اتر جانا۔	۲۸
جب جان حلق تک پہنچے گی۔	۲۸
جب توبہ کا وقت ختم ہوگا۔	۲۸
توبہ کب قبول ہو سکتی ہے۔	۲۹
موت کے وقت باغیوں کو چیلنج	۳۰
موت کے وقت باغیوں، سرکشوں ظالموں اور کافروں کی حالت	۳۰
موت کے وقت مہلت کی درخواست اور اس کا جواب۔	۳۲
نزع کی تکلیف	۳۲
مومن کو نزع کی تکلیف	۳۳
موت کے وقت مومن کو بشارت	۳۴
نزول ملائکہ۔	۳۵
نزع کی تکلیف اور سورۂ یوسف	۳۶
مومن اور ان کی جان کنی۔	۳۷
موت اور اپنی مرضی	۴۱
روح کی نہایت مختصر تعبیر	۴۲
زندہ رہتے ہوئے بھی روح کو	۴۳
جسم سے نکالا جا سکتا ہے۔	۴۳
روح۔ اس کی استعداد۔ اس کی مختلف حالتیں۔	۴۵
ارواح کی ملاقات	۴۶
تجہیز و تکفین کے وقت	۴۷
مُردوں کا باہم کلام کرنا	۴۸
برزخ	۴۹
عالم برزخ	۵۲

مضامین	صفحہ
جان نکلنے سے قبر تک	۵۲
قبر کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی۔	۵۳
برزخ کیا ہے۔	۵۴
منکر نکیر	۵۵
برزخ کی حقیقت ہماری سمجھ سے باہر ہے۔	۵۵
برزخ اور قرآن مجید۔	۵۶
قیامت کے روز دنیا اور برزخ کی زندگی کا عجیب احساس۔	۶۱
برزخ اور ہم۔	۶۳
برزخ میں سب سے پہلی اور بڑی گھبراہٹ۔	۶۶
برزخ میں عذاب کا قرآنی ثبوت۔	۶۶
برزخ دنیاوی زندگی کا تکملہ	۶۸
منافق۔ مسلمان اور عذاب قبر۔	۶۸
برزخی زندگی کا ایک پہلو	۶۹
برزخی زندگی کے دلچسپ واقعات	۷۰
اصحاب کہف	۷۰
۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے شہید۔	۷۲
شہید کی زندگی کے متعلق قرآن مجید کی اطلاع۔	۷۴
برزخی زندگی کا ایک حیرت انگیز واقعہ۔	۷۴
برزخی زندگی کے چند دوسرے واقعات۔	۸۳
ثابت بن قیسؓ کا برزخی واقعہ۔	۸۵
حاصل کلام۔	۸۶
قیامت	۸۹
قیامت کیا۔ کب۔ کیوں۔ کس طرح۔	۹۳
دوبارہ جی اٹھنے کے متعلق قرآنی ارشاد۔	۹۳
قیامت۔ جمع کرنے کا دن۔	۹۴
قیامت ایک اٹل حقیقت	۹۴
قیامت صرف اللہ کی بادشاہی کا دن	۹۴
قیامت کی مقررہ تاریخ۔	۹۵
قیامت اور وقت کا احساس۔	۹۶
پلک جھپکنے میں قیامت برپا ہو جائے گی۔	۹۶
قیامت کے روز پہاڑ چلیں گے	۹۷

Marfat.com

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
قیامت ایک دھماکہ	۹۷	قیامت کے دن کی مقدار	۱۰۶
قیامت کی ہولناکیاں	۹۸	قیامت کے سلسلہ میں تشریحات	۱۰۷
قیامت کے روز آسمان پھٹ جائیگا	۹۸	قیامت کی مزید تشریحات احادیث کی روشنی میں۔	۱۱۱
قیامت اور جگری دوست	۹۹	قیامت کے روز لوگ ننگے اٹھیں گے۔	۱۱۲
قیامت۔ جب دید سے پتھرا جائیں گے	۹۹	قیامت کے روز زمین اللہ کے نور سے چمک اٹھے گی۔	۱۱۳
قیامت۔ رسولوں کی حاضری کا وقت	۱۰۰	قیامت کے روز فرشتے عرش الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہوں گے۔	۱۱۵
قیامت۔ جھٹلانے والوں کے لیے تباہی کا دن۔	۱۰۰	قیامت کے دن۔ کرہ ارض کی مختلف حالتیں۔	۱۱۶
قیامت۔ فیصلے کا دن	۱۰۱	قیامت میں ہولناک مقامات	۱۱۸
قیامت اور کھلے میدان میں حاضری	۱۰۲	رحمٰن کے دربار میں پیشی	۱۲۱
قیامت اور دنیاوی زندگی کی مدت	۱۰۲	پیشی اللہ کی عدالت میں۔	۱۲۳
قیامت اور دوسروں سے بے نیازی	۱۰۲	فیصلے اللہ کی عدالت کے۔	۱۲۳
قیامت جب سمندر بھڑکا دیئے جائیں گے۔	۱۰۲	حالت۔ مجرموں کی اللہ کی عدالت میں۔	۱۲۳
قیامت۔ اور منکروں کا گمان۔	۱۰۳	حالت۔ فرمانبرداروں کی اللہ کی عدالت میں۔	۱۲۳
قیامت اور حیات انسان کے تین مرحلے۔	۱۰۴		
قیامت جب قبریں کھول جائیں گی	۱۰۴		
قیامت جب زمین پھیلا دی جائے گی۔	۱۰۵		
قیامت جب زمین گزرے ہوئے حالات بیان کرے گی۔	۱۰۶		

Marfat.com

مضامین	صفحہ
اللہ کی عدالت میں پیشی	۱۲۶
ہر شخص تنہا پیش ہوگا ۔	۱۲۶
پیشی سے بچنے کی ہر شخص تمنا کرے گا	۱۲۶
قیامت کے دن رشتہ داریاں ختم کٹھن دن	۱۲۷
حشر کا آوازہ	۱۲۷
کتاب محفوظ	۱۲۹
اس دن کوئی فدیہ قبول نہ کیا جائیگا	۱۲۹
اس دن خود ساختہ معبود ختم ہوجائیں گے	۱۳۰
جب رب حقیقت دریافت فرمائیگا	۱۳۰
انسان اور جن دونوں کے سوال پہچان	۱۳۲
پہچان اہلِ جنت اور اہلِ دوزخ کی	۱۳۴
مشرک اور خدا کے شریک	۱۳۵
مہلت کی درخواست	۱۳۶
جب زمین اور آسمان بدل دیے جائیں گے	۱۳۷
جب گواہ حاضر کیے جائیں گے	۱۳۸
انسانی گروہ اور ان کے پیشواؤں کی طلبی ۔	۱۴۰
کتابِ زندگی کے اندراجات سے خوف	۱۴۰
گمراہ عابد اور جھوٹے معبود	۱۴۱
ہر شخص جہنم پر وارد ہوگا ۔	۱۴۲

مضامین	صفحہ
رحمٰن کے مہمان	۱۴۳
رحمٰن کے دربار میں سفارش کا معاملہ	۱۴۴
شفاعت یا سفارش کا قرآنی مفہوم	۱۴۵
سفارش پر پابندی کی وجہ	۱۴۶
قیامت میں اندھا کون اٹھے گا ۔	۱۴۸
جب میزان لائی جائے گی ۔	۱۵۰
میزان کیا ہے ۔	۱۵۱
ندامت زدہ کون ہے ۔	۱۵۱
جب دوست دشمن ہوجائیں گے	۱۵۳
بہکے ہوئے لوگ اور ابلیس کا لشکر	۱۵۵
جھٹلانے والوں کے سوال	۱۵۶
جب سارے جھوٹ گم ہو جائیں گے ۔	۱۵۶
اس دن کی ملاقات سے انکار کرنے والے	۱۵۸
جب شفاعت نافع نہ ہوگی ۔	۱۵۸
عدالت میں غالب اور مغلوب کا مکالمہ ۔	۱۶۰
جنوں کی پوجا کرنے والے	۱۶۲
جب کوئی کسی کی مدد نہ کرے گا	۱۶۳
جب تمہیں اکیلے خدا کی طرف بلایا جاتا تھا تو ۔	۱۶۴

Marfat.com

مضامین	صفحہ
جب کلیجے منہ کو آرہے ہوں گے	۱۶۵
جب بدن کی کھالیں گواہی دیں گی	۱۶۶
بدترین ساتھی کون	۱۶۹
بشارت کن کے لیے۔	۱۶۹
جب تم ہر گروہ کو گھٹنوں کے بل گرا ہوا دیکھو گے۔	۱۷۰
متکبروں اور نافرمانوں کے لیے حکم	۱۷۱
جب دوزخ کہے گی کیا کچھ اور ہے	۱۷۲
سرکش اور فرمانبردار اپنی اپنی راہ پر	۱۷۶
اپنا نور کہیں اور تلاش کرو	۱۷۷
جب نور مکمل کرنے کی دعا کی جائیگی	۱۸۰
جب سجدہ نہ کرسکیں گے۔	۱۸۱
جب نامۂ اعمال باعث حیرت ہوگا	۱۸۲
جب نامۂ اعمال دائیں یا بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔	۱۸۲
جب پچھتانے سے کچھ نہ ہوگا	۱۸۴
شفاعت کے لیے شرطیں	۱۸۴
جب حساب لیا جائے گا	۱۸۵
اس روز زمین گزرے ہوئے احوال بیان کرے گی۔	۱۸۶
روشن اور تاریک چہرے	۱۸۷
سیاہ اور سفید چہرے والے کون لوگ ہیں۔	۱۸۸
ترو تازہ اور اداس چہرے	۱۸۸
خوش و مغموم چہرے	۱۸۹
مقام محمود	۱۸۹
عدالت میں سب سے پہلا مقدمہ	۱۹۰
حشر کے دن مفلس کون ہوگا۔	۱۹۰
احادیث مبارکہ	۱۹۱
قرآن مجید کا حساب کتاب کے بارے میں ارشاد	۱۹۳
حضور کا ارشاد حساب کتاب کے بارے میں۔	۱۹۴
جب نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا	۱۹۵
احکام دین کا ثمرہ	۱۹۵
میزان عمل میں سب سے پہلے رکھا جانے والا عمل۔	۱۹۶
اعراف کیا ہے۔	۱۹۶
اہل اعراف کون ہیں	۱۹۶
نور کیسے ملے گا۔	۱۹۶
نور کیسا ملے گا	۱۹۶
دنیا میں کئی شوہروں والی خاتون عورت کا انتخاب	۱۹۸
حشر میں سب سے پہلے کون اللہ کے سایہ میں بیٹھے گا۔	۱۹۸

Marfat.com

مضامین	صفحہ	مضامین	
رحمٰن کے فیصلے کے بعد مسرّت و شادمانی یا حسرت و پشیمانی	۲۰۰	متکبروں کا ٹھکانا	۲۰۷
جہنم میں گروہوں کے مکالمات	۲۰۱	جب کن آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں گے۔	۲۰۷
جھگڑے اہلِ دوزخ کے	۲۰۴	روزِ جزا کو جھٹلانے والے	۲۰۸
جنھیں ہانکتے ہوئے جہنم کی طرف لے جائیگا۔	۲۰۵	جب کوئی عذر پیش نہ ہو سکے گا	۲۰۹
		اعراف والے کون؟	۲۱۰
جن کے لیے جنّت کے دروازے کھلے ہوں گے	۲۰۶	جب اہلِ جنت دوزخ میں اپنے ہمنشیں کو دیکھیں گے	۲۱۴
جب حق کے ساتھ فیصلہ چکا دیا جائیگا	۲۰۷	بہترین خلائق	۲۱۵
		اہلِ جنت	۲۱۵

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حرفِ اوّل

یوں تو اُس "زندہ" سے میری شناسائی بہت عرصہ سے ہے جسے یہ دعویٰ ہے کہ وہ حیات بعد الموت کا عینی شاہد ہے لیکن میں اس کی باتوں سے کبھی متاثر نہیں ہوا کرتا تھا۔ کیونکہ وہ ملاقات کی دلچسپ گھڑیوں میں بہت عجیب وغریب باتیں سناتا اور میں اپنے خیالات میں کھویا ہوا کبھی ہاں اور کبھی ہوں کہتا رہتا تھا۔ لیکن اپنے والد کی دائمی مفارقت کے بعد جب میں اس کی باتوں کو ہمہ تن گوش بن کر سنتا ہوں اور اس کی حسین ملاقات کے بعد ہمہ تن ہوش بن کر ان پر غور کرتا ہوں تو میری نگاہوں کے سامنے ایسے مناظر پھیلنے لگتے ہیں جن میں کھو کر رہ جاتا ہوں۔ اور بے اختیار میری زبان سے نکل جاتا ہے:

"سبحان اللہ۔ سب سے بڑے عادل اور مہربان نے مجھ سے کچھ چھپایا نہیں ہے۔"

چند روز ہوئے میں نے اس "زندہ" کہا کہ تمہاری باتیں ایسی ہیں کہ ان سے انکار تو ممکن نہیں ہے لیکن پھر بھی میں گوشت پوست اور احساسات و جذبات کا مجموعہ ہوں اس لیے شک وشبہ میری گھٹی میں پڑا ہوا ہے۔ کیا تم مجھے ایسے چار گواہوں کے نام بتا سکتے ہو جو تمہارے صدق مقال کی گواہی دیں تا کہ

میں ان سے مل کر تسلی حاصل کر سکوں۔ میری یہ بات سن کر اس نے نہایت سنجیدگی سے کہا:

"دیکھو میں جو کچھ بھی کہہ رہا ہوں۔ یہ حرف بحرف صحیح ہے اور یوں سمجھو کہ میری باتیں "واردات" ہیں۔ جنہیں میں ہر اس شخص سے کہہ دیتا ہوں جو ان پر غور و فکر کرنے کا وعدہ کرے۔"

اس عالم رنگ و بُو میں رہتے ہوئے مرنے کو کسی کا دل نہیں چاہتا اور موت کا تذکرہ تعزیت کی مجلس کے علاوہ کسی بھی محفل میں باریابی حاصل نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ نزع۔ برزخ۔ میزان۔ پیشی اور آخری فیصلے کو موضوعِ سخن بنایا جائے لیکن اگر کبھی ایسا موقع آ ہی جائے تو اندازِ گفتگو میں طنز و تشنیع اور تضحیک و تمسخر کا پہلو ہمیشہ نمایاں ہوتا ہے جو کھوکھلے ایمان و عقیدہ کی غمازی کرتا ہے۔

کسی بزرگ سے ایک شخص نے پوچھا:

"حضرت جب ہم میت کو قبر میں لٹاتے ہیں تو اپنی نبضیں ڈوبنے لگتی ہیں۔ دنیا ویران محسوس ہوتی ہے اور اس حیاتِ ناپائیدار کی ستم ظریفیاں کچوکے دینے لگتی ہیں لیکن جونہی قبرستان سے ذرا دوری ہوتی ہے تو پھر بھنچے ہوئے ہونٹ بے اختیار کھُل جاتے ہیں اور وہ سارا جمود فلک شگاف قہقہوں میں تحلیل ہو جاتا ہے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟"

بزرگ نے فرمایا:

"بیٹا۔ سونے والے کو جگایا جا سکتا ہے لیکن مُردوں کو زندہ نہیں کیا جا سکتا۔ تمہارے دل مر چکے ہیں۔ اس لیے ان پہ اثر نہیں ہوتا۔"

Marfat.com

میں نے سوچا شاید میرا دل مر چکا ہے جو اس "زندہ" کی واردات کا مجھ پر خاطر خواہ اثر نہیں ہوتا۔ لیکن جب اس نے مجھے اپنے گواہوں کے نام بتائے تو میں حیران رہ گیا۔

۱۔ خالق کائنات خود

۲۔ خالقِ اکبر کے حبیب پاک۔

۳۔ خالقِ ارض وسما کے پیامبر جبریل امین۔

۴۔ سیدالانبیاء کے جانثار یعنی صحابہ کرامؓ۔

بتائیے ان گواہوں کی موجودگی میں آپ انکار کیونکر کر سکتے ہیں؟

میں اس "زندہ" کی بتائی ہوئی پوری داستانِ حیاتِ بعدالممات پر ایمان لاتا ہوں۔ اور قلب کی گہرائیوں تک اس کی صداقتوں کے نور سے منور ہو کر چاہتا ہوں کہ یہ ان دیکھی حقیقتیں دوسروں تک پہنچا دوں۔

اگر آپ بھی اس "زندہ" سے ملاقات کی خواہش رکھتے ہیں تو اس کے لیے روپے پیسے کی ضرورت نہیں ہے صرف تھوڑے سے وقت کی قربانی درکار ہے۔ اپنے گھر کی کسی الماری یا شیلف پر آپ اس "زندہ" کو قیمتی پارچات میں ملفوف پائیں گے۔ لیکن اگر آپ آگے بڑھ کر اسے ان پارچات سے نکالیں۔ اور اس سے محوارتباط ہو جائیں تو سربستہ راز خود بخود کھلتے جائیں گے۔ کیونکہ خالقِ اکبر کا ارشاد ہے کہ میں نے اس "زندہ" کی وساطت سے ہر بات کھول کھول کر بتا دی ہے۔

یہ "زندہ" قرآن مجید ہی تو ہے۔

لیکن یاد رکھنے والی بات یہ ہے کہ وقت کی قدر و قیمت سمجھے بغیر قرآن مجید سے "راز و نیاز" کی باتیں نہیں ہو سکتیں اور اسی کا ہمیں احساس

Marfat.com

نہیں ہے۔

کہتے ہیں چلچلاتی دھوپ میں برف کی سل اپنے سامنے رکھے ہوئے ایک برف فروش نہایت درد بھری آواز میں گزرنے والوں سے کہہ رہا تھا:

"مجھ پر رحم کرو میرا سرمایہ پگھل رہا ہے۔"

اتنے میں وہاں سے ایک صاحبِ دل کا گذر ہوا۔ انہوں نے جب یہ درد بھری فریاد سُنی تو چلتے چلتے رُک گئے۔ برف فروش کی طرف ایک نظر سے دیکھا اور نہایت حسرت سے فرمایا:

"ہائے افسوس۔ میں اس برف فروش سے بھی نکما ہوں کہ میری عمر کا نہایت قیمتی سرمایہ پگھل رہا ہے اور مجھے اس کا احساس تک نہیں ہے۔"

اس کے بعد ان کے منہ سے ایک دردناک چیخ نکلی اور گر کر بے ہوش ہو گئے۔ کاش ہمارے دل سے بھی ایسی ہی ہوک اُٹھے۔ تاکہ ہم اپنے اس پگھلتے ہوئے سرمایہ سے خالقِ اکبر کے ساتھ نفع کا وہ سودا کریں جس کی نشاندہی قرآن مجید میں خود اللہ پاک نے کر دی ہے اور جس کا عملی نمونہ اس کے انتہائی برگزیدہ بندوں نے پیش کیا ہے۔

یاد رکھیے۔ وقت دو دھاری تلوار ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آدمی کو بادشاہ بنا دے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسے ہلاک کر دے۔

اس چھوٹی سی کتاب کے مضامین پر غور و فکر آپ کے لیے یقیناً نئی راہیں کھول دے گا۔ جن پر چل کر آپ یوم الحساب میں مالک یوم الدین سے جزا اور انعام دونوں ہی حاصل کر سکتے ہیں۔

یہ کتاب کسی بحث کا باب کھولنے یا مناظرہ کرنے کے لیے نہیں

لکھی گئی ہے بلکہ قرآن مجید اور احادیث شریف کی روشنی میں دعوت عمل ہے تاکہ آخرت میں فوزِ عظیم کا بلند مقام حاصل کرنے کے لیے ابھی سے کوشش شروع کر دیں۔ اللہ پاک ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ اگر اس میں کسی قسم کا کوئی سقم پائیں تو اس کی نشاندہی کر دیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اسے دور کیا جا سکے۔

خاکسار
علی اصغر چودھری

ارائیں ہاؤس
ٹنڈو آدم سندھ
۱۶ ذی قعدہ ۱۴۰۴ھ
۱۴ اگست ۱۹۸۴ء

Marfat.com

خدائے تعالیٰ کا کوئی فعل حکمت اور بندوں کی مصلحت سے خالی نہیں ہے۔ ظاہر میں تو موت سب کو بُری معلوم ہوتی ہے اور اس سے لوگ ایسا ڈرتے ہیں جیسے مجرم سزا سے۔ لیکن غور کر کے دیکھو تو مرنا بھی ایک نعمت ہے۔

انسانوں کی طبیعت تازگی پسند واقع ہوئی ہے۔ جہاں ایک حالت سالہا سال رہی گو وہ حالت کیسی ہی عمدہ اور پسندیدہ ہو خواہ مخواہ آدمی اس سے ملول ہو جاتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہی من وسلوا کھاتے کھاتے ایسے اکتائے کہ آخر کو ان کے دل لہسن و پیاز پر للچائے۔ اگر دنیا میں موت نہ ہوتی تو آدمی کنوؤں میں کود کود کر اور درختوں سے گر گر جان دیتے اور حیات دراز کو عذاب عظیم سمجھتے۔

(ڈپٹی نذیر احمد۔ توبۃ النصوح صفحہ ۲۵)

Marfat.com

دمِ واپسیں

Marfat.com

موت

دنیا میں سب سے بڑی حقیقت موت ہے جسے جھٹلایا نہیں جا سکتا لیکن اسی حقیقت کی طرف سے ہم آنکھ بند کیے دنیا کی دلفریبیوں میں مشغول رہتے ہیں۔ حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ہر کسی کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

موت چونکہ ایک بھیانک چیز ہے لہٰذا اس سے بچنے کے لیے ہر شخص اپنے مقدور کے مطابق کوشش کرتا ہے لیکن موت کا فرشتہ بادشاہ کے محل میں بھی اسی طرح بے روک ٹوک داخل ہو جاتا ہے۔ جس طرح کسی فقیر کی جھونپڑی میں پہنچ جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱۔ کوئی ذی روح اللہ کے اذن کے بغیر نہیں مر سکتا۔ موت کا وقت تو لکھا ہوا ہے۔

(آل عمران۔ ۱۴۵)

۲۔ ان سے کہہ دو کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن لوگوں کی موت لکھی ہوئی تھی وہ خود اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل آتے۔

(آل عمران۔ ۱۵۴)

یہ تو اللہ پاک کی شفقت ہے کہ وہ ہماری سرکشی پر ہمیں فوراً سزا نہیں دیتے۔ ان کا ارشاد ہے:

"اگر کہیں اللہ لوگوں کو ان کی زیادتی پر فوراً ہی پکڑ لیا کرتا۔ تو

روئے زمین پر کسی متنفس کو نہ چھوڑتا۔ لیکن وہ سب کو ایک وقتِ مقرر تک مہلت دیتا ہے پھر جب وہ وقت آجاتا ہے تو اس سے کوئی ایک گھڑی بھر بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔"

(النحل - ۶۱)

ہم اگر ہزار برس بھی جیتے رہیں تو آخر موت کا مزہ چکھنا پڑے گا۔

اللہ پاک فرماتے ہیں:

"اور دیکھو اللہ نے تم کو پیدا کیا ہے پھر وہ تم کو موت دیتا ہے اور تم میں سے کوئی بدترین عمر کو پہنچا دیا جاتا ہے تاکہ سب کچھ جاننے کے بعد پھر کچھ نہ جانے۔ حق تو یہ ہے کہ اللہ ہی علم میں بھی کافی ہے اور قدرت میں بھی۔

(النحل - ۷۰)

غرض موت تو اپنے وقت پر ضرور آئے گی اور ہمیں اس جگہ آکر گھیرے گی جہاں ہمیں مرنا ہے۔ کیونکہ موت کا وقت مرنے کی جگہ اور موت کا سبب ایسی چیزیں ہیں جن کا فیصلہ ہماری پیدائش سے پہلے ہی کر دیا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

۱- ہر متنفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ پھر تم سب ہماری طرف ہی پلٹا کر لائے جاؤ گے۔

۲- پھر اسے موت دی اور قبر میں پہنچایا۔[۱]

(عبس ۲۱)

---

[۱] یعنی اپنی پیدائش اور اپنی تقدیر کے معاملہ میں ہی نہیں بلکہ اپنی موت کے معاملہ میں بھی یہ (انسان) اپنے خالق کے آگے بالکل بے بس ہے (بقیہ برصفحہ آئندہ)

Marfat.com

موت کیا ہے؟

عرفِ عام میں روح اور بدن کی دائمی جدائی کا نام موت ہے۔

مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"موت کی حقیقت جمہور علماء کے نزدیک روح کا جسدِ عنصری[1] سے نکل جانا ہے۔ اور روح خود ایک جسم نورانی لطیف ذی حیات متحرک کا نام ہے جو انسان کے پورے بدن میں ایسا سمایا ہوا رہتا ہے۔ جیسے عرقِ گلاب اس کے پھول میں۔"

(معارف القرآن جلد ششم صفحہ ۱۸۸)

روح پر موت اثر انداز نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کی رسائی تو صرف ہمارے جسم تک محدود ہے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) نہ اپنے اختیار سے پیدا ہو سکتا ہے نہ اپنے اختیار سے مر سکتا ہے نہ اپنی موت کو ایک لمحہ کے لیے بھی ٹال سکتا ہے۔ جس وقت جس جگہ جس حال میں بھی اس کی موت کا فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ اس وقت اُسی جگہ اور اس حال میں یہ مر کر ہی رہتا ہے اور جس نوعیت کی قبر اس کے لیے طے کر دی گئی ہے۔ اسی نوعیت کی قبر میں ودیعت ہو جاتا ہے۔ خواہ وہ زمین کا پیٹ ہو یا سمندر کی گہرائیاں یا آگ کا الاؤ یا کسی درندے کا معدہ۔ انسان خود تو درکنار ساری دنیا مل کر بھی اگر چاہے تو کسی شخص کے معاملہ میں خالق کے اس فیصلے کو بدل نہیں سکتی۔

(تفہیم القرآن جلد ششم صفحہ ۲۵۷)

[1] ہمارا مادی جسم۔

Marfat.com

رُوح کیا ہے؟

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرات متکلمین[1] اور اولیاء اور عارفین یہ کہتے ہیں کہ روح ایک جسم نورانی اور لطیف کا نام ہے۔ جو تمام بدن میں اس طرح سرایت کیے ہوئے ہے۔ جیسے عرق گلاب گلاب کے پتوں میں اور جیسے پانی درخت کی رگوں میں۔ جب تک اس جسم لطیف کا تعلق بدن سے باقی رہتا ہے۔ اس وقت تک انسان زندہ رہتا ہے اور جب اس جسم لطیف کا تعلق بدن سے منقطع ہو جاتا ہے تو اس کا نام موت ہے۔ پس روح انسانی ایک جسم لطیف اور عالم امر کی ایک چیز ہے۔ جو ساعت اور مقدار سے بری ہے۔ گویا روح ایک خاص چیز ہے جو میرے رب کے حکم سے پیدا ہوتی ہے۔

(معارف القرآن جلد چہارم صفحہ ۳۵۶)

۲۔ نیز خواب کی حالت میں تمام جسمانی قوتیں معطل[2] ہو جاتی ہیں۔ قوت سامعہ[3] قوت باصرہ[4] اور قوت شامہ[5] وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام قوتیں نیند کی حالت میں بے کار ہو جاتی ہیں۔ لیکن نیند ہی کی حالت میں روحانی قوتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ خواب میں انسان کو عجیب وغریب

---

[1] فلاسفر
[2] کام کرنا بند کر دیتی ہیں۔
[3] سننے کی قوت
[4] دیکھنے کی قوت
[5] سونگھنے کی قوت

Marfat.com

انکشافات ہوتے ہیں۔ اور دوسرے عالم کی چیزوں پر مُطلع ہوتا ہے۔
پس جو چیز ان جسمانی قوتوں کے معطل ہو جانے کے بعد قوی اور تیز ہو جاتی ہے۔ اور دوسرے عالم کی چیزوں کا مشاہدہ کرتی ہے۔ وہی روح ہے۔

(معارف القرآن جلد چہارم صفحہ ۳۵۹)

۳۔ انسان کے شعور و ادراک اور کمال کی کوئی حد نہیں اور جسم اور عالم جسمانی محدود ہے۔ معلوم ہوا کہ اس غیر محدود شعور کا تعلق کسی جسمانی چیز سے نہیں ہے۔ اس لیے اگر ادراک و شعور کا تعلق اسی جسم محسوس سے ہوتا تو مقدار اس کے طول اور عرض اور عمق[1] کے ہوتا۔ یہ غیر محدود علوم و ادراکات اس محدود جسم میں کیسے سما گئے۔"

۴۔ "روح اس جسم عنصری[2] کا نام نہیں ہے بلکہ اس کے علاوہ ایک اور حقیقت ہے جو اس جسم میں مستور اور مخفی ہے۔ اور اس جسم ظاہری کا مُدبّر اور حاکم ہے۔ اور یہ جسم اس کے لیے بمنزلہ سواری کے ہے۔ پس اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میری حقیقت محض یہ ظاہری جسم ہی ہے تو اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی گدھے پر سوار ہو کر یہ سمجھے کہ میری حقیقت صرف یہی گدھا ہے۔ جس پر میں سوار ہوں۔"

(معارف القرآن جلد چہارم صفحہ ۳۶۵)

۵۔ جسم انسانی بمنزلہ قمقمہ[3] کے ہے۔ اور روح اس برقی رو کی مانند ہے

---

[1] گہرائی [2] مادی جسم
[3] بجلی کا بلب۔

کہ جو قمقموں کے اندر تاروں کو روشن اور منور کرتی ہے۔ اور قمقمہ میں بجلی کے کرنٹ چھوڑ دینے کا نام نفخ روح ہے۔ جب تک برقی رو کا تعلق قمقموں کے تاروں سے باقی ہے اس وقت تک تمام تار روشن رہیں گے اور جب اس برقی رو کا تعلق ان تاروں سے منقطع[1] ہو جائے گا تو معاً روشنی معدوم ہو جائے گی۔ اسی طرح جب تک روح کا تعلق بدن سے رہے گا۔ تو تمام قویٰ اور اعضا حس و حرکت میں رہیں گے اور جب روح کا تعلق بدن سے بالکلیہ منقطع ہو جائے گا۔ تو بدن کی حس و حرکت یک لخت ختم ہو جائے گی۔ اول الذکر حالت کا نام حیات اور دوسری کا موت ہے۔

اور اگر روح کا تعلق بدن سے بالکلیہ منقطع نہیں ہوا۔ بلکہ من وجہ باقی ہے تو یہ خواب اور نیند کی حالت ہے۔ نیند کی حالت میں انسان کے ظاہری حواس معطل[2] ہو جاتے ہیں۔ مگر بعض طبعی افعال بدستور باقی رہتے ہیں۔ مثلاً تنفس۔ دوران خون ہضم طعام اور کروٹیں بدلنا وغیرہ اس سے معلوم ہوا کہ بدن سے روح کا تعلق بالکلیہ منقطع نہیں ہوا۔ بلکہ ایک طرح کا مجہول الکیف[3] علاقہ بدن کے ساتھ قائم ہے۔

۶۔ روح جسم سے جدا ہونے کے بعد اپنے جسم کو بھولتی نہیں۔ دوبارہ اپنے ہی جسم میں واپس آتی ہے۔ نیز یہ کہ روح بعض مرتبہ خواب میں سال ہا سال کسی شہر میں مقیم رہتی ہے اور یہاں جسم سے صرف چند گھنٹے جدا ہوتی ہے۔ بلکہ بعض مرتبہ چند منٹ ہی گزرتے ہیں

---

[1] ٹوٹ جانا [2] منقطع ہو جانا [3] غیر محسوس تعلق۔

۴۳۹۷۲

Marfat.com

کہ آنکھ کھل جاتی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ اُس عالم (دوسری دنیا) کے لیل و نہار[1] اس عالم (اس دنیا) کے لیل و نہار سے مختلف ہیں۔

۷۔ مرنے کے بعد اگرچہ روح جسم سے علیحدہ ہو گئی مگر روح کا اس مادی جسم سے ایک قسم کا تعلق باقی رہتا ہے۔ جس کی حقیقت اور کیفیت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں جس طرح نیند کی حالت میں روح کو اس جسم سے ایک تعلق ضرور رہتا ہے۔ مگر اس کی حقیقت اور کیفیت کے ادراک سے عقل قاصر ہے

اس تعلق کی بنا پر مردہ قبر پر گزرنے والے اور سلام کرنے والے کے سلام کو سنتا ہے اور جیسے وہ دنیا میں پہچانتا ہے وہ اس وقت بھی اس کو پہچانتا ہے۔

موت اور نیند کے متعلق اللہ پاک کا ارشاد ہے:

۱۔ وہ اللہ ہی ہے جو موت کے وقت روحیں قبض کرتا ہے اور جو ابھی نہیں مرا ہے اس کی روح نیند میں قبض کر لیتا ہے۔ پھر جس پر وہ موت کا فیصلہ نافذ کر دیتا ہے۔ اسے روک لیتا ہے اور دوسروں کی روحیں ایک وقت مقررہ کے لیے واپس بھیج دیتا ہے اس میں بڑی نشانیاں ہیں۔ ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرنے والے ہیں۔ (الزمر۔۴۲)

۲۔ اللہ وہی ہے جو رات کو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے اور دن کو جو کچھ تم کرتے ہو اسے جانتا ہے۔ پھر دوسرے روز تمہیں اسی کاروبار کے عالم میں واپس بھیج دیتا ہے تا کہ زندگی کی مقررہ مدت

---

[1] رات دن۔

پوری ہو۔ آخر کار اسی کی طرف تمہاری واپسی ہے۔ پھر وہ تمہیں بتائے گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔ اپنے بندوں پر وہ پوری قدرت رکھتا ہے اور تم پر نگرانی کرنے والے مقرر کر کے بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے تو اس کے بھیجے ہوئے فرشتے اس کی جان نکال لیتے ہیں۔ اور اپنا فرض انجام دینے میں ذرا کوتاہی نہیں کرتے۔ پھر سب کے سب اپنے حقیقی آقا کی طرف واپس لائے جاتے ہیں۔ خبردار ہو جاؤ فیصلہ کے سارے اختیارات اُسی کو حاصل ہیں اور وہ حساب لینے میں بہت تیز ہے۔

(الانعام ۶۰۔ ۶۱)

مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ معارف القرآن جلد ششم صفحہ ۸۷ میں لکھتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ روحیں قبض کرتا ہے (نیند کی حالت میں) پس جو روحیں آسمان پر جا کر کچھ دیکھ آتی ہیں وہ حق ہوتا ہے اور وہ رویائے[1] صادقہ ہیں۔ اور جو آسمان پر کچھ نہیں دیکھتیں بلکہ جب اجساد[2] کی طرف واپس آتی ہیں تو اس حالت میں جبکہ وہ واپس ہوتی ہیں تو شیاطین انہیں کچھ القا[3] کرتے ہیں اور وہ رویائے کاذبہ[4] ہیں۔

مندرجہ بالا بیانات سے روح۔ موت اور نیند کی کیفیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے اور یہ ایسی چیزیں ہیں جو مشاہدہ میں آتی رہتی ہیں۔ صرف غور و فکر

---

[1] سچے خواب	[2] جسم
[3] دل میں کوئی بات ڈالنا	[4] جھوٹے خواب

Marfat.com

کی ضرورت ہے۔

اللہ پاک نے روح کے متعلق فرمایا ہے:

"اور تجھ سے پوچھتے ہیں روح کیا ہے کہہ دے روح ہے میرے رب کے حکم سے اور تم کو علم دیا ہے تھوڑا سا۔"

(بنی اسرائیل۔ ۸۵)

مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے یعنی وہ مخلوقات کی طرح نہیں جو مادہ کے تصورات اور توالد و تناسل کے ذریعہ سے وجود میں آئی ہے بلکہ وہ بلا واسطہ حق تعالیٰ کے حکم کُن سے پیدا ہونے والی چیز ہے۔

نزع:

"موت کے وارد ہونے پر ایسا احساس ہوا تھا کہ شام کا وقت ہے۔ میں نے آخری لمحے میں یہ محسوس کیا کہ دھندلے دھندلے بادل میری نگاہوں کے سامنے سے گزر رہے ہیں۔ پھر ماحول سے کامل بے نیازی کی کیفیت طاری ہو گئی اور معلوم ہی نہ ہوا کہ اس وقت کون ہمارے پاس موجود ہے۔ ہاں نیند سی آ رہی تھی۔ اس غنودگی میں سفید روشنی سی نمودار ہوئی۔ اس وقت ہاتھ پاؤں بوجھل سے لگ رہے تھے۔ اس سفید روشنی میں ایک نورانی شکل نظر آئی اور فوراً ہی اوجھل ہو گئی پھر دماغ میں گرمی کی ایک لہر سی دوڑ گئی۔ ہاتھ پاؤں برف کی مانند ٹھنڈے ہوتے جا رہے تھے۔ دماغ میں گرمی کی لہر ابھرتے ہی ایسا لگا جیسے کسی نے اس لہر کو بیچ سے کاٹ دیا۔ اس کے بعد ہم اپنے مردہ

جسم اور زندہ رشتہ داروں کو دیکھ رہے تھے۔ ان محسوسات کی مدت بہت طویل لگ رہی تھی لیکن یہ تمام مراحل چند سیکنڈ کے اندر گزر گئے۔ اسی عالم میں ہمیں ایک عظیم الشان اور وجیہہ بزرگ نظر آرہے تھے۔ ہم ان ہی بزرگ کے ساتھ چلے گئے۔

بعض مرتے والوں کو یہ ادراک ہوتا ہے کہ اس کے اعزہ اسے بلا رہے ہیں یا اس کے قریب کھڑے ہیں یا اسے چلنے کا اشارہ کر رہے ہیں۔

(عالم ارواح۔ رئیس احمد جعفری مقدمہ صفحہ ۹۱ تا ۹۶)

کچھ عرصہ گزرا روزنامہ نوائے وقت کراچی میں "جلسہ عام" کے کالم میں ایک بیان شائع ہوا تھا کہ میو ہسپتال لاہور کے ایک وارڈ میں کھڑا تھا جہاں ایک جان بلب مریض دروازے کی طرف دیکھ کر کہہ رہا تھا:

"میں تو تمہارے پاس آنے کو تیار ہوں لیکن یہ لوگ مجھے نہیں آنے دیتے۔"

اس کے بعد اس کی روح پرواز کر گئی۔ اسی کالم میں مزید یہ بھی درج تھا کہ انگریزی میں کئی ایسی کتابیں شائع ہوئی ہیں جن کے مصنفین نے ان لوگوں سے ملاقات کی جو چند گھنٹے تک مردہ رہ کر پھر زندہ ہو گئے تھے۔ ان سب کے بیانات کا لب لباب یہ تھا کہ:

"مرتے وقت ایسا محسوس ہوا جیسا کہ میں ایک تنگ اور اندھیری سرنگ میں سے گزر رہا ہوں جس کے سرے پر روشنی ہے جب میں اس روشنی تک پہنچا تو میں نے دیکھا اس سے آگے بہت تیز اور وسیع روشنی ہے۔ جس میں مجھے اپنے کئی مردہ رشتہ دار بھی نظر آئے۔ میں اس تیز روشنی میں ہوا میں معلق (کھڑا) اپنے

مردہ جسم اور زندہ رشتہ داروں کو دیکھ رہا تھا جو میری موت پر رو رہے تھے۔ میں نے انہیں چپ رہنے کی تلقین کی مگر معلوم ہوتا تھا کہ وہ میری آواز بھی نہیں سن سکتے۔ اسی عالم میں کچھ دیر رہنے کے بعد جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ میں ہسپتال میں ہوں اور ڈاکٹر میری جان بچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔

ان بیانات سے موت کا کچھ دھندلا سا تصور ذہن میں پیدا ہو سکتا ہے یہ اور ایسے ہی دیگر تمام بیانات مکمل تفصیلات بتانے سے قاصر ہیں اور ہر لحاظ سے تشنہ ہیں لیکن خالق اکبر نے نزع کے ہر پہلو سے پردہ اٹھا دیا ہے تاکہ ہر شخص ان کی روشنی میں مناسب تیاری کر کے اس مقررہ وقت کا منتظر رہے۔

موت سب سے بڑی حقیقت :

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"پھر دیکھو، وہ موت کی جان کنی حق[۱] لے کر آ پہنچی یہ وہی چیز ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔"

(ق۔ ۱۹)

---

[۱] حق لے کر آ پہنچنے سے مراد یہ ہے کہ موت کی جان کنی وہ نقطۂ آغاز ہے جہاں سے وہ حقیقت کھلنی شروع ہو جاتی ہے۔ جس پر دنیا کی زندگی میں پردہ پڑا ہوا تھا۔ اس مقام سے آدمی وہ دوسرا عالم صاف دیکھنے لگتا ہے۔ جس کی خبر انبیاء علیہم السلام نے دی تھی۔ یہاں آدمی کو یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ آخرت بالکل برحق ہے۔ اور یہ حقیقت بھی اس کو معلوم ہو جاتی ہے کہ زندگی کے اس دوسرے مرحلہ میں وہ نیک بخت کی حیثیت سے داخل ہو رہا ہے یا بدبخت کی حیثیت سے۔
(تفہیم القرآن جلد ۵ ص ۱۱۷)

Marfat.com

۲۔ موت کے وقت فرشتوں کا بدن میں اتر جانا:

"قسم ہے ان (فرشتوں) کی جو ڈوب کر کھینچتے ہیں اور آہستگی سے نکال لے جاتے ہیں۔

(النّزاعات ۱-۲)

تفصیل:۔ مراد وہ فرشتے ہیں جو موت کے وقت انسان کی جان کو اس کے جسم کی گہرائیوں تک اتر کر اور اس کی رگ رگ سے کھینچ کر نکالتے ہیں۔

۳۔ جب جان حلق تک پہنچے گی:

"ہرگز نہیں جب جان حلق تک پہنچ جائے گی اور کہا جائے گا کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا۔

اور آدمی سمجھ لے گا کہ یہ دنیا سے جدائی کا وقت ہے۔ اور پنڈلی سے پنڈلی جُڑ جائے گی۔ وہ دن ہو گا تیرے رب کی طرف روانگی کا۔

(القیٰمۃ ۲۶-۳۰)

۴۔ جب توبہ کا وقت ختم ہو گا:

ہاں یہ جان لو کہ اللہ پر توبہ کی قبولیت کا حق انہی لوگوں کے لیے ہے جو نادانی کی وجہ سے کوئی بُرا فعل کر گزرتے ہیں اور اس کے بعد جلدی ہی توبہ کر لیتے ہیں ایسے لوگوں پر اللہ اپنی نظرِ عنایت سے پھر متوجہ ہو جاتا ہے۔ اور اللہ ساری باتوں کی خبر رکھنے

Marfat.com

والا اور حکیم و دانا ہے۔

مگر توبہ اُن لوگوں کے لیے نہیں ہے جو بُرے کام کیے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے اس وقت وہ کہتا ہے کہ اب میں نے توبہ کی اور اس طرح توبہ ان کے لیے بھی نہیں ہے جو مرتے دم تک کافر رہیں ایسے لوگوں کے لیے تو ہم نے دردناک سزا تیار کر رکھی ہے۔

(النساء ۱۷۔۱۸)

۵۔ توبہ کب قبول ہو سکتی ہے ؟

مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"جب موت سامنے آکھڑی ہوئی اور آنکھوں سے پردہ اُٹھ گیا اور ملک الموت اور اس عالم کی چیزیں نظر آنے لگیں تو ایسے وقت میں گنہگار مسلمان کی گناہوں سے توبہ اور کافر کی اپنے کفر سے توبہ مقبول نہیں۔ اور اس کا مقصود گنہگار مسلمان کو تنبیہہ ہے کہ اپنے گناہوں سے جلد توبہ کر کافر کی طرح موت کا انتظار نہ کر۔

احادیث میں آیا ہے کہ جب تک غرغرہ کی حالت پیدا نہ ہو اس وقت تک توبہ قبول ہوتی ہے۔ اور جب نزع روح شروع ہو جائے اور فرشتے وغیرہ دکھائی دینے لگیں تو اس وقت توبہ قبول نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ اس وقت ایمان بالغیب نہیں رہا۔

(معارف القرآن جلد دوم صفحہ ۳۶۔۳۷)

Marfat.com

۶۔ موت کے وقت باغیوں کو چیلنج :

اب اگر تم کسی کے محکوم نہیں ہو اور اپنے اس خیال میں سچے ہو تو جب مرنے والے کی جان حلق تک پہنچ چکی ہوتی ہے۔ اور تم آنکھوں سے دیکھ رہے ہوتے ہو کہ وہ مر رہا ہے۔ اس وقت اس کی نکلتی ہوئی جان کو واپس کیوں نہیں لے آتے ؟۔ اس وقت تمہاری بہ نسبت ہم اس کے زیادہ قریب ہوتے ہیں مگر تم کو نظر نہیں آتے۔" (الواقعۃ ۸۳-۸۴)

۷۔ موت کے وقت باغیوں، سرکشوں، ظالموں اور کافروں کی حالت :

۱۔ انہی کافروں کے لیے جو اپنے نفس پر ظلم کرتے ہوئے جب ملائکہ کے ہاتھوں گرفتار ہوتے ہیں تو (سرکشی کو چھوڑ کر) فوراً ڈگیں[1] ڈال دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں :

"ہم تو کوئی قصور نہیں کر رہے تھے۔"

ملائکہ جواب دیتے ہیں :

رکیسے نہیں رہے تھے۔ اللہ تمہاری کرتوتوں سے خوب واقف ہے۔ (النحل-۲۸)

۲۔ یہاں تک کہ وہ گھڑی آ جائے گی جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کی روحیں قبض کرنے کے لیے پہنچیں گے اس وقت

---

[1] ہار مان لینا۔

وہ ان سے پوچھیں گے کہ بتاؤ اب کہاں ہیں تمہارے وہ معبود جن
کو تم خدا کے بجائے پکارتے تھے۔ وہ کہیں گے۔
"سب گم ہو گئے"۔
اور وہ خود اپنے خلاف گواہی دیں گے کہ ہم واقعی منکر حق تھے۔

۳۔ کاش تم ظالموں کو اس حالت میں دیکھ سکو جبکہ وہ سکراتِ موت
میں ڈبکیاں کھا رہے ہوتے ہیں۔ اور فرشتے ہاتھ بڑھا بڑھا کر
کہہ رہے ہوتے ہیں کہ،
"لاؤ نکالو اپنی جان۔ آج تمہیں ان باتوں کی پاداش میں ذلت
کا عذاب دیا جائے گا۔ جو تم اللہ پر تہمت رکھ کر ناحق بکا
کرتے تھے اور اس کی آیات کے مقابلہ میں سرکشی دکھاتے تھے۔

(الانعام۔ ۹۳)

(جب فرشتے کافروں کی ارواح قبض کرتے ہیں تو ان کے مونہوں
اور سرینوں[1] پر آگ کے گرز مارے جاتے ہیں اور یہ کہتے جاتے
ہیں کہ جلنے کے عذاب کا مزہ چکھو۔

(معارف القرآن مولانا محمد ادریسؒ جلد سوم صفحہ ۲۴۹)

معارف القرآن جلد چہارم میں مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ
"جب کوئی کافر مرتا ہے تو فرشتہ موت ان کی روحیں قبض کرتے
وقت ان کے چہرہ اور پشت پر مارتا ہے۔ بعض روایات
میں ہے کہ آگ کے کوڑے اور لوہے کے گرز ان کے ہاتھوں
میں ہوتے ہیں جن سے وہ مرنے والے کافر کو مارتے ہیں۔ مگر

---

[1] چوتڑوں۔

Marfat.com

چونکہ عذاب کا تعلق عالم برزخ سے ہے اس لیے یہ عذاب عام طور پر آنکھوں سے نہیں دیکھا جاتا۔"

(صفحہ ۲۶۱)

۸۔ موت کے وقت مہلت کی درخواست اور اس کا جواب

"جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرو۔ پیشتر اس کے کہ تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے اور اس وقت وہ کہے کہ:

اے میرے رب۔ کیوں نہ تو نے مجھے تھوڑی سی مہلت اور دے دی کہ میں صدقہ دیتا اور صالح لوگوں میں شامل ہو جاتا۔"

حالانکہ جب کسی کی مہلت عمل پوری ہونے کا وقت آجاتا ہے تو اللہ اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو۔ اللہ اس سے باخبر ہے۔"

(المنٰفقون ۹-۱۱)

نزع کی تکلیف:

روح کا جسم سے جدا ہونا بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ اور یہ تکلیف ہر کسی کو ہوتی ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مواعظ میں فرماتے ہیں:

"حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت نزع دیکھی ہے اس

Marfat.com

وقت سے سہولتِ نزع کی تمنا نہیں رہی۔ کیونکہ پہلے یہ خیال تھا کہ سہولت نزع کوئی اچھی اور مطلوب شے ہے۔ مگر اب معلوم ہوا کہ شدت بھی مذموم نہیں۔ ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں ہوتی۔

دراصل شدت نزع کا انحصار نیکی اور بدی پر نہیں ہے۔ بلکہ اس کے دو سبب ہیں۔ ایک قوتِ جسم۔ دوسرے کثرت تعلقات۔

اگر جسم قوی ہے تو روح کی اس سے جدائی مشکل سے ہوگی۔ اور اگر دنیا کے ساتھ تعلقات زیادہ ہیں تو روح کو جسم سے علیحدہ ہونا ناگوار ہوگا اس لیے وہ جسم سے اپنا تعلق دیر سے ختم کرتی ہے۔ اگر مومن ہوگا تو فرشتوں سے سُن کر خدا کی ملاقات کا مشتاق ہو جائے گا۔ اس وقت یہ حالت ہوگی جیسے کسی کا محبوب اسے ایک تنگ سی کھڑکی میں سے گزر کر اندر آنے کے لیے کہے تو اب عاشق اس کھڑکی میں سے جوں توں کر کے گزرے گا۔ خواہ اسے زخم ہی لگ جائیں لیکن اس کا دل محبوب کے وصال کی آرزو میں خوش ہوگا اور یہ تکلیف اسے محسوس تک نہ ہوگی۔ بلکہ خوشی ہوگی کہ اس کا محبوب اسے یہ تکلیف برداشت کرتے ہوئے دیکھ رہا ہے۔ وہ کہے گا۔

ترجمہ:۔ تیرے عشق کے جرم میں لوگ مجھے قتل کرتے ہیں اور شور سا برپا ہے تو بھی چھت پر آ کر دیکھ کیا عجیب تماشا ہے۔

مومن کو نزع کی تکلیف :

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

" اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ مسلمان کو تو مرتے وقت بہت تکلیف ہوتی

Marfat.com

ہے اور یہ خوشی کے ساتھ جانے کی علامت نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ نزع کی تکلیف مومن کے جسم کو تو ہوتی ہے۔ مگر روح کو لذت حاصل ہوتی ہے جس کی ہمیں خبر نہیں ہوتی۔ کیونکہ روح دکھائی نہیں دیتی۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی معشوق عاشق کو بغل میں لے کر ایسا زور سے دبائے کہ اس کی آنکھیں نکل آئیں۔ تو اس کے جسم کو تو بے شک تکلیف ہوگی مگر دل سے وہ اس حال میں بہت خوش ہوگا۔ بلکہ اگر معشوق کہے کہ تم کو اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ اس لیئے چھوڑ دیتا ہوں۔ اور تمہیں چھوڑ کر رقیب کو دباتا ہوں تو عاشق کہے گا۔

ے نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

پس نزع کی تکلیف اس کے گنہگار ہونے کی علامت نہیں ہے۔"

موت کے وقت مومن کو بشارت :

قرآن مجید میں ارشاد ہے :

۱۔ یہ جزا دیتا ہے اللہ متقیوں کو ان متقیوں کو جن کی روحیں پاکیزگی کی حالت میں جب ملائکہ قبض کرتے ہیں تو کہتے ہیں :

"سلام ہو تم پر۔ جاؤ جنت میں اپنے اعمال کے بدلے"۔
(النحل)

۲۔ اے نفس مطمئن۔ چل اپنے رب کی طرف۔ اس حال میں کہ تو (اپنے انجام نیک سے) خوش اور (اپنے رب کے نزدیک) پسندیدہ

ہے شامل ہو جا میرے (نیک) بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں۔ (الفجر۔۲۷۔۳۰)

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ تفہیم القرآن جلد ششم صفحہ ۳۴ میں لکھتے ہیں:

"یہ بات اس سے موت کے وقت بھی کہی جائے گی قیامت کے روز جب وہ دوبارہ اٹھ کر میدان حشر کی طرف چلے گا اس وقت بھی کہی جائے گی اور جب اللہ کی عدالت میں پیشی کا موقع آئے گا اس وقت بھی کہی جائے گی۔

"ہر مرحلے پر اسے اطمینان دلایا جائے گا کہ وہ اللہ کی رحمت کی طرف جا رہا ہے۔"

نزولِ ملائکہ:

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فرشتے تین وقتوں میں آدمی کے پاس آتے ہیں۔ اول مرتے وقت چنانچہ جب مومن مرتا ہے تو رحمت کے فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں:

"اے نفس مطمئنہ نکل طرف راحت اور بہار کے اور طرف ایسے پروردگار کے جو ناراض اور غضبناک نہیں ہے۔"

حدیث شریف میں آتا ہے کہ مومن یہ بات سن کر اللہ پاک کی زیارت کا مشتاق ہو جاتا ہے۔

مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

"ذائقۃ الموت (کل نفس ذائقۃ الموت) سے اشارہ پایا جاتا ہے کہ ہر نفس موت کی خاص تکلیف محسوس کرے گا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ روح کا جیسا اتصال[1] بدن کے ساتھ ہے اس کے نکلنے کے وقت تکلیف اور الم[2] کا احساس امر طبعی ہے۔ رہا بعض اہل اللہ کا یہ معاملہ کہ ان کو موت سے لذت اور راحت ہوتی ہے کہ دنیا کی تنگیوں سے نجات ہوئی اور محبوب اکبر سے ملاقات کا وقت آگیا۔ تو یہ ایک دوسری طرح کی لذت ہے۔ جو مفارقت[3] بدن کی طبعی تکلیف کے منافی[4] نہیں ہے۔"

(معارف القرآن جلد ششم صفحہ ۱۸۸)

نزع کی تکلیف اور سورۃ یوسف:

محترم جناب عبدالحمید صدیقی صاحب ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور اپنی گرانقدر تصنیف "سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ" کے صفحہ ۱۹۹ پر خواب نمبر ۱۱۹ کے عنوان سے لکھتے ہیں:

"ایک شخص نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ آپؐ کی حدیث شریف سنی ہے کہ مومن کی جان اس طرح آسانی سے نکل جاتی ہے۔ جس طرح خمیری آٹے سے بال کیا یہ درست ہے؟"

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"صحیح ہے۔"

---

[1] تعلق [2] دکھ [3] جدائی [4] خلاف

Marfat.com

اُس نے عرض کیا کہ:
قرآن پاک میں تو جان کنی کی سخت شدت بیان کی گئی ہے۔
(القیٰمۃ ۲۶۔ ۳۰ تک) پھر حدیث شریف
اور قرآن مجید میں کس طرح مطابقت[1] ہو گی تو آپؑ نے ارشاد فرمایا:
"سورہ یوسف کا مطالعہ کرو اس میں تمہیں جواب مل جائے گا"
بیدار ہو کر اس نے بار بار سورۂ یوسف کو پڑھا مگر جواب سمجھ میں نہ آیا۔ آخر ایک درویش کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جو عالم بھی تھے اور خواب کا ذکر ان سے کیا۔ انہوں نے کہا سورۂ یوسف کی اس آیت میں تمہارا جواب موجود ہے۔ (آیات نمبر ۳۰ سے ۳۱ تک)
جس کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:
"شہر کی عورتیں آپس میں چرچا کرنے لگیں کہ:
"عزیز کی بیوی اپنے نوجوان غلام کے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔ محبت نے اس کو بے قابو کر رکھا ہے" ہمارے نزدیک تو وہ صریح غلطی کر رہی ہے"۔ اس نے جوان کی مکارانہ باتیں سنیں تو ان کو بلاوا بھیج دیا اور ان کے لیے تکیہ دار مجلس آراستہ کی اور ضیافت میں ہر ایک کے آگے ایک ایک چھری رکھ دی (پھر عین اس وقت جبکہ وہ پھل کاٹ کاٹ کر کھا رہی تھیں) اُس نے

---

[1] ایک جیسا ہونا۔
[2] ہرگز نہیں، جب جان حلق تک پہنچ جائے گی اور کہا جائے گا کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا اور آدمی سمجھ لے گا کہ یہ دنیا سے جدائی کا وقت ہے اور پنڈلی سے پنڈلی جڑ جائے گی وہ دن ہو گا تیرے رب کی طرف روانگی کا۔

Marfat.com

یوسف کو اشارہ کیا کہ ان کے سامنے نکل جب اُن عورتوں کی نگاہ اس پر پڑی تو وہ دنگ رہ گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھیں اور بے ساختہ پکار اٹھیں :

"حاشا اللہ یہ شخص انسان نہیں ہے۔ یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے۔"

بالکل اسی طرح ایک مومن کامل کی روح قفس عنصری سے جب پرواز کرتی ہے۔ تو جمال حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سامنے ہوتا ہے وہ چہرہ نبوی میں حسن خداداد کا نظارہ کرتا ہے اور یہی حسن مصطفوی دیکھنے میں اتنا محو ہو جاتا ہے۔ کہ نزع کی تکلیف کا اس ذرا بھی احساس نہیں ہوتا۔

قرآن پاک نے نزع کی حقیقی تکلیف کا بیان کیا ہے اور حدیث شریف میں اس تکلیف کے احساس کی نفی ہے۔ اصل تکلیف کی نہیں۔ یعنی تکلیف تو ہوتی ہے مگر اس کا احساس نہیں ہوتا"

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مواعظ اشرفیہ میں اس بات کی تشریح کرتے ہوئے ایک مثال دی ہے۔ فرماتے ہیں۔ ایک شخص کو اس کے وارثوں نے کسی کے عشق کے جرم میں سو کوڑے مارے۔ ننانوے کوڑے پڑنے تک تو وہ ہنستا رہا۔ لیکن آخری کوڑا لگنے پر زور سے رو دیا لوگوں نے حیران ہو کر آخری کوڑے پر رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ ننانوے کوڑے لگنے تک میرا محبوب دور کھڑا مجھے دیکھ رہا تھا اس لیے جمالِ یار کی وجہ سے مجھے ان کی تکلیف کا احساس نہ ہوا لیکن اب وہ چلا گیا۔ تو اس سے تکلیف کا شدت سے احساس ہونے لگا گویا محبوب کی دید سے بھی تکلیف کی برداشت پیدا ہوتی ہے۔ پس عشق و معرفت درد کو کھو دیتے ہیں کیونکہ یہ ایسے جذبات ہیں جن کی وجہ سے محبوب کی طرف سے پیش آنے والا

Marfat.com

کوئی بھی واقعہ ناگوار نہیں گزرتا۔

مومن اور اس کی جانکنی :

حضرت براء بن عازب[1] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"جب مومن دنیا سے رخصت اور آخرت میں آمد کی حالت میں ہوتا ہے تو اس کے پاس آسمان سے فرشتے آتے ہیں جن کے چہرے آفتاب کی طرح روشن ہوتے ہیں۔ ان کے پاس جنت کا کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ منتہائے نظر کے فاصلے پر بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت اس کے سر کے پاس آکر بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ اے جان جس کو خدا کے حکموں پر اطمینان تھا اللہ کی مغفرت اور رضامندی کی طرف چل وہ اس طرح (آسانی) سے نکلتی ہے جیسا مشک سے (پانی کا قطرہ) ڈھلک جاتا ہے گو تم (ظاہر میں) اس کے خلاف حالت دیکھو (کہ شدت سے جان نکلی تو وہ شدت جسم پر ہوتی ہے روح کو راحت ہوتی

[1] حضرت براء بن عازب بڑے جلیل القدر صحابی تھے۔ جنگ بدر میں کم عمری کی وجہ سے شرکت نہ کر سکے جنگ احزاب میں پر زور حصہ لیا تھا۔ بیعت الرضوان میں شامل تھے۔ جنگ خیبر اور جنگ حنین میں موجود تھے۔ خلفائے راشدین کے عہد میں ہر معرکہ میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ سے ۳۰۵ حدیثیں مروی ہیں۔ آپ کی انگلی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ سونے کی انگوٹھی ہوا کرتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جانثار تھے۔ اور مسائل دین خوب بیان کرتے تھے۔

(رحمت دارین کے سو شیدائی۔ صفحہ ۵۱۳ تا ۵۲۳)

Marfat.com

ہے) غرض فرشتے اس روح کو نکال لیتے ہیں۔

اور نکال لینے کے بعد ملک الموت کے ہاتھ میں (فرشتے) چشم زدن کے لیے بھی نہیں چھوڑتے بلکہ اس کو (بہشتی) کفن اور خوشبو میں رکھ لیتے ہیں۔ اور اس سے ایسی خوشبو نکلتی ہے۔ جیسے مشک کی تیز سے تیز خوشبو ہو۔ پھر وہ اس کو لے کر اوپر کو چڑھتے ہیں۔ سو فرشتوں کے جس گروہ پر ان کا گزر ہوتا ہے وہ پوچھتے ہیں یہ پاکیزہ روح کون ہے۔ وہ اس کے اچھے سے اچھے نام سے جو دنیا میں مشہور تھا۔ بتلاتے ہیں کہ فلاں بن فلاں ہے۔ یہاں تک کہ (اسی حالت سے) وہ اس کو قریب والے آسمان (یعنی سماء الدنیا) کی طرف پھر وہاں سے (سب آسمانوں سے گزر کر) ساتویں آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے کہ اس کا نام علیین میں لکھ دو۔ اور اس کو (سوال قبر کے لیے) پھر زمین کی طرف لے جاؤ۔ سو اس کی یہ روح بدن میں لوٹائی جاتی ہے برزخ کے مناسب نہ کہ دنیا کی طرح۔ پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں (باقی حدیث شریف برزخ کے بیان میں لکھی جائے گی)۔

(شوق وطن از مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۵)

نوٹ:۔ کفار و مشرکین اور منافقین وغیرہ کا یہ حال اس کے بالکل الٹ ہوتا ہے۔ یعنی ڈراؤنی صورت والے فرشتے۔ بدبودار کفن۔ نزع کی سختی روح کا نام سجین میں لکھا جانا اور آسمان سے اسے زمین کی طرف پٹخ دیا جانا وغیرہ وغیرہ۔

Marfat.com

۲۔ حدیث نبوی میں ہے کہ روح جب نزع کے وقت تمام بدن سے کھنچتی ہے تو مومن کو کچھ محسوس نہیں ہوتا۔ اس لیے بعض لوگ عین نزع کے وقت باہوش اور بشاش نظر آتے ہیں البتہ جب حلقوم میں آتی ہے تو احساس ہوتا ہے اور وہ بھی تحیر (حیرانی) کے ساتھ کہ یہ کہاں جا رہی ہے یا میں کہاں جا رہا ہوں۔ اور اسی لیے اس کے نکلتے وقت نگاہ اوپر ہی کو اٹھی رہ جاتی ہے اور آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں۔ گویا تحیر کے ساتھ آنکھیں اوپر کو دیکھتی رہ جاتی ہیں۔ اسی لیے موت کے بعد آنکھوں کو بند کر دینے کا شریعت نے حکم دیا ہے۔

(عالم برزخ از قاری محمد طیب صفحہ ۴۷-۴۸)

موت اور اپنی مرضی :

اپنی مرضی سے مرنے کا ایک حیرت انگیز اور بالکل صحیح واقعہ مندرجہ ذیل ہے۔

ایک مرتبہ حضرت فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ اپنی دُکان پر ادویات کی فروخت میں مصروف تھے۔ ایک فقیر نے سوال کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس وقت ہاتھ خالی نہیں ہے۔ فقیر نے ترش روئی سے کہا کہ تجھے روپے پیسے سے کب فرصت ہے لینے کے لیے تو دونوں ہاتھ خالی ہیں اور دینے کے واسطے کوئی ہاتھ خالی نہیں ہے۔ اے مرد خدا مرتے وقت تیری روح بڑی مشکل سے اس جسم سے نکلے گی۔ کبھی کسی بوتل میں جا چھپے گی کبھی کسی مرتبان میں بند ہو جائے گی۔ حضرت فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ کو فقیر کا جواب بُرا معلوم ہوا اور آپ نے اس سے کہا۔ " اے فقیر تو بھی اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ۔ طالب خدا

Marfat.com

لالچی نہیں ہوتے اور تو ایک ایک پیسہ پر جھگڑتا ہے۔ تیری روح مجھ سے بھی زیادہ مشکل سے نکلے گی کبھی خیرات خانے میں پناہ لے گی۔ کبھی دولت مندوں کے دروازوں پر بھٹکتی پھرے گی۔ تو فریدالدین پر کیا اعتراض کرتا ہے۔

فقیر یہ سن کر مسکرایا اور جو کملی کاندھے پہ ڈال رکھی تھی اس کو زمین پر ڈال دیا اور دکان کے سامنے یہ کہہ کر لیٹ گیا کہ دیکھو طالب خدا اس طرح مرتے ہیں یہ جملہ ختم ہوتے ہی اس کی روح نکل گئی۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ پر عجیب وجدانی کیفیت طاری ہو گئی تمام بوتلیں اور ادویات کے سارے برتن توڑ دیئے اور یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے۔"

رُوح کی نہایت مختصر تعبیر:

روح کے بارے میں حکماء اور فلسفیوں کے کچھ بھی خیالات ہوں لیکن اسلام نے جو اس کی تشریح کی ہے وہ اس قدر ہے کہ یہ خدا کا حکم ہے۔ حکم ایک قوت ہے کہ نہ اس کے جسم ہے نہ لمبائی چوڑائی اور اونچائی نہ شکل وصورت ہے۔

"قل الروح من امر ربی" کا یہ مفہوم ہے۔ کہ خدا کا حکم۔ اس کی مصلحت۔ اس کا ارادہ۔ اس کی خواہش۔ اس سے زیادہ سمجھنے کی اس محدود عقل میں گنجائش ہی نہیں۔

شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اپنی روح کو اس مادی جسم سے علیحدہ کر کے دیکھا تھا۔ فرماتے ہیں۔ میرے ہی جیسا ایک اور ولی اللہ سامنے کھڑا تھا۔ جب میں نے اسے کہا کہ واپس اپنے بدن میں آ جا تو کہا کہ اس اندھیر کوٹھڑی میں گھسنے کو دل نہیں چاہتا۔ جب اسے کہا کہ اس بدن سے تمہاری دائمی مفارقت

کا ایک وقت مقرر ہے اس وقت تک تمہیں اس میں رہنا ہی ہے۔ تو روح دوبارہ جسم میں سرایت کر گئی۔

زندہ رہتے ہوئے بھی روح کو جسم سے نکالا جا سکتا ہے

یوں تو تصوف نے اس پر خوب بحث کی ہے۔ اور اس کے کئی طریقے اور واقعات بیان کیے ہیں۔ لیکن ذیل میں ہم سابق ایس۔پی۔ خان بہادر نقی محمد خاں خورجوی کا ذاتی تجربہ درج کرتے ہیں۔ موصوف اپنی کتاب اعجوبۂ اسرار صفحہ ۱۷۱، ۱۷۲ پر لکھتے ہیں۔

"اس گناہگار کو ایک مشاہدہ حبس دم کا بھی ہوا ہے۔ عام اصطلاح میں حبس دم سانس روکنے کو کہتے ہیں۔ ممکن ہے۔ اسم ذات کے پاس انفاس کے سلسلے میں بعض طریقوں میں سانس کو بھی روکا جاتا ہے لیکن میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ لا الہ الا اللہ کے ذکر خفی کے ساتھ عالم خیال میں روح کو بائیں جانب کوکھ سے ناف پر لانا چاہیئے اور ناف سے خیال کو سیدھا دل کے مقام پر اور اس سلسلہ کو جاری رکھ کر پشت کی ریڑھ کی ہڈی سے گزار کر اور سر میں چندیا کی جگہ پہنچا دینا چاہیئے۔ جہاں اکثر لوگوں کے سر کے بال اڑ جاتے ہیں یہ عمل ایک ہی منٹ میں پورا ہو جاتا ہے اور صحیح طریقہ پر ایک ہی سلسلہ میں کیا جائے تو ایک ہی مرتبہ میں حبس دمی مکمل ہو جاتی ہے۔ پیر کی انگلیوں سے سنسناہٹ شروع ہو کر دماغ تک پہنچ جاتی ہے۔ جسم سرد ہو جاتا ہے۔ صرف دماغ میں حدت باقی رہتی ہے۔ اور روح جسم سے نکل کر ہوا میں اڑنے لگتی ہے۔

Marfat.com

اور انسان اس روحانی جسم سے اپنے مادی جسم کو بخوبی دیکھ سکتا ہے۔ لیکن جب تک پیر کامل کی راہنمائی اور نگرانی نہ ہو اس عمل کو کرنا خطرناک ہے۔

صفحہ ۱۸۰، ۱۸۱ پر لکھتے ہیں:

"از خود رفتن۔ یہ شغل نفی اثبات کے ذریعہ سے کیا جاتا ہے۔ لا الٰہ کہتے ہی روح جسم کو چھوڑ کر پرواز کر جاتی ہے اور عالم بالا کی سیر میں مشغول ہو جاتی ہے اور الا اللہ کے ساتھ پھر جسم میں داخل ہو جاتی ہے۔ اس طرح مشاغل کو "موتو قبل انت موتو" یعنی مرنے سے پہلے مرنے کی لذت حاصل ہو جاتی ہے اور فنا اور بقا پر قابو حاصل ہو جاتا ہے۔ اس شغل کے مشاغل پر حالت سماع میں بھی اکثر یہ حالت طاری ہو جاتی ہے۔ ترکیب اس شغل کی یہ ہے کہ لا الٰہ کے ساتھ روح طبعی کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر ناک کے ذریعہ سے باہر نکالے اور ہوا میں شامل کرے ابتداء میں اس پر غنودگی طاری ہو گی اور ایسا معلوم ہو گا کہ وہ ہوا پر سوار ہے اور معلق[1] کہیں جا رہا ہے۔ اس کے بعد اس کی روح مقام آتش میں آئے گی جہاں اس کو اندھیرا دکھلائی دے گا اس کے بعد وہ گھبرا کر باہر نکلے گی اس کے بعد مقام پانی پر جائے گی بعد ازاں دل کے نزدیک پہنچے گی اور مغز یعنی ام الدماغ یا خفی الخفی میں داخل ہو گی۔ اس مشق سے یہ فائدہ ہے۔ کہ روح کو جسم سے جب چاہے باہر نکالا جا سکتا ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر سالک کو سماع[2] میں بہت زیادہ رغبت

[1] لٹکنا۔ [2] قوالی

ہوتی ہے۔

رُوح ۔ اس کی استعداد، اس کی مختلف حالتیں

۱۔ جب میت کو لوگ دفن کر کے واپس ہوتے ہیں تو مردہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔

۲۔ مردہ سلام کہنے والے۔ دعا کرنے والے اور قبر پر آنے والے کو پہچانتا ہے بشرطیکہ اس نے دنیا میں اس کو دیکھا ہو۔

۳۔ مُردوں کو اپنے عزیز واقارب کے عملوں کی بھی خبر ملتی رہتی ہے۔

۴۔ روحیں یا سجین میں ہونگی یا علیین میں۔ سجین میں عذاب والی روحیں ہوتی ہیں جبکہ علیین میں راحت والی روحیں ہوتی ہیں۔ یہی دو ٹھکانے ہیں روحوں کے جہاں عالم برزخ میں رہتی ہیں۔

۵۔ روحیں آپس میں ملتی جلتی ہیں۔ اور دنیا میں ان پر جو واقعات گزرے ہیں انہیں یاد کرتی ہیں اور ان واقعات پر بھی گفتگو کرتی ہیں جو دنیا والوں کو پیش آتے رہتے ہیں۔

۶۔ حق تعالیٰ نے تین ہی گھر بنائے ہیں۔ دنیا۔ برزخ اور آخرت اور ہر گھر کے مخصوص احکام بنائے ہیں اور انسان کو جسم و روح سے مرکب بنایا ہے دنیا کے احکام اجسام پر جاری ہیں اور روحیں ان کے تابع ہیں۔ اس لیے احکام شرعیہ اقوال وافعال پر مرتب ہوتے ہیں دلی خیالات پر نہیں اور برزخ کے احکام روحوں پر جاری ہوتے ہیں اور جسم ان کے تابع ہوتے ہیں۔ غور کرو جیسے دنیوی احکام میں روحیں اجسام کے تابع ہیں اور اجسام کی راحت و تکلیف کا تمہیں احساس ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کے اسباب کا

Marfat.com

براہ راست اجسام ہی سے تعلق ہے۔ اور بواسطہ اجسام کے روحیں بھی متاثر ہوتی ہیں ٹھیک اسی طرح برزخ میں راحت و تکلیف کا تعلق براہ راست روحوں سے ہوتا ہے۔ اور بواسطہ روح کے اجسام سے ہوتا ہے۔ دنیا میں اجسام ظاہر ہیں اور ارواح پوشیدہ گویا بدن روحوں کی قبریں ہیں اور برزخ میں روحیں ظاہر ہیں اور اجسام اپنی اپنی قبروں میں پوشیدہ اور گم ہیں۔ پس احکام برزخ براہ راست روحوں پر جاری ہوتے ہیں اور ان کے واسطے سے اجسام بھی متاثر ہوتے ہیں۔ پس اسی ایک نکتہ کو ذہن میں رکھو تمام اعتراض اُٹھ جائیں گے۔

۷۔ موت سے روح کا تعلق اجسام سے بالکل ختم نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک گونہ تعلق قائم رہتا ہے خواہ جسم یوں کے توں رہیں یا اجزاء پراگندہ ہو کر مٹی وغیرہ میں مل کر دوسری شکلیں اختیار کر چکے ہوں۔

۸۔ قیامت کے دن براہ راست اجسام و ارواح دونوں متاثر ہوں گے۔

۹۔ کیا یہ حیرت انگیز بات نہیں ہے کہ دو شخص ایک ہی بستر پر سو رہے ہیں۔ مگر ایک کی روح نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہی ہے اور دوسرے کی روح عذاب الیم میں مبتلا ہے۔ پھر دونوں جاگتے ہیں تو اپنے اپنے جسموں پر نعمت و عذاب کے نشانات دیکھتے ہیں برزخ کا معاملہ اس سے بھی زیادہ عجیب ہے۔

(بحوالہ کتاب الروح مصنفہ علامہ حافظ ابن قیم)

ارواح کی ملاقات:

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

"جب مومن بندے کی روح قبض کی جاتی ہے تو خدا کے مرحوم بندے اس طرح آگے بڑھ کر اس سے ملتے ہیں جیسے دنیا میں کسی خوشخبری لانے والے سے ملاکرتے ہیں پھر (ان میں سے بعض) کہتے ہیں کہ ذرا اس کو مہلت تو دو کہ دم لے لے کیونکہ (دنیا میں) یہ بڑے کرب میں تھا بعد اس کے اس سے پوچھنا شروع کرتے ہیں کہ فلانے شخص کا کیا حال ہے اور فلانی عورت کا کیا حال ہے۔ اس نے نکاح کر لیا ہے یا نہیں پھر اگر ایسے شخص کا حال پوچھ بیٹھے جو اس شخص سے پہلے مر چکا ہے اور اس نے کہہ دیا کہ وہ تو مجھ سے پہلے مر چکا ہے تو انا للہ پڑھ کر کہتے ہیں کہ بس اس کو اس کے ٹھکانے یعنی دوزخ کی طرف لے جایا گیا سو وہ جانے کی بُری جگہ ہے۔

اور ارشاد فرمایا :

کہ تمہارے اعمال تمہارے رشتہ داروں اور خاندان والوں کے سامنے جو کہ آخرت میں ہیں۔ پیش کیے جاتے ہیں اگر عمل نیک ہوا تو خوش اور بشاش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے اللہ یہ آپ کا فضل اور رحمت ہے سو اپنی یہ نعمت اس پر پوری کیجئے اور اس پر اس کو موت دیجئے اور ان پر گنہگار کا عمل بھی پیش ہوتا ہے۔ سو کہتے ہیں کہ اے اللہ اس کے دل میں نیکی ڈال جو تیری رضا اور قرب کا سبب ہو جائے۔"

تجہیز و تکفین کے وقت :

عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ جو میت مرتا ہے۔ اس کی روح

Marfat.com

ایک فرشتہ کے ہاتھ میں رہتی ہے۔ اپنے جسم کو دیکھتی ہے۔ کہ اس کو غسل کیونکر دیا جاتا ہے۔ کفن کس طرح دیتے ہیں۔ لے کر کس طرح چلتے ہیں اور لاش تختہ پر ہی ہوتی ہے کہ اس سے فرشتے کہتے ہیں کہ لوگ جو تیری تعریف کر رہے ہیں سن لے (کیونکہ یہ بشارت آئندہ کی خیر کا باعث ہے)۔

مُردوں کا باہم کلام کرنا:

قیس بن قبیصہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مومن نہیں ہوتا اس کو مردوں کے ساتھ کلام کرنے کی اجازت نہیں ملتی۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا مردے بھی باہم کلام کرتے ہیں۔ فرمایا ہاں اور باہم ملتے جلتے بھی ہیں۔

(شوق وطن از مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

برزخ

Marfat.com

Marfat.com

دنیا چند روزہ ہے۔
اس میں جتنا چاہو ہنس لو
پھر جب دنیا ختم ہو جائے گی
اور اللہ کے پاس حاضر ہو گے
تو رونا شروع کرو گے
جو کبھی ختم نہ ہو گا

(معارف القرآن)

انسان دو چیزوں سے مرکب ہے بدن اور روح۔ اس کا مجموعہ ہی نفس انسانی کہلاتا ہے۔ اس نفس انسانی کو طبعاً تین جہانوں سے گزرنا ہے۔ ایک دنیا جو دارالعمل ہے ایک آخرت جو دارالقرار ہے اور ایک برزخ جو دارالانتظار ہے۔ ان تینوں جہانوں کے احکام اور ان کی نوعیت الگ الگ ہے۔

۱۔ دنیا میں جسم اور جسمانی زندگی اصل ہے۔ روح اس کے تابع ہو کر اس کے اثرات قبول کرتی ہے۔

۲۔ برزخ میں روح اور روحانی زندگی اصل ہے جسم اس کے تابع ہو کر اس کی نعمت و مصیبت کے اثرات قبول کرتا ہے۔ خواہ وہ اپنی ہیئت[۱] پر ہو یا بکھر جائے۔

۳۔ اور آخرت روح و جسم کا مکمل امتزاج[۲] ہے۔ جس میں ہر ایک اپنے اپنے

---

[۱] حالت
[۲] مرکب (ملا ہوا)

تاثر میں مستقل ہے۔ اور ہر ایک کا اپنا اپنا ادراک اور اپنا اپنا انتفاع[1] ہے
برزخ چونکہ دنیا اور آخرت کے بیچ میں ہے۔ اس لیے اس کا ان دونوں
جہانوں سے تعلق ہے۔ آدمی جیسے برزخ میں رہتے ہوئے آخرت کی نعیم و
جحیم کا مشاہدہ کرتا ہے۔ روحانی طور ان سے متلذذ[۳] یا متالم[۴] ہوتا ہے۔ اور
مدبرات آخرت کی زیارت سے بھی مشرف ہوتا ہے۔ ایسے ہی برزخ میں
رہتے ہوئے دنیا کی معلومات سے بھی حسب حیثیت و مرتبہ مستفید[۵] ہوتا ہے۔
دنیا والوں کے اعمال خیر یعنی دعا و ایصال ثواب۔ افاضۂ[۶] باطنی۔ اس تک پہنچتے
ہیں حتیٰ کہ وہ اہل دنیا کی زیارت سے بھی منتفع[۷] ہوتا ہے۔ پھر خود بھی اپنے اسی
قسم کے تصرفات[۸] دعا اور ہمیت باطن سے افاضۂ انوار و کیفیات حتیٰ کہ اپنی
ملاقات و زیارت کا بھی انہیں موقع دیتا ہے۔ جس کے لیے نصوص[۹] شرعیہ موجود
ہیں۔

(عالم برزخ از قاری محمد طیب صاحب۔ صفحہ ۵-۶)

عالم برزخ

جان نکلنے سے قبر تک:

(بروایت حدیث بزبانی حضرت براء بن عازبؓ)

(قبر میں رکھنے کے بعد مرنے والے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ اور

---

[1] نفع	[2] عذاب	[3] لذت حاصل کرنا
[4] غم لگنا	[5] فائدہ اٹھانا	[6] روحانی فیض حاصل کرنا
[7] نفع اٹھانا	[8] قبضہ و اختیار	[9] آیت

اس کو بٹھاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے۔ تیرا دین کیا ہے۔ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ یہ شخص (یعنی محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم) کون تھے۔ جو تمہاری طرف اور تم میں مبعوث ہوئے وہ کہتا ہے کہ یہ اللہ کے پیغمبر ہیں وہ کہتے ہیں کہ تجھ کو کیسے معلوم ہوا۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے قرآن پڑھا۔ اور اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی پھر آسمان سے ایک منادی[1] (منجانب اللہ) ندا دیتا ہے کہ میرے بندہ نے صحیح جواب دیا۔ اس کے لیے جنت کا فرش بچھا دو اور اس کو جنت کا لباس پہنا دو اور اس کے واسطے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ پس اس کو جنت کی ہوا اور خوشبو پہنچتی ہے۔ اور منتہائے[2] نظر تک اس کے لیے قبر کشادہ ہو جاتی ہے۔ اور اس کے پاس ایک شخص عمدہ لباس عمدہ خوشبو والا آتا ہے۔ اور اس سے کہتا ہے کہ تجھ کو خبر مسرت کا مژدہ[3] ہو۔ یہ وہی دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ ہوتا تھا۔ وہ پوچھتا ہے تو کون ہے۔ تیرے تو چہرہ سے خیر معلوم ہوتی ہے۔ وہ کہتا ہے میں تیرا عمل صالح ہوں۔ میت بار بار کہتا ہے۔ کہ اے رب (جلدی) قیامت قائم کر دیجئے کہ میں اپنے اہل و اموال میں جاؤں (جو قیامت میں ملیں گے)

نوٹ:۔ کافر۔ مشرک۔ منافق اور باغی کے لیے اس کے بالکل الٹ صورت پیش آتی ہے۔ اس کی قبر میں دوزخ کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے تاکہ عذاب میں مبتلا رہے۔

قبر کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی:

قبر جنت کا ایک باغ ہے یا جہنم کا گڑھا۔ لوگو نیک عمل کر کے

---

[1] ندا (آواز) دینے والا۔ [2] آخری حد [3] خوش خبری۔

Marfat.com

اپنی قبروں کو جنت کا باغ بنالو۔ برے عمل کر کے اپنی قبروں کو جہنم کا گڑھا نہ بناؤ

۲۔ جب مومن ملائکہ کو دیکھتا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم تجھ کو پھر دنیا کی طرف واپس کر دیں (یعنی روح نہ نکالیں) وہ کہتا ہے کہ مقام غم والم کی طرف (واپس کرتے ہو) مجھ کو تو اللہ تعالیٰ کے پاس لے چلو۔ لیکن جب کافر سے پوچھتے ہیں۔ تو کہتا ہے مجھے دنیا میں لوٹا دو۔"

برزخ کیا ہے؟

مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمتہ اللہ علیہ معارف القرآن جلد پنجم صفحہ ۸۹ میں لکھتے ہیں،

"برزخ کے معنی یہ ہیں کہ جو دو چیزوں کے درمیان حائل ہو اس کو برزخ کہتے ہیں اس طرح سمجھو کہ اس عالم دنیا اور عالم آخرت کے درمیان ہیں یہ عالم برزخ ہے۔ موت سے لے کر حشر تک کا جو درمیانی زمانہ ہے وہ برزخ ہے اور اس کو عالم قبر بھی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مرنے کے بعد سے اور قیامت کے پہلے تک ایک نیا جہان بسایا ہے اور وہ جہان اس دنیا سے اتنا زیادہ وسیع ہے۔ جتنی دنیا ماں کے پیٹ سے زیادہ وسیع ہے۔ یہاں ایمان اور کفر کی اور اعمال کی جانچ پڑتال ہوگی اور عذاب آخرت کا کچھ نمونہ دیا جاتا ہے۔ عالم برزخ کی تکلیفیں تو بطور ماحضر[1] ہیں۔ اصل عذاب اور پوری پوری سزا تو

---

[1] جو چیز حاضر ہو۔

Marfat.com

قیامت کے دن حساب وکتاب کے بعد ہوگی۔

پھر عالم برزخ کے بعد جب قیامت قائم ہوگی اور دوبارہ صور پھونکا جائے گا اور مردے قبروں سے نکل کر میدان حشر میں جمع ہوں گے تو اس دن مصیبت کا سامنا ہوگا وہ بیان سے باہر ہے۔"

معارف القرآن جلد چہارم صفحہ ۱۳۸ میں لکھتے ہیں:

منکر نکیر:

جب مردہ قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ جو سیاہ رنگ اور نیلی آنکھوں والے ہوتے ہیں ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔ اور اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے اور اس شخص (یعنی محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں تو کیا کہتا ہے۔"

اہل سنت والجماعت کے اجتماعی عقیدوں میں سے ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ قبر یعنی عالم برزخ میں مومن اور کافر سب سے سوال ہوگا اور کافر اور فاسق (گناہگار) کو عذاب ہوگا۔ قبر سے مراد عالم برزخ ہے جو دنیا اور آخرت کے درمیان واسطہ ہے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے۔

برزخ کی حقیقت ہماری سمجھ سے باہر ہے:

چونکہ یہ عالم دوسرا ہے لہٰذا اس کے احوال جاننے کے لیے اُس عالم کی آنکھیں چاہئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی

Marfat.com

اور آپ کو جبریل امین نظر آتے تھے اور ان کا کلام سنتے تھے۔ مگر حاضرین کو (جو انتہائی برگزیدہ لوگ تھے) یہ استعداد اور قوت نہیں تھی کہ وہ جبریل امین کو دیکھ سکیں یا ان کی آواز سن سکیں۔ اس طرح عالم برزخ کی نہ چیزیں دیکھی جا سکتی ہیں نہ آوازیں سنی جا سکتی ہیں۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ بسا اوقات انسان کو خواب میں شدید الم لاحق ہوتا ہے اور کبھی مسرت بھی ہوتی ہے۔ لیکن اس چارپائی پر سونے والا اس کا ساتھی اس بات کو محسوس بھی نہیں کر سکتا اور خواب دیکھنے والا آدمی یہی سمجھتا ہے کہ وہ یہ سب چیزیں عالم بیداری میں دیکھ رہا ہے۔ حالانکہ وہ سویا ہوا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی آدمی اپنا خواب بیان کرتا ہے تو اس سے دلیل کا مطالبہ نہیں کیا جاتا۔"

(معارف القرآن مولانا محمد ادریس جلد چہارم)

برزخ اور قرآن مجید:

"جن لوگوں کو دنیا میں علم حاصل تھا وہ کہیں گے۔ آج رسوائی اور بدبختی ہے کافروں کے لیے۔"

ہاں انہی کافروں کے لیے جو اپنے نفس پر ظلم کرتے ہوئے جب ملائکہ کے ہاتھوں گرفتار ہوتے ہیں تو (سرکشی چھوڑ کر) فوراً ڈگیں ڈال دیتے ہیں اور کہتے ہیں:

"ہم تو کوئی قصور نہیں کر رہے تھے۔"

ملائکہ جواب دیتے ہیں:

Marfat.com

"کہ کیسے نہیں رہے تھے۔ اللہ تمہاری کرتوں سے خوب واقف ہے"
اب جاؤ جہنم کے دروازوں میں گھس جاؤ۔ وہیں تم کو ہمیشہ رہنا ہے۔
پس حقیقت یہ ہے کہ بڑا ہی بُرا ٹھکانہ ہے متکبروں کے لیے"
(النحل ۲۷-۲۹)

بحوالہ تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ ۵۳۶-۵۳۷)
مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:
یہ آیت اور اس کے بعد والی آیت
جس میں قبض روح کے بعد متقیوں اور ملائکہ کی گفتگو کا ذکر ہے
قرآن مجید کی ان متعدد آیات میں سے ہے۔ جو صریح[۱] طور پر عذاب و
ثواب قبر کا ثبوت دیتی ہے۔ حدیث میں قبر کا لفظ مجازاً عالم
برزخ کے لیے استعمال ہوا ہے اور اس سے مراد وہ عالم ہے
جس میں موت کی آخری ہچکی سے لے کر بعث[۲] بعد الموت کے
پہلے جھٹکے تک انسانی ارواح رہیں گے۔

منکرین حدیث کو اس پر اصرار ہے کہ یہ عالم بالکل عدم محض[۳] کا عالم ہے
جس میں کوئی احساس اور شعور نہ ہوگا۔ اور کسی قسم کا عذاب یا ثواب نہ ہوگا۔
لیکن یہاں دیکھئے کہ کفار کی روحیں جب قبض کی جاتی ہیں تو وہ موت کی سرحد کے
پار کا حال بالکل اپنی توقعات کے خلاف پا کر سراسیمہ ہو جاتی ہیں اور فوراً اسلام
ٹھونک کر ملائکہ کو یقین دلانے کی کوشش کرتی ہیں کہ ہم کوئی برا کام نہیں کر رہے
تھے۔ جواب میں ملائکہ ان کو ڈانٹ بتاتے ہیں اور جہنم واصل ہونے کی پیشگی خبر
دیتے ہیں۔ دوسری طرف اتقیا[۴] کی روحیں جب قبض کی جاتی ہیں۔ تو ملائکہ ان کو

---

[۱] کھلا کھلا [۲] مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا [۳] جس کا وجود نہ ہو [۴] پرہیزگار

کو سلام بجالاتے ہیں اور جنتی ہونے کی پیشگی مبارک باد دیتے ہیں۔ کیا برزخ کی زندگی احساس و شعور۔ عذاب اور ثواب کا اس سے بھی زیادہ کھلا ہوا کوئی ثبوت درکار ہے؟ اس سے ملتا جلتا مضمون سورۃ النساء رکوع ۱۴ کی پہلی آیت میں گزر چکا ہے جہاں ہجرت نہ کرنے والے مسلمانوں سے قبض روح کے بعد ملائکہ کی گفتگو کا ذکر آیا ہے۔ اور ان سب سے زیادہ صاف الفاظ میں عذاب برزخ کی تصریح سورہ مومن رکوع ۵ میں کی گئی ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ فرعون اور آلِ فرعون کے کے متعلق فرماتا ہے کہ:

"ایک سخت عذاب ان کو گھیرے میں لیے ہوئے ہے یعنی صبح و شام وہ آگ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں پھر جب قیامت کی گھڑی آجائے گی تو حکم دیا جائے گا کہ آل فرعون کو شدید تر عذاب میں داخل کرد۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن اور حدیث دونوں سے موت اور قیامت کے درمیان کی حالت کا ایک ہی نقشہ معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ موت محض جسم و روح کی علیحدگی کا نام ہے نہ کہ بالکل معدوم[1] ہو جانے کا۔ جسم سے علیحدہ ہو جانے کے بعد روح معدوم نہیں ہو جاتی۔ بلکہ اس پوری شخصیت کے ساتھ زندہ رہتی ہے جو دنیا کی زندگی کے تجربات اور ذہنی و اخلاقی اکتسابات[2] سے بنی تھی اسی حالت میں روح کے شعور و احساس۔ مشاہدات اور تجربات کی کیفیت خواب سے ملتی جلتی ہے۔ ایک مجرم روح سے فرشتوں کی بازپرس اور پھر اس کا عذاب اور اذیت میں مبتلا ہونا اور دوزخ کے سامنے پیش کیا جانا سب کچھ اسی کیفیت سے مشابہ ہوتا ہے۔ جو ایک قتل کے مجرم پر پھانسی کی تاریخ سے ایک

---

[1] ختم ہو جانا۔ گم ہو جانا [2] حاصل کرنا

Marfat.com

پہلے ایک ڈراؤنے خواب کی شکل میں گذرتی ہو گی۔ اسی طرح ایک پاکیزہ روح
ستقبال اور پھر اس کا جنت کی بشارت سننا اور اس کا جنت کی ہواؤں
خوشبوؤں سے متمتع ہونا یہ سب بھی اس ملازم کے خواب سے ملتا جلتا ہو
جو حسن کارکردگی کے بعد سرکاری بلاوے پر ہیڈ کوارٹر میں حاضر ہوا ہو۔ اور
ندہ ملاقات کی تاریخ سے ایک دن پہلے آئندہ انعامات کی امیدوں سے
یز ایک سہانا خواب دیکھ رہا ہو۔ یہ خواب یک لخت نفخ صور دوم سے
ٹ جائے گا۔ اور یکایک میدانِ حشر میں اپنے آپ کو جسم و روح کے ساتھ
ندہ پاکر مجرمین حیرت سے کہیں گے کہ:

مَنْ بَعَثَنَا مِنْ	ارے یہ کون ہمیں ہماری خواب گاہ
مَرْقَدِنَا۔	سے اٹھا لایا۔

ر اہل ایمان پورے اطمینان سے کہیں گے کہ:

هٰذَا مَا وَعَدَ	یہ وہی چیز ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ
الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ	کیا تھا۔ اور رسولوں کا بیان سچا تھا۔

ومن کو فوری احساس اس وقت یہ ہوگا کہ وہ اپنی خواب گاہوں میں (جہاں
بستر موت پر انہوں نے دنیا میں جان دے دی تھی) شاید کوئی ایک گھنٹہ بھر
سوتے ہوں گے اور اب اچانک اس حادثہ سے آنکھ کھلتے ہی کہیں بھاگے جا
رہے ہیں۔ مگر اہل ایمان پورے ثباتِ قلب سے کہیں گے کہ:

لَقَدْ بَعَثْتُمْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ	اللہ کے دفتر میں تو تم روز حشر تک ٹھہرے
اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ	رہے ہو اور یہی روز حشر ہے مگر تم اس
لَا تَعْلَمُوْنَ۔	چیز کو جانتے نہ تھے۔

لہ فائدہ اٹھانا۔

Marfat.com

یہ لوگ اللہ کے نام سے کڑی کڑی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ "اللہ کسی مرنے والے کو پھر سے زندہ کر کے نہ اٹھائے گا۔ اٹھائے گا کیوں نہیں یہ تو ایک وعدہ ہے جسے پورا کرنا اس نے اپنے اوپر واجب کر لیا ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں اور ایسا ہونا اس لیے ضروری ہے۔ کہ اللہ ان کے سامنے اس حقیقت کو کھول دے جس کے بارے میں یہ اختلاف کر رہے ہیں اور منکرینِ حق کو معلوم ہو جائے کہ وہ جھوٹے تھے۔ (رہا اس کا امکان تو) ہمیں کسی چیز کو وجود میں لانے کے لیے اس سے زیادہ کچھ کرنا نہیں ہوتا کہ اسے حکم دیں "ہو جا" اور بس وہ ہو جاتی ہے۔

(النحل ۳۸۔۴۰)

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ ۵۴۱ پر لکھتے ہیں:

یہ حیات بعد الموت اور قیام حشر کی عقلی اور اخلاقی ضرورت ہے۔ دنیا میں جب سے انسان پیدا ہوا ہے۔ حقیقت کے بارے میں بے شمار اختلافات رونما ہوئے انہی اختلافات کی بنا پر نسلوں اور قوموں اور خاندانوں میں پھوٹ پڑی۔ انہی کی بناء پر مختلف نظریات رکھنے والوں نے اپنے الگ مذہب الگ معاشرے الگ تمدن بنائے یا اختیار کیے ایک ایک نظریے کی حمایت اور وکالت میں ہزاروں لاکھوں آدمیوں نے مختلف زمانوں میں جان مال آبرو ہر چیز کی بازی لگا دی ہے اور بے شمار مواقع پر ان مختلف نظریات کے حامیوں میں ایسی سخت کشاکش ہوئی ہے

کہ ایک نے دوسرے کو بالکل مٹا دینے کی کوشش کی ہے اور مٹنے والوں نے مٹتے مٹتے بھی اپنا نقطۂ نظر نہیں چھوڑا ہے۔ عقل چاہتی ہے کہ ایسے اہم اور سنجیدہ اختلافات کے متعلق کبھی تو صحیح اور یقینی طور پر معلوم ہو کہ فی الواقع ان کے اندر حق کیا تھا۔ اور باطل کیا۔ راستی پر کون تھا اور ناراستی پر کون۔ اس دنیا میں تو کوئی امکان اس پردے کے اٹھنے کا نظر نہیں آتا۔ اس دنیا کا نظام ہی کچھ ایسا ہے کہ اس میں حقیقت پر سے پردہ نہیں اٹھ سکتا۔ لہٰذا لامحالہ عقل کے اس تقاضے کو پورا کرنے کے لیے ایک دوسرا ہی عالم درکار ہے۔ اور یہ عقل کا تقاضا ہی نہیں ہے بلکہ اخلاف کا تقاضا بھی ہے۔ کیونکہ ان اختلافات اور کشمکشوں میں بہت سے فریقوں نے حصہ لیا ہے کسی نے ظلم کیا ہے اور کسی نے سہا ہے۔ کسی نے قربانیاں کی ہیں اور کسی نے ان قربانیوں کو وصول کیا ہے ہر ایک نے اپنے نظریئے کے مطابق ایک اخلاقی فلسفہ اور ایک اخلاقی رویہ اختیار کیا ہے اور اس سے اربوں اور کھربوں انسانوں کی زندگیاں برے یا بھلے طور پر متاثر ہوئی ہیں آخر کوئی وقت تو ہونا چاہیئے جبکہ ان سب کا اخلاقی نتیجہ صلے یا سزا کی مشکل میں ظاہر ہو۔ اس دنیا کا نظام اگر صحیح اور مکمل نتائج کے ظہور کا متحمل نہیں ہے تو ایک دوسری دنیا ہونی چاہیئے جہاں یہ نتائج ظاہر ہو سکیں۔

قیامت کے روز دنیا اور برزخ کی زندگی کا عجیب احساس

اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تم زمین میں کتنے سال رہے ہو۔ وہ جواب

Marfat.com

دیں گے کہ ایک دن یا دن کا ایک حصہ رہے ہوں گے۔ شمار کرنے
والوں سے پوچھ لیجئے۔ (المومنون)

۲۔ اور جس روز قیامت قائم ہو جائے گی تو مجرم لوگ قسمیں کھا کھا کر کہیں
گے کہ ہم (موت کی حالت میں) ایک گھڑی بھر سے زیادہ نہیں پڑے
رہے ہیں۔ اسی طرح وہ دنیا میں دھوکے کھاتے رہے تھے۔ اور
جن لوگوں کو علم اور ایمان دیا گیا تھا وہ کہیں گے کہ کتاب اللہ کی رو سے
تو تم یوم البعث تک پڑے رہو اور یہ وہی یوم البعث ہے۔ مگر
جانتے نہ تھے۔

(الروم رکوع ۶)

ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمتہ اللہ علیہ تفہیم القرآن
جلد سوم صفحہ ۱۲۳ پر لکھتے ہیں۔

✓ ان مختلف تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کی زندگی اور برزخ
کی زندگی دونوں ہی کو وہ بہت قلیل سمجھیں گے دنیا کی زندگی کے
متعلق وہ اس لیے یہ باتیں کریں گے کہ اپنی امیدوں کے بالکل
خلاف جب انہیں آخرت کی ابدی زندگی میں آنکھیں کھولنی پڑیں
گی اور جب وہ دیکھیں گے کہ یہاں کے لیے وہ کچھ بھی تیاری
کر کے نہیں آئے ہیں تو انتہا درجہ کی حسرت کے ساتھ وہ اپنی
دنیوی زندگی کی طرف پلٹ کر دیکھیں گے اور کف افسوس ملیں گے
کہ چار دن کے لطف و مسرت اور فائدہ و لذت کی خاطر ہم نے
ہمیشہ کے لیے اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری۔ موت کے بعد سے
قیامت تک کا وقت انہیں اس لیے تھوڑا نظر آئے گا کہ زندگی

Marfat.com

بعد الموت کو وہ دنیا میں غیر ممکن سمجھتے تھے اور قرآن کے بتائے ہوئے عالم آخرت کا جغرافیہ کبھی سنجیدگی کے ساتھ ان کے ذہن میں اترا ہی نہ تھا۔ یہی تصور لیے ہوئے دنیا میں احساس وشعور کی آخری ساعت انھوں نے ختم کی تھی۔ اب جو اچانک وہ آنکھیں ملتے ہوئے دوسری زندگی میں بیدار ہوں گے اور دوسرے ہی لمحے اپنے آپ کو ایک بگل یا نرسنگھے کی آواز پر مارچ کرتے پائیں گے تو وہ شدید گھبراہٹ کے ساتھ اندازہ لگائیں گے کہ فلاں ہسپتال میں بے ہوش ہو جانے یا فلاں جہاز میں ڈوبنے یا فلاں مقام پر حادثہ سے دوچار ہونے کے بعد اس وقت آخر کتنا وقت لگا تھا۔ ان کی کھوپڑی میں اس وقت یہ بات سمائے گی ہی نہیں کہ دنیا میں وہ جاں بحق ہو چکے تھے۔ اور اب یہ وہی دوسری زندگی ہے۔ جسے ہم بالکل لغو بات کہہ کر ٹھٹھوں میں اڑا دیا کرتے تھے۔ اسی لیے ان میں سے ہر ایک یہ سمجھے گا کہ شاید میں چند گھنٹے یا چند دن بے ہوش پڑا رہا ہوں۔ اور اب شاید ایسے وقت میں مجھے ہوش آیا ہے یا ایسی جگہ اتفاق سے پہنچ گیا ہوں۔ جہاں کسی بڑے حادثہ کی وجہ سے لوگ ایک طرف کو بھاگے جا رہے ہیں۔ بعید نہیں کہ آج کل مرنے والے صاحب لوگ صور کی آواز کو کچھ دیر تک ہوائی حملے کا سائرن ہی سمجھتے رہیں۔

برزخ اور ہم:

اور یہ لوگ کہتے ہیں:

Marfat.com

جب ہم مٹی میں رل مل چکے ہوں گے۔ تو کیا ہم پھر نئے سرے سے
پیدا کیے جائیں گے؟"
اصل بات یہ ہے کہ یہ اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں۔ ان
سے کہو:
"موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے۔ تم کو پورا پورا اپنے قبضے
میں لے لے گا اور پھر تم اپنے رب کی طرف پلٹا لائے جاؤ گے۔"
(السجدہ ۱۰-۱۱)

ان آیات کی تشریح و تفسیر کرتے ہوئے مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ تفہیم القرآن جلد چہارم صفحہ ۴۳-۴۴ میں لکھتے ہیں:

یعنی تمہارا وہ "ہم" مٹی میں رل مل نہ جائے گا بلکہ اس کی مہلتِ عمل ختم ہوتے ہی خدا کا فرشتہ موت آئے گا اور اسے جسم سے نکال کر سموچا اپنے قبضے میں لے لے گا اس کا کوئی ادنیٰ سا جزء بھی جسم کے ساتھ مٹی میں نہ جا سکے گا وہ پورا کا پورا حراست CUSTODY میں لے لیا جائے گا اور اپنے رب کے حضور پیش کر دیا جائے گا۔
اس مختصر سی آیت میں بہت سے حقائق پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جن پر سے سرسری طور پر نہ گزر جائیے۔

۱۔ اسی میں تصریح ہے کہ موت کچھ یونہی نہیں آجاتی کہ ایک گھڑی چل رہی تھی کوک ختم ہوئی اور وہ چلتے چلتے یکایک بند ہو گئی بلکہ دراصل اس کام کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک خاص فرشتہ مقرر کر رکھا ہے جو آکر باقاعدہ روح کو ٹھیک اسی طرح وصول کرتا ہے جس طرح ایک سرکاری امین (OFFICIAL RECEIVER) کسی چیز کو اپنے قبضے میں لیتا ہے

قرآن کے دوسرے مقامات پر اس کی مزید تفصیلات جو بیان کی گئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس افسر موت کے ماتحت فرشتوں کا ایک پورا عملہ ہے جو موت وارد کرتے اور روح کو جسم سے نکالنے اور اس کے قبضے میں لینے کی بہت سی مختلف النوع خدمات انجام دیتا ہے۔ نیز یہ کہ اس عملے کا برتاؤ مجرم روح کے ساتھ کچھ اور ہوتا ہے اور مومن و صالح روح کے ساتھ کچھ اور۔

۲۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ موت سے انسان معدوم نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اس کی روح جسم سے نکل کر باقی رہتی ہے۔ قرآن کے الفاظ:

"موت کا فرشتہ تم کو پورا پورا اپنے قبضہ میں لے لے گا۔"

اس حقیقت پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ کوئی معدوم چیز قبضے میں نہیں لی جاتی۔ قبضے میں لینے کا مطلب ہی یہ ہے کہ مقبوضہ چیز قابض کے پاس رہے۔

۳۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ موت کے وقت جو چیز قبضے میں لی جاتی ہے وہ آدمی کی حیوانی زندگی (BIOLOGICAL LIFE) نہیں بلکہ اس کی وہ خودی اس کی وہ انا (EGO) ہے جو "میں" اور "ہم" اور "تم" کے الفاظ سے تعبیر کی جاتی ہے۔ یہ انا دنیا میں کام کر کے جیسی کچھ شخصیت بھی بنتی ہے وہ پوری کی پوری جوں کی توں (INTACT) نکال لی جاتی ہے۔ بغیر اس کے کہ اس کے اوصاف میں کوئی کمی بیشی ہو۔ اور یہی چیز موت کے بعد اپنے رب کی طرف پلٹائی جاتی ہے اس کو آخرت میں نیا جنم اور نیا جسم دیا جائے گا۔ اس پر مقدمہ قائم کیا جائے گا۔ اسی سے حساب لیا جائے گا اور اسی کو جزا و سزا دیکھنی ہو گی۔

Marfat.com

برزخ میں سب سے پہلی اور بڑی گھبراہٹ :

گھبرا کر کہیں گے :

"ارے یہ کس نے ہمیں ہماری خواب گاہوں سے اٹھا کھڑا کیا؟" یہ وہی چیز ہے۔ جس کا خدائے رحمان نے وعدہ کیا تھا۔ اور رسولوں کی بات سچی تھی۔" اور ایک زور کی آوازہ ہو گی اور سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کر دئیے جائیں گے۔"

(یٰسین ۵۲-۵۳)

(بحوالہ تفہیم القرآن جلد چہارم صفحہ ۲۶۵)

تشریح :۔ یعنی اس وقت انہیں یہ احساس نہ ہو گا۔ کہ وہ مر چکے تھے اور اب ایک مدت دراز کے بعد دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے گئے ہیں۔ بلکہ وہ اس خیال میں ہوں گے کہ ہم سوئے پڑے تھے اب یکایک کوئی خوفناک حادثہ کی وجہ سے ہم جاگ اٹھے ہیں اور بھاگے جا رہے ہیں۔

برزخ میں عذاب کا قرآنی ثبوت :

"اور فرعون اور اس کے ساتھی خود بدترین عذاب کے پھیر میں آ گئے۔ دوزخ کی آگ ہے جس کے سامنے صبح و شام وہ پیش کیے جاتے ہیں۔ اور جب قیامت کی گھڑی آ جائے گی تو حکم ہو گا۔ آل فرعون کو شدید تر عذاب میں داخل کر دو۔

(المومن ۴۵)

تشریح و تفسیر بحوالہ تفہیم القرآن جلد چہارم صفحہ ۴۱۳)

یہ آیت اس عذاب برزخ کا صریح ثبوت ہے جس کا ذکر بکثرت احادیث میں عذاب قبر کے عنوان سے آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہاں صاف الفاظ میں عذاب کے دو مرحلوں کا ذکر فرما رہا ہے۔ ایک کمتر عذاب کا جو قیامت کے آنے سے پہلے فرعون اور آل فرعون کو اب دیا جا رہا ہے اور وہ یہ کہ انہیں صبح و شام دوزخ کی آگ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ جسے دیکھ کر وہ ہر وقت ہول کھاتے رہتے ہیں۔ کہ یہ ہے وہ دوزخ جس میں آخر کار ہمیں جانا ہے۔ اس کے بعد جب قیامت آجائے گی تو انہیں وہ اصل اور بڑی سزا دی جائے گی جو ان کے لیے مقدر ہے۔ یعنی وہ اسی دوزخ میں جھونک دئیے جائیں گے جس کا نظارہ انہیں غرقاب[1] ہو جانے کے وقت سے آج تک کرایا جا رہا ہے۔ اور قیامت کی گھڑی تک کرایا جاتا رہے گا اور یہ معاملہ صرف فرعون اور آل فرعون کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے تمام مجرموں کو موت کی ساعت سے لے کر قیامت تک وہ انجام بد نظر آتا رہتا ہے۔ جو ان کا انتظار کر رہا ہے اور تمام نیک لوگوں کو اس انجام نیک کی حسین تصویر دکھائی جاتی رہتی ہے۔ جو اللہ نے ان کے لیے مہیا رکھا ہے۔

بخاری۔ مسلم اور مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم میں جو شخص بھی مرتا ہے۔ اسے صبح و شام اس کی آخری آرامگاہ دکھائی جاتی رہتی ہے۔ خواہ وہ جنتی ہو۔ خواہ دوزخی اسے کہا جاتا ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں تو اس وقت جائے گا۔ جب اللہ تجھے

---

[1] ڈوبنے۔

Marfat.com

قیامت کے روز دوبارہ اٹھا کر اپنے حضور بلائے گا۔

برزخ دنیاوی زندگی کا تکملہ[1] :

مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ معارف القرآن جلد اول صفحہ ۱۱۶ میں لکھتے ہیں کہ :

"یہ برزخی زندگی اس طرح کی زندگی نہیں ہے جو انسان کو دنیا میں حاصل ہے یا پھر آخرت میں حاصل ہو گی بلکہ ایک درمیانی صورت مثل خواب کی زندگی ہے۔ اس کو دنیا کی زندگی کا تکملہ کہا جا سکتا ہے"۔

منافق مسلمان اور عذاب قبر :

پھر اس وقت کیا حال ہو گا جب فرشتے ان کی روحیں قبض کریں گے اور ان کے منہ اور پیٹھوں پر مارتے ہوئے انہیں لے جائیں گے۔؟ یہ اسی لیے تو ہو گا کہ انھوں نے اس طریقے کی پیروی کی جو اللہ کو ناراض کرنے والا ہے اور اس کی رضا کا راستہ اختیار کرنا پسند نہ کیا اسی بنا پر اس نے ان کے سب اعمال[2] ضائع کر دیئے"۔ (محمد ۲۷ - ۲۸)

[1] تشریح بحوالہ تفہیم القرآن جلد پنجم صفحہ ۲۸۔

[2] یہ آیت بھی ان آیات میں سے ہے جو عذاب برزخ (یعنی عذاب قبر) کی تصریح کرتی ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ موت کے وقت ہی کفار و منافقین پر عذاب شروع ہو جاتا ہے اور یہ عذاب اس سزا سے مختلف ہے۔

Marfat.com

چیز ہے جو قیامت میں ان کے مقدمے کا فیصلہ ہونے کے بعد ان کو دی جائے گی۔

تشریح بحوالہ صفحہ ۲۹۔

اعمال سے مراد وہ تمام اعمال ہیں جو مسلمان بن کر وہ انجام دیتے ہیں ان کی نمازیں۔ ان کے روزے ان کی زکوٰۃ غرض وہ تمام عبادتیں اور ساری نیکیاں جو اپنی ظاہری شکل کے اعتبار سے اعمال خیر میں شمار ہوتی ہیں اس بناء پر ضائع ہو گئیں کہ انہوں نے مسلمان ہوتے ہوئے بھی اللہ اور اس کے دین اور ملت اسلامیہ کے ساتھ اخلاص اور وفاداری کا رویہ اختیار نہ کیا۔ بلکہ محض اپنے دنیوی مفاد کے لیے دشمنان دین کے ساتھ ساز باز کرتے رہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کا موقع آتے ہی اپنے آپ کو خطرات سے بچانے کی فکر میں لگ گئے۔

یہ آیات اس معاملہ میں بالکل ناطق ہیں کہ کفر و اسلام کی جنگ میں جس شخص کی ہمدردیاں اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ نہ ہوں یا کفر اور کفار کے ساتھ ہوں اس کا ایمان سرے سے معتبر نہیں۔ کجا کہ اس کا کوئی عمل خدا کے ہاں مقبول ہو۔"

برزخی زندگی کا ایک پہلو:

ہم نے تم لوگوں کو اس عذاب سے ڈرا دیا ہے جو قریب آ لگا ہے۔" (النباء ۴۰)

اس آیت کی تفسیر میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ تفہیم القرآن جلد ششم کے صفحہ ۲۳۲ میں لکھتے ہیں۔

لہٰذا ہر ایک آدمی یہ خیال کر سکتا ہے کہ جن لوگوں کو خطاب کر کے یہ کہی تھی کہ ان کو مرے ہوئے ہزاروں سال گذر چکے ہیں اور اب بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ قیامت آئندہ کتنے سو یا کتنے ہزار یا کتنے لاکھ برس بعد آئے گی۔ پھر یہ بات کس معنی میں کہی گئی ہے کہ جس عذاب سے ڈرایا گیا ہے وہ قریب آ لگا ہے۔

اور سورۃ کے آغاز میں یہ کیسے کہا گیا ہے کہ عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کو وقت کا احساس صرف اس وقت تک رہتا ہے جب تک کہ وہ اس دنیا میں، زمان و مکان کی حدود کے اندر جسمانی طور پر زندگی بسر کر رہا ہے مرنے کے بعد جب صرف روح باقی رہ جائے گی اس وقت احساس و شعور باقی نہ رہے گا اور قیامت کے روز جب انسان دوبارہ زندہ ہو کر اٹھے گا اس وقت اسے یوں محسوس ہو گا کہ ابھی سوتے سوتے اسے کسی نے جگا دیا ہے۔ اس کو یہ احساس بالکل نہیں ہو گا کہ وہ ہزارہا سال کے بعد دوبارہ زندہ ہوا ہے۔

برزخی زندگی کے دلچسپ واقعات :

قرآن مجید میں اللہ پاک نے چند واقعات کا ذکر فرمایا ہے۔ جن سے برزخ کی زندگی کا احوال معلوم ہوتا ہے۔

اصحاب کہف :

تو ہم نے انہیں اسی غار میں تھپک کر چند سال کے لیے گہری نیند

Marfat.com

سلا دیا۔ پھر ہم نے انہیں اٹھایا تاکہ دیکھیں ان میں سے کون اپنی مدت قیام کا ٹھیک شمار کرتا ہے۔"

(الکہف ۱۱-۱۲)

"اور اسی عجیب کرشمے سے ہم نے انہیں اٹھا بٹھایا تاکہ ذرا آپس میں پوچھ گچھ کریں۔ ان میں سے ایک نے پوچھا:

"کہو کتنی دیر تک اس حال میں رہے"

دوسروں نے کہا:

"شاید ایک دن بھر یا اس سے کچھ کم رہے ہوں گے"

پھر وہ بولے

"اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ہمارا کتنا وقت اس حالت میں گزرا"

(الکہف ۱۹)

ان آیات کا پورا پس منظر جاننے کے لیے سورہ الکہف کا مطالعہ کیجئے اور ان نوجوانوں کا حال خصوصی طور پر پڑھیے جو ظالموں کے خوف سے غار میں چھپ گئے تھے وہاں اللہ پاک نے ان پر نیند طاری کر دی اور وہ دو سو سال تک سوتے رہے۔ پھر اٹھے شہر میں کھانا لانے کے لیے ان کا ایک آدمی گیا اور ان کے حالات معلوم ہوئے تو لوگ گروہ در گروہ اس غار میں پہنچے۔ نوجوانوں نے باہر نکل کر انہیں سلام کیا اور واپس غار میں جا کر لیٹ گئے جہاں پھر نیند ان پر طاری ہو گئی۔

صاحب تفہیم القرآن جلد سوم صفحہ ۱۵-۱۶ میں لکھتے ہیں کہ:

"یعنی جس عجیب طریقے سے وہ سلائے گئے تھے۔ اور دنیا کو ان کے حال سے بے خبر رکھا گیا تھا ویسا ہی عجیب کرشمۂ قدرت ان کا ایک

طویل مدت کے بعد جاگنا بھی تھا۔

(وہ دو سو سال تک سوتے رہے۔ ان کے بدن بھی صحیح وسالم رہے لیکن جاگنے پر انہیں یہی احساس ہوا کہ وہ صرف ایک آدھ دن تک سوئے ہیں۔ یہی حال برزخ کی زندگی کا ہے کہ کروڑوں سال کے بعد دوبارہ جی اٹھنے پر یہی احساس ہوگا کہ یہی ایک آدھ دن کے بعد اٹھ گئے ہیں)

۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے شہید مجاہد:

محترم ممتاز مفتی صاحب اپنی گرانقدر تصنیف لبیک (مطبوعہ قمر سعید پبلشرز لاہور) کے صفحہ نمبر ۲۱۰ پر لکھتے ہیں:

۱۹۶۵ء کی جنگ کی یادیں تازہ ہوگئیں۔

لاہور کے مشہور و معروف حکیم اور دانشور نیر واسطی صاحب ۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران مدینہ منورہ میں مقیم تھے۔ جب واپس پاکستان پہنچے تو انہوں نے ریڈیو پاکستان سے جنگ سے متعلق اپنے تاثرات بیان کیے فرمایا:

"لاہور کی وہ خاتون جو ۱۸ سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہے اور روضہ پاک کی جالی کے ساتھ بیٹھی رہتی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ ۶ ستمبر کو میں نے حضور اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر پریشان حال دیکھا جیسا پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔

ایک بزرگ جو روضہ اطہر پر مجھ سے ملتے تھے۔ ۶ ستمبر کو کہیں دکھائی نہیں دیئے ایک مرید نے بتایا کہ آپ جہاد کے لیے پاکستان آئے ہیں۔

ایک بزرگ نے فرمایا کہ جنگ بدر کے تمام شہید پاکستان پہنچ چکے ہیں

ہیں۔ تاکہ جہاد میں شامل ہو سکیں۔"

پھر اکتوبر ۱۹۶۵ء میں روزنامہ "جنگ" میں کئی خبریں اس موضوع پر شائع ہوئیں جن میں بھارتی قیدیوں کے بیانات بھی شامل ہے۔ ان بیانات کے مطالعہ سے ظاہر تھا کہ بھارتی سپاہی پاکستان کی اس فوج سے خائف تھے جو تلواروں سے لڑتی تھی اور جن کی تلواروں سے بجلی کے شعلے نکلتے تھے۔"

"اسی کتاب کے صفحہ ۲۵۱-۲۵۲ پر رقم طراز ہیں۔

"میں نے عطیہ صاحبہ سے کہا کہ مسجد نبوی میں ہمیں ایک ایسے بزرگ سے ملنے کی سعادت حاصل ہوئی جن کی خوشبو قدرت (قدرت اللہ شہاب) کے لیے کئی ایک دن قائم رہی۔

" سچ " عطیہ نے شدت اشتیاق سے پوچھا۔

" سچ " میں نے کہا " چاہیے پوچھ لیجئے ان سے " عطیہ نے قدرت کی طرف دیکھا۔ قدرت نے کچھ کہے بغیر سر اثبات میں ہلا دیا۔

"کون تھے وہ " عطیہ نے پوچھا

قدرت نے کچھ منہ سے کہے بغیر ہاتھ ہلا کر " اللہ جانے " کا اشارہ کیا۔

"یہی تو میں آپ سے پوچھنے کے لیے بے قرار تھا" میں نے عطیہ سے کہا اب آپ جو یہاں تشریف لائی ہیں تو ذرا دیکھ کر بتائیے تو سہی کہ وہ کون بزرگ تھے ؟"

عطیہ نے قدرت کی طرف دیکھا وہ چپ چاپ بیٹھے تھے۔ یہ بھانپ کر کہ قدرت کو کوئی اعتراض نہیں۔ عطیہ با ادب بیٹھ گئیں سر جھکا لیا اور مراقبہ میں چلی گئیں۔

کچھ دیر کے بعد عطیہ نے سر اٹھایا ان کا چہرہ خوشی سے کھلا ہوا تھا آنکھوں

Marfat.com

میں انبساط کی بھیڑ تھی بولیں :

" وہ بزرگ جو مسجد نبوی میں آپ کے پاس تشریف فرما تھے ۔ شہدائے بدر میں سے تھے ۔ آپ خوش نصیب ہیں "

قدرت نے سر جھکا لیا ۔

پتہ نہیں مجھے اس وقت کیا ہوا ۔ میں نے بے سوچے سمجھے کہا :

" میں تو سمجھا تھا کہ شاید وہ شہدائے بدر سے بھی بڑے تھے "

میری یہ بات سن کر قدرت پر شدید گھبراہٹ طاری ہو گئی رنگ زرد ہو گیا چہرہ یوں ٹوٹ گیا ۔ جیسے ٹھوکر لگنے پر شیشے کا گلاس چور چور ہو جاتا ہے ۔

" یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں "

انہوں نے التجا بھری آواز میں کہا :

" ان سے بڑے تو خود حضور اعلیٰ ہیں ۔

شہید کی زندگی کے متعلق قرآن مجید کی اطلاع :

" اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو ۔ ایسے لوگ حقیقت میں زندہ ہیں مگر تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہوتا ۔ (البقرۃ ۱۵۴)

برزخی زندگی کا ایک حیرت انگیز واقعہ :

اس موضوع پر زیادہ لکھنے کی بجائے ہم ذیل میں صرف ایک ایسا واقعہ لکھتے ہیں ۔ جو یقیناً بہت حیرت انگیز ہے ۔ یہ واقعہ ہم نے " مشاہدات بلاد اسلامیہ " از محمودہ عثمان حیدر کے صفحہ ۶۴-۶۵ سے نقل کیا ہے ۔ مصنفہ کے شوہر سید

Marfat.com

عثمان حیدر برطانوی ہند کی طرف سے عراق میں سفیر ہیں۔ اور مصنفہ اس واقعہ کی عینی شاہد ہیں۔ ہم ان ہی کے الفاظ میں یہ واقعہ درج کرتے ہیں:

"ہاں تو مدائن کا یہی تاریخی شہر گھٹتے گھٹتے اب ایک چھوٹا سا قصبہ رہ گیا ہے۔ نوشیرواں عادل کے محلات کے آثار جس میں طاقِ کسریٰ شامل ہے۔ دیکھنے کے لیے اکثر دور دراز ممالک سے سیّاح آتے رہتے ہیں۔ یہاں چند قہوہ خانے بھی ہیں اور ایک شاندار مقبرہ بھی ہے جس میں زیرِ گنبد حضرت سلمان فارسیؓ کا مزار ہے۔ اور دو ملحق جدید طرز کے بنے ہوئے کمروں میں علیحدہ علیحدہ حذیفہ یمانی اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم صحابۂ رسول کے مزارات ہیں۔ دائیں طرف قدرے فاصلہ پر دریائے دجلہ عجب شان سے بہہ رہا ہے۔

مذکورہ بالا صحابۂ کرام کے مزارات شاہ فیصل اول کے دور میں ان کی دوبارہ تدفین کے بعد بنوائے گئے ہیں۔ پہلے یہ دونوں سلمان پاک (مدائن) سے دو فرلانگ کے فاصلہ پہ ایک غیر آباد جگہ پر دفن تھے۔ شاید ہی کبھی کبھار کوئی فاتحہ پڑھنے چلا جاتا تو چلا جاتا البتہ اتنا لوگوں کو معلوم تھا کہ یہ دو صحابہ کے مزار ہیں۔ دگرنہ وہاں جانے اور فاتحہ پڑھنے پر کوئی اہمیت نہیں دی جاتی تھی۔ اگر کسی کا بہت جی چاہا تو اس نے سلمان پاک سے ہی فاتحہ خوانی کر دی۔ ورنہ اللہ اللہ خیر صلاّ۔

مگر ہماری خوش قسمتی سے ہمارے قیام بغداد کے دوران دونوں کو پرانے مزارات سے نکال کر مقبرہ سلمان پاک میں دفن کیا گیا۔

یہ واقعہ آج بھی دنیا میں صداقت اسلام کی زندہ مثال ہے جس کی تصدیق کے لیے نہ صرف ہم دو دلیعی میاں بیوی، بلکہ لاکھوں آدمی جو اس وقت حاضر تھے موجود

ہیں۔

واقعہ یوں ہے کہ حضرت حذیفہ الیمانی رضی اللہ عنہ نے خواب میں ملک فیصل شاہ عراق سے خواہش ظاہر کی کہ ہم دونوں کو اصل مقام سے منتقل کر کے دریائے دجلہ سے ذرا فاصلہ پر دفن کر دیا جائے کیونکہ میرے مزار میں پانی اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مزار میں نمی آنی شروع ہو گئی ہے۔

امور سلطنت میں انہماک کے باعث ملک فیصل دن کے وقت یہ خواب قطعی بھول گئے۔ دوسری شب انہیں پھر ارشاد ہوا اور اگلی صبح وہ پھر بھول گئے۔

تیسری شب حضرت حذیفہ الیمانی نے عراق کے مفتی اعظم کو خواب میں اسی غرض سے ہدایت کی نیز فرمایا کہ ہم دو راتوں سے بادشاہ سے برابر کہہ رہے ہیں۔ لیکن وہ مصروفیات کی بناء پر بھول جاتا ہے۔اب یہ تمہارا فرض ہے کہ اسے اس طرف متوجہ کراؤ اس سے کہہ کر ہمیں موجودہ قبروں سے منتقل کراتے کا فوری بندوبست کراؤ۔

چنانچہ مفتی اعظم نے اگلے روز صبح ہی صبح نوری السعید پاشا کو جو اس زمانہ میں وزیر اعظم تھے فون کیا کہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ غرض یہ کہ نوری السعید پاشا سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے ماجرا نوری السعید کو سنایا۔ نوری السعید نے بادشاہ سے ان کی ملاقات کا فوری بندوبست کیا۔ خود بھی ہمراہ گئے مفتی صاحب نے اپنا خواب بیان کیا۔ تو بادشاہ نے کہا کہ بے شک میں نے دو راتوں کو متواتر انہیں خواب میں دیکھا ہے۔ میں حیران تھا کہ یہ کس قسم کا خواب ہے لیکن چونکہ اب اس غرض سے آپ بھی تشریف لے آئے ہیں۔ تو یہ بہت اچھا ہوا۔ اب آپ ہی بتائیں کہ کیا کرنا چاہیئے۔

مفتی اعظم نے کہا کہ وہ صاف الفاظ میں کہہ رہے ہیں کہ ہم دونوں کو وہاں

Marfat.com

سے نکال کر دریا سے ذرا فاصلہ پر کہیں دفن کر دو۔ اب اس سے زیادہ واضح بات اور کیا ہو سکتی ہے۔

شاہ فیصل نے کہا کہ میرا خیال ہے بطور احتیاط پہلے اس کی تصدیق کرا لی جائے کہ آیا دریا کا پانی اس طرف آ بھی رہا ہے یا نہیں۔؟

مفتیٔ اعظم اس پر رضامند ہو گئے۔

چنانچہ عراق کے محکمۂ تعمیراتِ عامہ کے چیف انجینئر کو شاہی فرمان جاری ہوا کہ مزارات سے دریا کے رُخ پر ۲۰ فٹ کے فاصلہ پر بورنگ کرا کے معلوم کیا جائے کہ آیا دریا کا پانی اس طرف رِس رِس کر آ رہا ہے یا نہیں۔ اور شام تک رپورٹ پیش کر دی جائے۔ چنانچہ تمام دن جگہ جگہ کھدائی کی گئی۔ لیکن پانی تو در کنار نیچے سے جو مٹی نکلی اس میں نمی تک نہیں تھی۔ مفتیٔ اعظم تمام دن وہیں خود موجود رہے اور تمام کارروائی بذاتِ خود دیکھتے رہے۔ غرض یہ کہ انہیں بڑی مایوسی ہوئی۔ شام کو بادشاہ کو اطلاع دے دی گئی۔

اس رات حضرت حذیفہ الیمانی نے پھر خواب میں بادشاہ کو تاکید کی کہ ہمیں ہٹاؤ جلدی کرو دریا کا پانی ہمارے مزارات میں جمع ہونا شروع ہو گیا ہے۔ بادشاہ کو چونکہ رپورٹ مل چکی تھی اس نے کہا کہ یہ محض خواب ہے اس میں کوئی حقیقت نہیں۔ چنانچہ اس نے اس بار پھر اس خواب کو نظر انداز کر دیا۔ اگلے روز حضرت حذیفہ الیمانی مفتیٔ اعظم صاحب کے خواب میں تشریف لائے اور ان سے بھی وہی کہا اور سختی سے کہا کہ ہم کہہ رہے ہیں کہ ہمیں یہاں سے جلد از جلد منتقل کرو۔ پانی ہے کہ ہمارے مزارات میں گھستا چلا آ رہا ہے۔ مفتیٔ اعظم صبح صبح ہراساں پریشان قصرِ شاہی پہنچے اور بادشاہ کو پھر اپنے خواب سے مطلع کیا۔

Marfat.com

بادشاہ جھلا اٹھا اس نے کہا کہ مولینا آپ خود ہی سوچئے کہ میں کیا کر سکتا ہوں آپ خود بھی وہاں تمام دن رہے اور کارروائی بھی ساری آپ کے ہی کے سامنے ہوتی رہی ۔ ماہرین ارضیات کی رپورٹ بھی آچکی ہے کہ پانی تو کجا وہاں نمی بھی نہیں ہے ۔ چنانچہ اب مجھے کہنے سے اور خود پریشان ہونے سے کیا فائدہ؟ جائیے آرام کیجئے ۔ مفتی اعظم نے کہا کہ بے شک کارروائی ساری میرے سامنے ہوئی ہے اور جو رپورٹ آئی وہ بھی میرے علم میں ہے لیکن آپ کو اور مجھے متواتر حکم ہو رہا ہے ۔ اب خواہ کچھ بھی کیوں نہ ہو ۔ آپ مزارات کھلوا دیجئے ۔ شاہ عراق نے کہا کہ بہت اچھا ۔ آپ فتویٰ دے دیں ۔

مفتی اعظم نے صحابہ کرام کے مزارات کو کھولنے کا اور انہیں وہاں سے منتقل کرنے کا وہیں بیٹھے بیٹھے فتویٰ دے دیا ۔ یہ فتویٰ اور شاہ عراق کا فرمان اخبارات میں شائع کر دیا گیا کہ بروز عید قربان بعد نماز ظہر ان محترم صحابہ کرام کے مزارات کھولے جائیں گے ۔

اخبارات میں فتویٰ اور فرمان کا چھپنا تھا کہ تمام دنیائے اسلام میں جوش و خروش پھیل گیا ۔ رائٹر اور دیگر خبر رساں ایجنسیوں نے اس خبر کی تمام دنیا میں تشہیر کر دی ۔ حج کے موقع پر تمام دنیا کے مسلمان مکہ معظمہ آئے ہوئے تھے ۔ انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ مزارات عید قربان سے کچھ روز بعد کھولے جائیں تاکہ ہم بھی شرکت کر سکیں ۔ ادھر ایران ۔ ترکی ۔ مصر شام لبنان ۔ فلسطین ۔ حجاز ۔ بلغاریہ ۔ شمالی افریقہ ۔ روس ۔ ہندوستان وغیرہ وغیرہ ممالک سے شاہ عراق کے نام تاروں کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا کہ ہم جنازوں میں شرکت کرنا چاہتے ہیں ۔ براہ کرم کچھ روز کی مہلت دیجئے ۔ ایک طرف تمام دنیائے اسلام کا پیہم اصرار اور دوسری طرف خوابوں میں لے متواتر ۔

Marfat.com

عجلت[1] کی تاکید۔ سوال یہ پیدا ہوا کہ اگر پانی مزارات میں واقعی رس رہا ہے تو اس رسم کو ملتوی کرنے سے مزارات کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ چنانچہ مفتی اعظم کے مشورہ سے دریا کے رُخ پر دس فٹ کے فاصلہ پر احتیاطاً ایک طویل اور گہری خندق کھود کر سیمنٹ اور بجری بھروادی گئی۔

ساتھ ہی دوسرا فرمان جاری ہوا جس میں کہا گیا کہ مسلمانان عالم کی خواہش پر اب رسم عید قربان کے دس روز بعد ادا ہو گی۔ مدائن جیسا چھوٹا سا قصبہ ان دنوں دس روز کے اندر ہی اندر آبادی اور رونق کے لحاظ سے دوسرا بغداد بن گیا۔ بستی کے تمام مہمان تو اتنے گھر مہمانوں سے اور مسلمانوں سے کھچا کھچ بھر گئے۔ گلیوں کوچوں بازاروں میں ہجوم کی یہ کثرت تھی کہ کھوے سے کھوا چھلتا تھا۔ میدان صحرا دُور دور تک ڈیرے خیموں سے پٹ گئے۔ جگہ جگہ سفری قہوہ خانے ہوٹل سرائے وغیرہ قائم ہو گئے۔ شاہی لنگر خانہ اس پر مستزاد[2] تھا۔

اس موقع پر حکومت عراق نے خاص طور پر کسٹم اور روپیہ پیسہ کی تمام پابندیاں ختم کر دیں حتیٰ کہ پاسپورٹ کی قید بھی نہ باقی رکھی شاہی فرمان کے ذریعہ سے یہ عام اعلان کر دیا گیا تھا کہ باہر سے آنے والے اپنے متعلقہ ممالک کا محض اجازت نامہ لے آئیں پھر بھی مدائن میں آنے والوں میں حجاج کی کثرت تھی۔ جن کے پاس باقاعدہ پاسپورٹ تھے۔

ان کے علاوہ ترکی اور مصر سے اس موقعہ پر خاص سرکاری وفود آئے نیز صحابہ کرام کو سلامی دینے کی غرض سے اُن کے ساتھ اپنے اپنے ملکوں کا سرکاری بینڈ آیا۔ مصطفیٰ کمال اور جمہوریہ ترکی کی نمائندگی ایک وزیر مختار نے کی۔ مصری وفد میں علماء اور امراء کے علاوہ سابق شاہ فاروق والی مصر نے (جو اس وقت ولی عہد

---

[1] جلدی
[2] زیادہ

تھے، بطور رئیس وفد شرکت کی۔

دونوں مزارات کے گرد کافی گہری اور دور تک پہلے ہی کھدائی کرالی گئی تھی اور مزارات کی ایک طرف ڈھلان رکھ دی گئی تھی۔ تاکہ کرین کا پھل جو پھاوڑے کے پھل سے مشابہ تھا۔ ڈھلان کی طرف آکر مزار کے فرش کو کاٹتا ہوا نعش ہائے مبارکہ کو زمین پر سے اٹھالے۔ کرین کے پھل پر اسٹریچر پہلے ہی کس دیا گیا تھا تاکہ نعش ہائے مبارک کو تابوت میں رکھنے میں سہولت رہے۔

غرض یہ کہ ان دس دنوں میں جن جن خوش نصیب لوگوں کی قسمت میں ان بزرگوں کی زیارت لکھی تھی وہ سلمان پاک پہنچ چکے تھے۔ لہٰذا ایک بار پھر اُجڑ گیا۔ مدائن ایک بار پھر آباد ہو گیا۔ اس موقعہ پر انتہائی محتاط اندازہ کے مطابق پانچ لاکھ اشخاص نے شرکت کی جن میں ہر ملک ہر مذہب ہر فرقہ اور ہر عقیدہ کے لوگ شامل تھے۔

آخر کار وہ دن بھی آگیا جس کی آرزو میں لوگ جوق در جوق سلمان پاک جمع ہو گئے تھے۔ دوشنبہ کے دن ۱۲ بجے کے بعد لاکھوں نفوس کی موجودگی میں مزارات کھولے گئے۔ تو معلوم ہوا کہ مزار میں نمی پیدا ہو چلی تھی۔ حالانکہ دریائے دجلہ وہاں سے کم از کم دو فرلانگ دور تھا۔ تمام سفرائے دول عراق کی پارلیمنٹ کے تمام ممبران اور اعلیٰ حضرت شاہ فیصل کی موجودگی میں پہلے حضرت حذیفہ الیمانی رضی کی نعش مبارک کو کرین کے ذریعہ زمین سے اس طرح اوپر اٹھایا گیا کہ ان کی نعش کرین پر نصب کیے ہوئے اسٹریچر پر خود بخود آگئی۔ اب کرین سے اسٹریچر کو علیحدہ کر کے ہز میجسٹی شاہ فیصل، مفتی اعظم عراق وزیر مختار جمہوریہ ترکی اور پرنس فاروق ولی عہد مصر نے کندھا دیا اور بڑے احترام سے ایک شیشے کے تابوت میں رکھ دیا۔ پھر اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعش مبارک

Marfat.com

کو مزار سے باہر نکالا گیا۔

نعش ہائے مبارک کا کفن حتیٰ کہ ریش ہائے مبارک کے بال تک بالکل صحیح حالت میں تھے لاشوں کو دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا تھا کہ شاید انہیں رحلت فرمائے دو تین گھنٹے سے زائد وقت نہیں گزرا۔ سب سے عجیب بات تو یہ تھی کہ ان دونوں کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ان میں اتنی پراسرار چمک تھی کہ بہتوں نے چاہا کہ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھیں لیکن ان کی نظریں اس چمک کے سامنے ٹھہرتی ہی نہ تھیں۔ ٹھہر بھی کیسے سکتی تھیں؟۔

بڑے بڑے ڈاکٹر یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے ایک جرمن ماہر چشم جو بین الاقوامی شہرت کا مالک تھا۔ اس تمام کارروائی میں بڑی دلچسپی لے رہا تھا۔ اس نے جو دیکھا ایسں دیکھتا ہی رہ گیا وہ اس منظر سے کچھ اتنا بے اختیار ہوا کہ ابھی نعش ہائے مبارک تابوتوں میں ہی رکھی گئی تھیں کہ آگے بڑھ کر مفتی اعظم کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ آپ کے مذہب اسلام کی حقانیت اور ان صحابہؓ کی بزرگی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ لائیے مفتی صاحب ہاتھ بڑھائیے۔ میں مسلمان ہوتا ہوں۔ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔

غرض یہ کہ لاشوں کو نکال کر شیشے کے بنے ہوئے خوبصورت تابوتوں میں رکھا گیا ہے۔ رونمائی کی غرض سے چہروں پر سے کفن ہٹا دیا گیا۔ عراقی فوج نے باقاعدہ سلامی اتاری۔ توپیں سر ہوئیں۔ اس کے بعد مجمع نے نماز جنازہ پڑھی بادشاہوں اور علماء کے کندھوں پر تابوت اٹھے۔ چند قدم کے بعد سفیرائے[۱] دول نے کندھا دیا۔ پھر اعلیٰ حکام کو یہ شرف حاصل ہوا اس کے بعد ہر شخص جو وہاں موجود تھا اس سعادت سے مشرف ہوا۔ اس موقعہ پر ایک

---

[۱] جمع سفیر [۲] جمع دولت کی معنی حکومت

جرمن فلم ساز کمپنی نے کمال کیا۔ کمال کیا کیا۔ بلکہ دور دراز سے آئے ہوئے مشتاقان دیدار پر احسان کیا کہ اس نے شاہ عراق کی منظوری سے اپنے خرچ پر عین مزارات کے اوپر دو سو فٹ بلند فولاد کے کھمبوں پر کوئی تیس فٹ لمبا اور بیس فٹ چوڑا ٹیلی ویژن کا اسکرین لگا دیا۔ پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ کھمبوں کے چاروں طرف بھی چھت سے ملحق چار اسکرین لگا دیئے گئے۔ اس سے یہ فائدہ ہوا کہ ہر کوئی اپنی جگہ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر مزارات کے کھلنے کے وقت سے آخر وقت تک تمام کارروائی دیکھتا رہا۔ زیارت کے جوش میں کوئی ریل پیل نہیں ہوئی اور اس طرح ہزاروں لوگ اس ہڑبونگ میں پس کر مرنے سے بچ گئے اور مردوں اور عورتوں اور بچوں نے نہایت اطمینان سے پوری کارروائی دیکھی۔

جس وقت یہ مقدس جنازے پورے احترام کے ساتھ لے جائے جا رہے تھے ہوائی جہازوں نے غوطے لگا لگا کر سلامی اتاری اور ان پر پھول برسائے جب مرد کندھا دے چکے تو عورتوں کو شرف دیدار سے نوازا گیا۔ عورتوں نے جگہ جگہ ان دونوں کے تابوتوں پر منوں پھولوں کی بارش کی۔ اس غرض سے راستہ میں کئی بار تابوت رکھوائے گئے۔ غرض یہ کہ اس شان سے چار گھنٹے بعد جب تابوت مقبرہ سلمان پاک میں پہنچے تو اعلیٰ فوجی احکام نے پہلے گارڈ آف آنر پیش کیا اس کے بعد سفرائے دول نے پھول نچھاور کیے اور پھر ان ہی اعلیٰ ہستیوں نے جنہوں نے مقدس لاشوں کو سب سے پہلے کرین پر سے اتارا تھا۔ پورے ادب اور احترام کے ساتھ اب نئے مزارات میں رکھا اور توپوں کی گرج۔ فوجی بینڈ کی گھن گرج اور اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں کے درمیان اسلام کے یہ دونوں زندہ شہید سپرد خاک کیے گئے۔

Marfat.com

دوسرے دن بغداد کے سینماؤں میں اس واقعہ کی فلم دکھائی گئی۔ جس میں کندھا دینے والوں میں عثمان صاحب (مصنفہ کے شوہر) بھی کئی بار نظر پڑے۔ مگر میں خود کو ڈھونڈتی ہی رہ گئی۔ عورتوں کے ہجوم میں کچھ پتہ نہ چلا۔ خیر اس سے کیا ہوتا ہے حقیقت یہ ہے کہ ہم دونوں اپنی خوش قسمتی پر ہمیشہ نازاں رہیں گے۔

اس واقعہ کے فوری بعد بغداد میں عجیب کھلبلی مچ گئی اور بے شمار یہودی اور نصرانی خاندان بلا کسی جبر کے اپنے جہل و گمراہی پر افسردہ اپنے گناہوں پر نادم و ترساں و لرزاں جوق در جوق مسجدوں میں قبول اسلام کے لیے آتے تھے اور مطمئن اور شاداں و فرحاں واپس جاتے تھے۔ اس موقعہ پر مشرف بہ اسلام ہونے والوں کی تعداد اتنی تھی کہ ان کا اندازہ لگانا آسان نہیں۔

برزخی زندگی کے چند دوسرے واقعات

۱۔ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے رضائی بھائی طفیل بن عبداللہ کے غلام تھے۔ حبشی تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں کفار سے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ ہجرت کے موقع پر وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور راستہ بتانے والے شخص عبداللہ بن اریقط کے ہمراہ ناقہ پر سوار تھے۔

صفر ۴ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبراء کلابی کی درخواست پر ستر صحابہ کی ایک جماعت اس کے ہمراہ تبلیغ اسلام کے لیے روانہ فرمائی اس جماعت میں حضرت عامر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے جب قدسیوں کی یہ جماعت بیر معونہ کے مقام پر پہنچی تو بنو کلاب کے

Marfat.com

سردار عامر بن طفیل نے غداری کی اور قبائل رعل و ذکوان کے مشرکین کو ساتھ لے کر ان پاکباز اصحاب پر حملہ کر دیا۔ یہ سب بزرگ لوگ حضرت عمروؓ بن امیہ الضمری کے سوا مشرکین کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ حضرت عامر بن فہیرہ کو ایک شخص جبار بن سلمیٰ کلابی نے شہید کیا۔ جب اُس نے پوری قوت سے اپنا نیزہ حضرت عامرؓ کی پشت پر مارا تو انہوں نے گرتے ہوئے بے ساختہ فرمایا فُزتُ واللہ (خدا کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ اس وقت حضرت عامرؓ بن فہیرہ کی لاش تڑپ کر آسمان کی طرف بلند ہوئی اور نظروں سے غائب ہو گئی اس واقعہ سے متاثر ہو کر جبار بن اسلمی نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

(رحمت دارین کے سو شیدائی صفحہ ۱۵۱)

رحمۃ اللعالمین جلد اول کی روایت کے مطابق نیزہ لگتے ہی ان کے جسم سے ایک نور بلند ہوا اور لاش نظروں سے غائب ہو گئی۔

۲۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بڑے جلیل القدر صحابی تھے۔ جنگ جمل میں ان کی شہادت ہوئی اور میدان جنگ ہی کے ایک گوشے میں انہیں سپرد خاک کیا گیا۔ لیکن یہ جگہ نشیب میں تھی اور آئے دن پانی میں ڈوب جاتی تھی۔ علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اُسد الغابہ میں لکھا کہ ایک صاحب نے مسلسل تین بار حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ اپنی لاش کو اس قبر سے منتقل کرنے کے لیے کہہ رہے ہیں۔ ان صاحب نے اپنا خواب حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے بیان کیا۔ تو انہوں نے حضرت ابو بکرہ رضؓ بن مسروح کا مکان دس ہزار درہم میں خرید کر اس میں قبر کھدوائی اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسد مقدس بالکل صحیح سالم تھا۔ یہاں تک کہ آنکھوں میں جو کافور لگایا گیا تھا۔ وہ بھی بعینہٖ

موجود تھا۔

(رحمت دارین کے سو شیدائی صفحہ ۱۱۹)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں ایک نہر کوہ احد کے پاس کھدوائی تھی جس کی کھدائی کے درمیان ایک مزدور کی کدال حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ایڑی پر لگی جن کی قبر اس راہ میں پڑتی تھی۔ ایڑی سے خون چل پڑا۔ حالانکہ انہیں وہاں دفن ہوئے تقریباً ۴۰ سال گزر چکے تھے۔ چنانچہ ان کی میت مبارک کو وہاں سے نکال کر دوسری (موجودہ) جگہ میں دفن کیا گیا تھا۔ قرآن مجید میں شہیدوں کے لیے ارشاد ہے:

"جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے انہیں مردہ نہ سمجھو وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں۔ اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں۔

(آل عمران ۱۶۹)

ثابت بن قیس رضؓ کا برزخی واقعہ:

۳۔ عطا خراسانی فرماتے ہیں کہ مجھ سے ثابت بن قیس ابن شماس رضی اللہ عنہ صحابی کی صاحبزادی نے بیان فرمایا کہ ثابت ابن قیس رضی اللہ عنہ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ یمامہ میں شریک ہونے کے لیے تشریف لے گئے (جن کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موت شہادت کی پیش گوئی فرمائی تھی) اور مسیلمہ کذاب سے مقابلہ ہوا تو انہوں نے اور سالم مولی حذافہ نے گڑھے کھود لیے (گویا خندق بنا لی) کہ ان میں جم کر لڑیں گے۔ چنانچہ لڑے اور دونوں شہید ہوگئے حضرت ثابت رضؓ ایک اعلیٰ اور نفیس قسم کی زرہ پہنے ہوئے تھے۔ ان

Marfat.com

کی لاشوں کے پاس سے ایک مسلمان کا گذر ہوا تو اس نے وہ زرہ چرا کر اتاری تو اگلے ہی دن ایک شخص نے خواب دیکھا کہ حضرت ثابت رضؓ اسے فرما رہے ہیں کہ میں تجھے وصیت کرتا ہوں خبردار اسے بدخوابی یا تخیل سمجھ کر ضائع مت کر دینا۔ اور وہ یہ کہ کل میں قتل ہوا تو ایک شخص میری لاش پر گزرا اور میرے سر سے یہ زرہ اتار کر لے گیا۔ اس کا گھر فلاں جگہ ہے۔ زرہ کی علامتیں یہ یہ ہیں تو خالد رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہنا کہ کسی آدمی کو بھیج کر اس شخص کے پاس سے میری زرہ نکلوالیں اور جب تو مدینہ پہنچے تو خلیفہ رسول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس جانا اور انہیں بتانا کہ ثابت بن قیس کے ذمہ اتنا قرضہ ہے۔ اور فلاں میرا غلام ہے۔ اسے آزاد کر دیا جائے۔ چنانچہ یہ شخص خواب کی ہدایت کے مطابق اولاً حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور سارا واقعہ سنایا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے آدمی بھیج کر وہ زرہ نکلوائی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب اس شخص نے واقعہ سنایا تو انہوں نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی وصیت جاری فرما دی۔

یہ اور اس قسم کے ہزاروں واقعات جنہیں علماء نے شرح دبسط کے ساتھ نقل کیا ہے اس کے شاہد ہیں کہ برزخی مقامات کھلنے کا ایک بڑا ذریعہ سچے خواب ہیں اسی لیے خواب کو چھیالیسواں حصہ نبوت کا فرمایا گیا اور ان خوابوں کو نص حدیث میں مبشرات کہا گیا ہے۔

(عالم برزخ از قاری محمد طیب صفحہ ۷۳-۸۰)

حاصل کلام ہے

ا۔ اہل برزخ والے بھی دنیا والوں کے احوال معلوم کرنے کے خواہش مند رہتے

ہیں۔ جیسے منہب[1] حدیث نبوی ثابت ہے کہ مرنے کے بعد روح کے عالم برزخ میں پہنچتے ہی میت کے اعزہ واحباب اس کے ارد گرد جمع ہو جاتے ہیں اور اپنے عزیزوں کے حالات بے تابی سے دریافت کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ ملائکہ کو یہ کہہ کر انہیں روکنا پڑتا ہے کہ اسے دم تو لینے دو۔ یہ موت کی شدتوں سے چور چور ہو کر آ رہا ہے۔

۲۔ برزخی مقامات اچھے یا بُرے اعمال ہی سے بنتے ہیں۔

۳۔ قرآن کریم نے آیت کریمہ:

میں اس کی طرف اشارہ فرمادیا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ جن نفوس وارواح کو بوقت خواب ادھر (برزخ) میں لیا جاتا ہے۔ تو یہ ارواح وہاں پہنچا دی جاتی ہیں جہاں مُردوں کی ارواح پہلے سے موجود ہیں کیونکہ نیند اور موت دو بہنیں ہیں جن کے نوعی[1] احوال کچھ فروق[2] کے ساتھ ملتے جلتے ہیں۔ اس لیے زندوں اور مُردوں کی روحیں اس مقام پر باہم ملتی ہیں۔ پھر جنہیں اس حالت میں موت دے دی جاتی ہے وہ ارواح تو وہیں روک لی جاتی ہیں اور جن کی عمر دنیا باقی ہوتی ہے وہ وہاں سے واپس کر دی جاتی ہیں اس وقفہ میں یہ زندوں کی ارواح مردوں سے باہم باتیں کرتی ہیں ان سے خبریں معلوم کرتی ہیں اور مردے ان باتوں کی خبریں دیتے ہیں جن کا زندہ کو بلکہ دنیا میں کسی کو بھی علم نہیں ہوتا۔ اور وہ من وعن[3] صحیح نکلتی ہیں تو اس راستہ سے زندوں پر مُردوں کے برزخی مقامات ایک حد تک کھل جاتے ہیں جس کے ہزاروں واقعات محدثین اور حفاظ حدیث نے محدثانہ سند

---

[1] مختلف قسم کے [2] فرق [3] بالکل ویسے ہی۔

Marfat.com

کے ساتھ نقل کیے ہیں۔

روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ یہ برزخی مقامات دنیا والوں کی دعاا در ایصال ثواب سے تبدیل بھی ہوتے رہتے ہیں۔

(بحوالہ عالم برزخ از قاری محمد طیبؒ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی شخص مر جاتا ہے۔

تو اس پر اس کا ٹھکانہ صبح و شام پیش اور ظاہر کیا جاتا ہے۔

اگر اہل جنت میں سے ہوتا ہے تو جنت والوں کا ٹھکانا۔

اور اگر اہل جہنم میں سے ہوتا ہے تو جہنم والوں کا ٹھکانہ

اور ان میں سے ہر ایک کو یہی کہا جاتا ہے۔

کہ یہ ہے تیرا ٹھکانہ۔

یہاں تک کہ تجھ کو اللہ عزوجل قیامت کے روز اٹھا لے۔"

قیامت

Marfat.com

Marfat.com

عظیم حادثہ
کیا ہے وہ عظیم حادثہ ؟
تم کیا جانو کہ وہ عظیم حادثہ کیا ہے ؟
وہ دن جب لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح اور
پہاڑ رنگ برنگ کے دُھنکے ہوئے اُون کی طرح ہوں گے
پھر جس کے پلڑے بھاری ہوں گے۔
وہ دل پسند عیش میں ہو گا۔
اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے۔
اس کی جائے قرار گہری کھائی ہو گی۔
اور تمہیں کیا خبر کہ وہ کیا چیز ہے۔ ؟
بھڑکتی ہوئی آگ۔

(القارعۃ ۱۔ ۱۱)

Marfat.com

وہ ضرور پوچھیں گے
"کون ہے وہ جو ہمیں پھر زندگی کی طرف پلٹا کر لائے گا؟"
جواب میں کہو
"وہی جس نے پہلی بار تم کو پیدا کیا"
وہ سر ہلا ہلا کر پوچھیں گے
"اچھا تو یہ ہوگا کب؟"
تم کہو
"کیا عجب وہ وقت قریب ہی آلگا ہو"
(بنی اسرائیل: ۵۰)

Marfat.com

قیامت ——— کیا ؟

——— کب ؟

——— کیوں ؟

——— کس طرح ؟

دوبارہ اٹھنے کے متعلق قرآنی ارشاد :

۱۔ "پھر جب چاہے وہ اسے دوبارہ اٹھا کھڑا کرے۔"

(عَبَسَ ۲۲)

تشریح :- بحوالہ تفہیم القرآن جلد ششم صفحہ ۲۵۷۔

یعنی اس کی (انسان کی) یہ مجال نہیں ہے کہ خالق جب اسے موت کے بعد دوبارہ زندہ کر کے اٹھانا چاہا تو یہ اٹھنے سے انکار کر دے پہلے جب اسے پیدا کیا گیا تھا تو اس سے پوچھ کر پیدا نہیں کیا گیا تھا۔ اس سے رائے نہیں لی گئی تھی۔ کہ تو پیدا ہونا چاہتا ہے یا نہیں۔ یہ انکار بھی کر دیتا تو پیدا ہو کر رہتا۔ اس طرح اب دوبارہ پیدائش بھی اس کی مرضی پر موقوف نہیں ہے کہ یہ مر کر اٹھنا چاہے تو اٹھے اور اٹھنے سے انکار کر دے تو نہ اٹھے۔ خالق کی مرضی کے آگے۔ اس معاملہ میں بھی یہ قطعی بے بس ہے۔ جب بھی وہ چاہے گا اسے اٹھا کھڑا کرے گا۔ اور اس کو اٹھنا ہو گا خواہ یہ راضی ہو یا نہ ہو۔

Marfat.com

۲- قیامت جمع کرنے کا دن:

وہ تم سب کو اس قیامت کے دن جمع کرے گا جس کے آنے میں کوئی شبہ نہیں اور اللہ کی بات سے بڑھ کر سچی بات اور کس کی ہو سکتی ہے۔"

(النسآء، ۸۷)

۳- قیامت - ایک اٹل حقیقت:

قیامت کے روز وہ تم سب کو ضرور جمع کرے گا۔ یہ بالکل ایک غیر مشتبہ حقیقت ہے مگر جن لوگوں نے اپنے آپ کو خود تباہی کے خطرے میں مبتلا کر لیا ہے وہ اسے نہیں مانتے۔"

(الانعام-۱۲)

۴- قیامت - صرف اللہ کی بادشاہی کا دن:

وہی ہے جس نے آسمان و زمین کو برحق پیدا کیا ہے۔
اور جس دن وہ کہے گا کہ حشر ہو جائے۔
اس دن وہ ہو جائے گا۔ اس کا ارشاد عین حق ہے۔
اور جس دن صور پھونکا جائے گا۔
اس روز بادشاہی اس کی ہو گی۔
وہ غیب اور شہادت ہر چیز کا عالم ہے اور دانا اور باخبر ہے۔

[1] تشریح۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ تفہیم القرآن جلد اول

Marfat.com

صفحہ ۵۵۲ میں فرماتے ہیں :

"صور پھونکنے کی صحیح کیفیت کیا ہو گی اس کی تفصیل ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ قرآن سے جو کچھ ہمیں معلوم ہوا ہے وہ صرف اتنا ہے کہ قیامت کے روز اللہ کے حکم سے ایک مرتبہ صور پھونکا جائے گا اور سب ہلاک ہو جائیں گے۔ پھر نہ معلوم کتنی مدت بعد جسے اللہ ہی جانتا ہے دوسرا صور پھونکا جائے گا اور تمام اولین و آخرین از سر نو زندہ ہو کر اپنے آپ کو میدان حشر میں پائیں گے کہ پہلے صور پر سارا نظام کائنات درہم برہم ہو جائے گا اور دوسرے پر ایک دوسرا نظام نئی صورت اور نئے قوانین کے ساتھ قائم ہو جائے گا اس دن سب اختیار والے بے اختیار ہو جائیں گے اور سب کو معلوم ہو جائے گا کہ بادشاہی کے سارے اختیار خالق کائنات کے لیے ہیں۔

۵۔ قیامت کی مقررہ تاریخ :

"لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر وہ قیامت کی گھڑی کب نازل ہو گی۔

کہو" اس کا علم میرے رب ہی کے پاس ہے۔

اسے اپنے وقت پر وہی ظاہر کرے گا"

آسمانوں اور زمین میں وہ بڑا سخت وقت ہو گا

وہ تم پر اچانک آ ئے گا۔

یہ لوگ اس کے متعلق تم سے اس طرح پوچھتے ہیں۔

گویا کہ تم اس کی کھوج میں لگے ہوئے ہو۔
کہو، اس کا علم تو صرف اللہ کو ہے۔ مگر اکثر لوگ اس حقیقت سے ناواقف ہیں۔"

(الاعراف ۱۸۷)

۱۶۔ قیامت اور وقت کا احساس :

(آج یہ دنیا کی زندگی میں مست ہیں) اور جس روز اللہ ان کو اکٹھا کرے گا۔ تو (یہی دنیا کی زندگی انہیں ایسی محسوس ہو گی) گویا یہ محض ایک گھڑی بھر آپس میں جان پہچان کرنے کو ٹھہرے تھے۔ (اس وقت تحقیق ہو جائے گا کہ) فی الواقع سخت گھاٹے میں رہے وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا۔ اور وہ ہرگز راہ راست پر نہ تھے۔"

(یونس ۴۵)

۷۔ پلک جھپکتے میں قیامت برپا ہو جائے گی :

"اور غیب کا علم تو اللہ ہی کو ہے۔ اور قیامت کے برپا ہونے کا معاملہ کچھ دیر نہ لے گا۔ مگر بس اتنی کہ جس میں آدمی کی پلک جھپک جائے۔ بلکہ اس سے بھی کچھ کم[1] حقیقت یہ ہے کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔" (النحل ۔۷۷)

[1] تشریح بحوالہ تفہیم القرآن :
یعنی قیامت رفتہ رفتہ کسی طویل مدت میں واقع نہ ہو گی نہ اس کی آمد سے

Marfat.com

پہلے تم دور سے اس کو آتے دیکھو گے۔ کہ سنبھل سکو۔ اور کچھ اس کے لیے تیاری کر سکو۔ وہ کسی روز اچانک چشم زدن میں بلکہ اس سے بھی کم مدت میں آجائے گی۔ لہٰذا جس کو غور کرنا ہو سنجیدگی کے ساتھ غور کرے اور اپنے رویہ کے متعلق جو فیصلہ کرنا ہو جلدی کرے۔ کسی کو اس بھروسے پر نہ رہنا چاہیئے کہ ابھی تک تو قیامت دور ہے۔ جب آنے لگے گی تو اللہ سے معاملہ درست کر لیں گے۔

۸۔ قیامت کے روز پہاڑ چلیں گے :

"فکر اس دن کی ہونی چاہیئے جبکہ ہم پہاڑوں کو چلائیں گے۔ اور تم زمین کو برہنہ پاؤ گے۔ اور ہم تمام انسانوں کو اس طرح گھیر کر جمع کریں گے۔ کہ (اگلے پچھلوں میں سے) ایک بھی نہ چھوٹے گا اور سب کے سب تمہارے رب کے حضور صف در صف پیش کیے جائیں گے۔"

۹۔ "آج تو پہاڑوں کو دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ خوب جمے ہوئے ہیں مگر اس وقت یہ بادلوں کی طرح اڑ رہے ہوں گے یہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ ہو گا جس نے ہر چیز کو حکمت کے ساتھ استوار کیا ہے۔ (النمل ۸۸)

۱۰۔ قیامت ایک دھماکا :

"یہ لوگ کہتے ہیں کہ

"یہ قیامت کی دھمکی آخر کب پوری ہو گی۔"

Marfat.com

بتاؤ اگر تم سچے ہو۔"

دراصل یہ جس چیز کی راہ تک رہے ہیں۔ وہ بس ایک دھماکا ہے۔ جو یکایک انہیں عین اس حالت میں دھر لے گا۔

جب یہ (اپنے دنیوی معاملات میں) جھگڑ رہے ہوں گے اور اس وقت یہ وصیت تک نہ کر سکیں گے۔ نہ اپنے گھر وں کو پلٹ سکیں گے۔

پھر ایک صور پھونکا جائے گا۔ اور یکایک یہ اپنے رب کے حضور پیش ہونے کے لیے اپنی قبروں سے نکل پڑیں گے۔

(یٰسین ۴۹۔ ۵۱)

۱۱۔ قیامت کی ہولناکیاں:

"قیامت کا زلزلہ بڑی ہولناک چیز ہے۔

جس روز تم اسے دیکھو گے حال یہ ہوگا کہ ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے سے غافل ہو جائے گی۔

ہر حاملہ کا حمل گر جائے گا۔

اور لوگ تم کو مدہوش نظر آئیں گے حالانکہ وہ نشے میں نہ ہوں گے۔ بلکہ اللہ کا عذاب ہی کچھ ایسا سخت ہوگا۔"

(الحج۔ ۲)

۱۲۔ قیامت کے روز آسمان پھٹ جائے گا:

"پھر جب ایک دفعہ صور میں پھونک مار دی جائے گی۔

Marfat.com

اور زمین اور پہاڑوں کو اٹھا کر ایک ہی چوٹ میں ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔ اس روز ہونے والا واقعہ پیش آ جائے گا۔ اس روز آسمان پھٹے گا اور اس کی بندش ڈھیلی پڑ جائے گی فرشتے اس کے اطراف و جوانب میں ہوں گے۔"

(الحاقہ ۱۳۔ ۱۶)

۱۳۔ قیامت اور جگری دوست :

(وہ عذاب اس روز ہوگا) جس روز آسمان پگھلی ہوئی چاندی کی طرح ہو جائے گا۔ اور پہاڑ رنگ برنگ کے دھنکے ہوئے اون جیسے ہو جائیں گے اور کوئی جگری دوست اپنے جگری دوست کو نہ پوچھے گا۔ حالانکہ وہ ایک دوسرے کو دکھائے جائیں گے۔

مجرم چاہے گا کہ اس دن عذاب سے بچنے کے لیے اپنی اولاد کو اپنی بیوی کو اور اپنے بھائی کو اپنے قریب ترین خاندان کو جو اسے پناہ دینے والا تھا۔

اور روئے زمین کے تمام لوگوں کو فدیہ میں دے دے اور یہ تدابیر اسے نجات دلا دیں۔"

(المعارج ۸۔ ۱۶)

۱۴۔ قیامت ۔ جب دیدے پتھرا جائیں گے :

"کیا انسان یہ سمجھ رہا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہ کر سکیں گے۔ کیوں نہیں؟ ہم تو اس کی انگلیوں کی پور پور تک ٹھیک بنا دینے

Marfat.com

پر قادر ہیں۔ مگر انسان چاہتا یہ ہے کہ آگے بھی بدعملیاں کرتا رہے
پوچھتا ہے "آخر کب آنا ہے وہ قیامت کا دن۔
پھر جب دیدے پتھرا جائیں گے۔
اور چاند بے نور ہو جائے گا۔
اور چاند اور سورج ملا کر ایک کر دیئے جائیں گے۔
اس وقت یہی انسان کہے گا "کہاں بھاگ کر جاؤں"
ہرگز نہیں۔ وہاں کوئی جائے پناہ نہ ہو گی۔
اس روز تیرے رب کے سامنے جا کر ٹھہرنا ہو گا۔
اس روز انسان کو اس کا سب اگلا پچھلا کیا کرایا بتا دیا جائے گا۔
بلکہ انسان خود ہی اپنے آپ کو خوب جانتا ہے۔
چاہے وہ کتنی ہی معذرتیں پیش کرے۔"

(القیٰمۃ ۳-۱۵)

۱۵۔ قیامت۔ رسولوں کی حاضری کا وقت:

پھر جب ستارے ماند پڑ جائیں گے۔
اور آسمان پھاڑ دیا جائے گا۔ اور پہاڑ دھنک ڈالے جائیں گے۔ اور رسولوں کی حاضری کا وقت آ پہنچے گا۔
اور اس روز وہ چیز واقع ہو جائے گی۔" (المرسلٰت ۸-۱۲)

۱۶۔ قیامت۔ جھٹلانے والوں کے لیے تباہی کا دن:

یہ فیصلے کا دن ہے۔ ہم نے تمہیں اور تم سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں

کو جمع کر دیا ہے۔
اب اگر کوئی چال تم چل سکتے ہو تو میرے مقابلہ میں چل دیکھو۔
تباہی ہے اس روز جھٹلانے والوں کے لیے"
(المرسلت ۳۸-۴۰)

۱۷۔ قیامت ۔ فیصلے کا دن :

"بے شک فیصلے کا دن ایک مقررہ وقت ہے"
جس روز صور میں پھونک مار دی جائے گی۔
اور تم فوج در فوج نکل آؤ گے۔
اور آسمان کھول دیا جائے گا حتیٰ کہ دروازے ہی دروازے
بن کر رہ جائے گا۔ اور پہاڑ چلائے جائیں گے۔ یہاں تک کہ
سراب ہو جائیں گے" (النبأ ۱۷-۲۰)

۱۸۔ قیامت اور کھلے میدان میں حاضری :

"یہ لوگ کہتے ہیں:
کیا واقعی ہم پلٹا کر واپس لائے جائیں گے؟
کیا جب ہم کھوکھلی بوسیدہ ہڈیاں بن چکے ہوں گے"؟
کہنے لگے" یہ واپسی تو بڑی گھاٹے کی ہو گی"
حالانکہ یہ بس اتنا کام ہے کہ ایک زور کی ڈانٹ پڑے گی
اور یکایک یہ کھلے میدان میں موجود ہوں گے۔
(النزاعت ۱۰-۱۴)

Marfat.com

۱۹۔ قیامت اور دنیاوی زندگی کی مدت :

"جس روز یہ لوگ اسے دیکھ لیں گے۔
تو انہیں یوں محسوس ہوگا کہ (یہ دنیا میں یا حالت موت میں) بس ایک دن کے پچھلے پہر یا اگلے پہر تک ٹھہرے ہیں۔
(النزاعٰت ۴۶)

۲۰۔ قیامت اور دوسروں سے بے نیازی :

"آخر کار جب وہ کان بہرے کر دینے والی آواز بلند ہوگی۔
اس روز آدمی اپنے بھائی اور اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا۔ ان میں سے ہر شخص پر اس دن ایسا وقت آ پڑے گا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہوگا"
(عبس ۳۳۔)

۲۱۔ قیامت۔ جب سمندر بھڑکا دیے جائیں گے۔

"جب سورج لپیٹ دیا جائے گا۔
اور جب تارے بکھر جائیں گے۔
اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔
اور جب دس مہینے کی حاملہ اونٹنیاں اپنے حال پر چھوڑ دی جائیں گی۔
اور جب جنگلی جانور سمیٹ کر اکٹھے کر دیئے جائیں گے۔
اور جب سمندر بھڑکا دیئے جائیں گے۔

Marfat.com

اور جب جانیں (جسموں سے) جوڑ دی جائیں گی۔
اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس قصور میں ماری گئی۔
اور جب اعمال نامے کھولے جائیں گے۔
اور جب آسمان کا پردہ ہٹا دیا جائے گا۔
اور جب جہنم دہکائی جائے گی۔
اور جب جنت قریب لے آئی جائے گی۔
اس وقت ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے۔"

(التکویر ا۔ ۱۴)

۲۲۔ قیامت۔ اور منکروں کا گمان :

وہ کہتے ہیں :
"جب ہم صرف ہڈیاں اور خاک ہو کر رہ جائیں گے۔ تو کیا ہم نئے سرے سے پیدا کر کے اٹھائے جائیں گے۔"
ان سے کہو :
"تم پتھر یا لوہا بھی ہو جاؤ یا اس سے بھی زیادہ سخت کوئی چیز جو تمہارے ذہن میں قبول حیات سے بعید تر ہو۔" (پھر بھی تم اٹھ کر رہو گے۔)
وہ ضرور پوچھیں گے۔
"کون ہے وہ جو ہمیں پھر زندگی کی طرف پلٹا کر لائے گا۔؟"
جواب میں کہو :

"وہی جس نے پہلی بار تم کو پیدا کیا۔"
وہ سر ہلا ہلا کر پوچھیں گے
"اچھا تو یہ ہوگا کب؟"
تم کہو
"کیا عجب وہ وقت قریب ہی آلگا ہے۔"
جس روز وہ تمہیں پکارے گا۔ تم اس کی حمد کرتے ہوئے اس کی پکار کے جواب میں نکل آؤ گے اور تمہارا گمان اس وقت یہ ہو گا کہ ہم بس تھوڑی دیر ہی اس حالت میں پڑے رہے ہیں۔"
(بنی اسرائیل ۴۹-۵۲)

۲۳۔ قیامت اور حیاتِ انسانی کے تین مرحلے:

اس زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا ہے۔
اسی میں ہم تم کو واپس لے جائیں گے۔
اور اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے۔
(طٰہٰ ۵۵)

یعنی ہر انسان کو لازماً تین مرحلوں سے گزرنا ہے ایک مرحلہ موجودہ دنیا میں پیدائش سے لے کر موت تک دوسرا مرحلہ موت سے قیامت تک اور تیسرا قیامت کے روز دوبارہ زندہ ہونے کے بعد کا مرحلہ۔ یہ تینوں مرحلے اس آیت کی رو سے اسی زمین پر گزرنے والے ہیں۔

۲۴۔ قیامت۔ جب قبریں کھولی جائیں گی:۔

"جب آسمان پھٹ جائے گا۔

Marfat.com

اور تارے بکھر جائیں گے۔
اور جب سمندر پھاڑ دیئے جائیں گے۔
اور جب قبریں کھول دی جائیں گی۔
اس وقت ہر شخص کو اس کا اگلا پچھلا سب کیا دھرا معلوم ہو جائے گا۔"
(الانفطار ۱-۵)

۲۵۔ قیامت ۔ جب زمین پھیلا دی جائے گی:

" جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے رب کے حکم کی تعمیل کرے گا اور اس کے لیے حق یہی ہے (کہ اپنے رب کا حکم مانے)۔
اور جب زمین پھیلا دی جائے گی اور جو کچھ اس کے اندر ہے اسے باہر پھینک کر خالی ہو جائے گی اور اپنے رب کے حکم کی تعمیل کرے گی اور اس کے لیے حق یہی ہے (کہ اس کے حکم کی تعمیل کرے) اے انسان تو کشاں کشاں اپنے رب کی طرف چلا جا رہا ہے۔
اور اس سے ملنے والا ہے۔
(الانشقاق ۱-۶)

تشریح بحوالہ تفہیم القرآن جلد ششم صفحہ ۲۸۸۔
اس بات کو سمجھنے کے لیے یہ حقیقت نگاہ میں رہنی چاہیئے کہ اس دن تمام انسانوں کو جو اوّل روز آفرینش سے قیامت تک پیدا ہوئے ہوں گے بیک وقت زندہ کر کے عدالت الٰہی میں پیش کیے جائیں گے۔ اتنی بڑی آبادی کو جمع کرنے کے لیے ناگزیر ہے کہ سمندر دریا پہاڑ جنگل گھاٹیاں

اور پست و بلند علاقے سب کے سب ہموار کر کے پورے کرہ ارض کو ایک میدان بنا دیا جائے تاکہ اس پر ساری نوع انسانی کے افراد کھڑے ہونے کی جگہ پاسکیں۔

۲۶۔ قیامت۔ جب زمین گزرے ہوئے حالات بیان کریگی

جب زمین پوری قوت کے ساتھ ہلا ڈالی جائے گی۔
اور زمین اپنے اندر کے بوجھ نکال کر باہر ڈال دے گی۔
اور انسان کہے گا کہ اس کو کیا ہو رہا ہے۔
اس روز وہ اپنے اوپر گزرے ہوئے حالات بیان کرے گی
کیونکہ تیرے رب نے اسے (ایسا کرنے کا) حکم دیا ہوگا۔
اس روز لوگ متفرق حالت میں پلٹیں گے۔
تاکہ ان کے اعمال ان کو دکھائے جائیں۔

(الزلزال ۱۔ ۶)

۲۷۔ قیامت کے دن کی مقدار :

اس دن کی مقدار تمہاری گنتی کے اعتبار سے ایک ہزار سال کی ہوئی

(السجدہ - ۵)

مولانا مفتی محمد شفیع رحمتہ اللہ علیہ معارف القرآن جلد ہفتم صفحہ ۱۰ میں فرماتے ہیں:

اس دن کے ہولناک ہونے کی وجہ سے یہ ان لوگوں کو بہت دراز

محسوس ہوگا۔ اور یہ درازی بمقدار اپنے ایمان و اعمال کے ہوگی یہاں تک کہ جو دن ایک ہزار سال کا معلوم ہوگا دوسروں کے نزدیک پچاس ہزار سال کا ہوگا۔

قیامت کے سلسلہ میں تشریحات

بحوالہ تفہیم القرآن :

۱۔ یہ پہاڑ کوٹ پیٹ کر اس طرح ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے جیسے ریت کے ذرے اور ان کو دھول کی طرح اڑا کر ساری زمین ایک ایسا ہموار میدان بنا دی جائے گی کہ اس میں کوئی اونچ نیچ نہ رہے گی کوئی نشیب و فراز نہ ہوگا اس کی حالت ایک ایسے فرش کی سی ہوگی جس میں ذرا سا بل اور کوئی معمولی سی سلوٹ تک نہ ہوگی۔ (صفحہ ۱۲۴)

۲۔ سورہ طٰہٰ ۱۵۶۔ ۱۵۷)

عالم آخرت میں زمین کی جو نئی شکل بنے گی اسے قرآن مجید میں کئی مواقع پر بیان کیا گیا ہے۔ سورہ انشقاق میں فرمایا۔ زمین پھیلا دی جائے گی سورہ انفطار میں فرمایا۔ سمندر پھاڑ دیئے جائیں گے جس کا مطلب غالباً یہ ہے کہ سمندر کی تہیں پھٹ جائیں گی اور سارا پانی زمین کے اندر اتر جائے گا۔ سورۂ تکویر میں فرمایا۔ سمندر بھر دیے جائیں گے یا پاٹ دیئے جائیں گے اور یہاں سورۂ طٰہٰ آیت نمبر ۱۵۶۔ ۱۵۷ میں بتایا جا رہا ہے کہ پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر کے ساری زمین ایک ہموار میدان کی طرح کر دی جائے گی اس سے جو شکل ذہن میں بنتی ہے

Marfat.com

وہ یہ ہے کہ عالم آخرت میں یہ پورا کرہ ارض سمندروں کو پاٹ کر پہاڑوں کو توڑ کر نشیب و فراز کو ہموار کر کے اور جنگلوں کو صاف کر کے بالکل گیند کی طرح بنا دیا جائے گا یہی وہ شکل ہے جس کے متعلق سورۂ ابراہیم کے آخری رکوع میں فرمایا وہ دن جبکہ زمین بدل کر کچھ سے کچھ کر دی جائے گی اور یہی زمین کی وہ شکل ہو گی جس پر حشر قائم ہو گا اور اللہ تعالیٰ عدالت فرمائے گا پھر اس کی آخری اور دائمی شکل بنا دی جائے گی جس کو سورہ الزمر میں یوں فرمایا گیا ہے (آخری رکوع میں)۔

"یعنی متقی لوگ کہیں گے کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم سے اپنے وعدے پورے کیے اور ہم کو زمین کا وارث بنایا۔ ہم اس جنت میں جہاں چاہیں اپنی جگہ بنا سکتے ہیں۔ پس بہترین اجر ہے عمل کرنے والوں کے لیے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ آخر کار یہ پورا کرہ جنت بنا دیا جائے گا اور خدا کے صالح اور متقی بندے اس کے وارث ہوں گے اس وقت پوری زمین ایک ملک ہو گی پہاڑ سمندر دریا صحرا جو آج زمین کو بے شمار ملکوں اور وطنوں میں تقسیم کر رہے ہیں اور ساتھ ساتھ انسانیت کو بھی بانٹنے والے ہیں سرے سے موجود ہی نہ ہوں گے۔

۳۔ بحوالہ تفہیم القرآن جلد چہارم۔ صفحہ ۲۶۵

ایسا نہیں ہو گا کہ قیامت آہستہ آہستہ آ رہی ہے۔ اور لوگ دیکھ رہے ہیں کہ وہ آ رہی ہے بلکہ وہ اس طرح آئے گی کہ لوگ پورے اطمینان کے ساتھ اپنی دنیا کے کاروبار چلا رہے ہوں گے اور ان کے حاشیہ خیال میں بھی یہ تصور موجود نہیں ہو گا کہ دنیا کے خاتمہ کی گھڑی آ پہنچی ہے

اس حالت میں اچانک ایک زور کا کڑاکا ہوگا اور جو جہاں بیٹھا وہیں دھرا کا دھرا رہ جائے گا۔ حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ راستوں پر چل رہے ہوں گے۔ بازاروں میں خرید و فروخت کر رہے ہوں گے اپنی مجلسوں میں بیٹھے گفتگوئیں کر رہے ہوں گے ایسے میں یکایک صُور پھونکا جائے گا۔ کوئی کپڑا خرید رہا ہے تو اس کو ہاتھ سے کپڑا رکھنے کی نوبت نہ آئے گی۔ کہ ختم ہو جائے گا۔ کوئی اپنے جانوروں کو پانی پلانے کے لیے حوض بھرے گا اور ابھی پلانے نہ پائے گا کہ قیامت برپا ہو جائے گی۔ کوئی کھانا کھانے بیٹھے گا اور لقمہ اٹھا کر منہ تک لے جانے کی بھی اسے مہلت نہ ملے گی۔

۴۔ پہلے اور دوسرے صُور کے درمیان کتنا زمانہ ہوگا اس کے متعلق کوئی معلومات ہمیں حاصل نہیں ہیں ہو سکتا ہے کہ یہ زمانہ سینکڑوں اور ہزاروں برس طویل ہو۔ حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اسرافیل صُور منہ پر رکھے عرش کی طرف دیکھ رہے ہیں اور منتظر ہیں کہ کب پھونک مارنے کا حکم ہوتا ہے۔"

یہ صور تین مرتبہ پھونکا جائے گا۔

پہلا نفختۃ الفزع۔ جو زمین و آسمان کی ساری مخلوق کو سہما دے گا۔

دوسرا نفختۃ الصعق جسے سنتے ہی سب ہلاک ہو کر گر جائیں گے۔ پھر جب اللہ۔ احد۔ الصمد کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا۔ تو زمین بدل کر کچھ سے کچھ کر دی جائے گی اور اسے عکاظی لبساط کی طرح ایسا

Marfat.com

کردیا جائے گا۔ کہ اس میں ذراسی سلوٹ تک نہ رہے گی۔ پھر اللہ اپنی خلق کو بس ایک جھڑکی دے گا جسے سنتے ہی ہر شخص جس جگہ مر کر گرا تھا۔ اس جگہ وہ اس بدلی ہوئی زمین پر اٹھ کھڑا ہو گا۔ اور یہی نفخۃ القیام برب العالمین ہے (یعنی وہ صور جسے پھونکتے ہی تمام انسان جی اٹھیں گے۔ اور اپنے رب کے حضور پیش ہونے کے لیے اپنے مرقدوں سے نکل آئیں گے۔)

۵- بحوالہ تفہیم القرآن جلد ششم صفحہ ۸۴،،

سورہ الحاقہ ۱۳-۱۸ آیات کے بعد) آگے آنے والی آیات کو پڑھتے ہوئے یہ بات نگاہ میں رکھنی چاہیئے کہ قرآن مجید میں کہیں تو قیامت کے تین مراحل الگ الگ بیان کیے گئے ہیں۔ جو یکے بعد دیگرے مختلف اوقات میں پیش آئیں گے اور کہیں سب کو سمیٹ کر پہلے مرحلے سے آخری مرحلے تک کے واقعات کو یکجا بیان کر دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر سورۂ نمل آیت ۸۷ میں پہلے نفخ صور کا ذکر کیا گیا ہے۔ جب تمام دنیا کے انسان یک لخت ایک ہولناک آواز سے گھبرا اٹھیں گے اس وقت نظام عالم درہم برہم ہونے کی وہ کیفیات ان کی آنکھوں کے سامنے پیش آئیں گے جو سورہ حج آیات ۱-۲ سورہ یٰسین آیات ۴۹-۵۰ اور سورہ تکویر آیات ۱-۶ میں بیان ہوئی ہیں سورہ زمر آیات ۶۷ تا ۷۰ میں دوسرے اور تیسرے نفخ صور کے متعلق بتایا گیا ہے کہ ایک ہی نفخ پر سب لوگ مر کر گر جائیں گے اور اس کے بعد جب پھر صور پھونکا جائے گا تو سب جی اُٹھیں گے اور خدا کی عدالت میں پیشی ہو جائیں گے۔

Marfat.com

سورہ طٰہٰ آیات ۱۰۲ تا ۱۱۲۔ سورہ انبیاء آیات ۱۰۱ تا ۱۰۳۔ سورہ یٰسین آیات ۵۱ تا ۵۳ اور سورہ قٓ آیات ۲۰ تا ۲۲ میں صرف تیسرے نفخ صور کا ذکر ہے۔ لیکن یہاں اور بہت سے دوسرے مقامات پر قرآن میں پہلے نفخ صور سے لے کر جنت اور جہنم میں لوگوں کے داخل ہوتے تک قیامت کے تمام واقعات کو ایک ہی سلسلہ میں بیان کر دیا گیا ہے۔

قیامت کی مزید تشریحات

احادیث کی روشنی میں :

۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

قیامت کے روز زمین ایک دستر خوان کی طرح پھیلا دی جائے گی۔ پھر انسانوں کے لیے اس پر صرف قدم رکھنے کی جگہ ہو گی۔

۷۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

لوگ اپنے اپنے کاروبار میں مشغول ہوں گے۔ ایک شخص نے گاہک کو دکھانے کے لیے۔ کپڑے کا تھان کھولا ہوا ہو گا۔ وہ ابھی معاملہ طے نہ کرنے پائیں گے کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ دوھ کر لے چلے گا اور ابھی اس کو استعمال نہ کرنے پائے گا کہ قیامت آجائے گی۔ کوئی شخص اپنے حوض کی مرمت کر رہا ہو گا اس سے فارغ نہ ہونے پائے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ کوئی شخص کھانے کا

Marfat.com

لقمہ ہاتھ میں اٹھا لے گا۔ ابھی منہ تک نہ پہنچے گا۔ کہ قیامت برپا ہو جائے گی۔"

(معارف القرآن مولانا مفتی محمد شفیع جلد چہارم صفحہ ۱۸۱)

۸۔ ابن عساکر نے زید بن جابر شافعی سے روایت کیا ہے۔ کہ یہ فرشتہ اسرافیل ہو گا جو بیت المقدس کے صخرہ (چٹان) پر کھڑا ہو کر ساری دنیا کے مردوں کو یہ خطاب کرے گا:

"اے گلی سڑی ہڈیو اور ریزہ ریزہ ہو جانے والی کھالو اور بکھر جانے والے بالو۔ سن لو۔ تم کو اللہ تعالیٰ یہ حکم دیتا ہے کہ حساب کے لیے جمع ہو جاؤ۔"

یہ قیامت کے نفخہ ثانیہ کا بیان ہے۔ جس میں دوبارہ عالم کو زندہ کیا جائے گا اور اس فرشتے کی آواز پاس اور دور کے سب لوگوں کو اس طرح پہنچے گی کہ گویا پاس ہی سے پکار رہا ہے۔"

(معارف القرآن مفتی محمد شفیع، جلد ہشتم صفحہ ۱۵۲)

۹۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ کہ یہ (قیامت کا) دن مومن پر اتنا ہلکا ہو گا کہ ایک نماز فرض ادا کرنے کے وقت سے بھی کم ہو گا۔

(معارف القرآن مولانا مفتی محمد شفیع، جلد ہشتم صفحہ ۵۵۵)

قیامت کے روز لوگ ننگے اٹھیں گے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

"قیامت کے روز سب لوگ ننگے بُچے اُٹھیں گے"

آپؐ کی ازواجِ مطہرات میں سے کسی نے (بروایت بعض حضرت عائشہؓ نے بروایت بعض حضرت سودہؓ نے اور بروایت بعض ایک خاتون نے) گھبرا کر پوچھا:

"یارسول اللہ۔ کیا ہمارے ستر اس روز کھلے ہوں گے؟"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت تلاوت فرما کر بتایا کہ اس روز کسی کو کسی کی طرف دیکھنے کا ہوش نہ ہوگا۔

"آخر کار جب وہ کان بہرے کر دینے والی آواز بلند ہوگی۔
اس روز آدمی اپنے بھائی اور اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا۔
ان میں سے ہر شخص پر اس دن ایسا وقت آپڑے گا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہوگا۔"

(عَبَسَ ۳۳)

قیامت کے روز زمین اللہ کے نور سے چمک اٹھے گی:

(اس کی قدرت کاملہ کا حال تو یہ ہے کہ) قیامت کے دن پوری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے دست راست میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔

پاک اور بالاتر ہے وہ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔
اور اس روز صور پھونکا جائے گا۔
اور وہ سب مر کر گر جائیں گے جو آسمان اور زمین میں ہیں۔

Marfat.com

سوائے ان کے جنہیں اللہ زندہ رکھنا چاہے۔
پھر ایک دوسرا صور پھونکا جائے گا اور یکایک سب کے سب اٹھ کر دیکھنے لگیں گے۔
زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی۔
کتاب اعمال لاکر رکھ دی جائے گی۔
انبیاء اور تمام گواہ حاضر کر دیئے جائیں گے۔
لوگوں کے درمیان ٹھیک ٹھیک حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا۔
اور ان پر کوئی ظلم نہ ہو گا۔
اور ہر متنفس کو جو کچھ بھی اس نے عمل کیا ہے اس کا پورا پورا بدلہ دے دیا جائے گا۔ لوگ جو کچھ کرتے ہیں۔ اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔ (الذمر ۶۷۔۷۰)

تشریح:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کی روایات منقول ہیں کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ ارشاد فرمارہے تھے۔ دوران خطبہ یہ آیت آپ نے تلاوت فرمائی اور فرمایا:

"اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں (یعنی سیاروں) کو اپنی مٹھی میں لے کر اس طرح پھرائے گا۔ جیسے ایک بچہ گیند پھراتا ہے اور فرمائے گا۔" میں ہوں خدائے واحد
میں ہوں بادشاہ
میں ہوں جبار
میں ہوں کبریائی کا مالک

کہاں ہیں زمین کے بادشاہ
کہاں ہیں جبار
کہاں ہیں متکبر
یہ کہتے کہتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا لرزہ طاری ہوا کہ ہمیں خطرہ ہونے لگا کہ کہیں آپؐ منبر سمیت گر نہ پڑیں۔"

تشریح ۲:۔

گواہوں سے مراد وہ گواہ بھی ہیں جو اس بات کی شہادت دیں گے کہ لوگوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا گیا تھا۔ اور وہ گواہ بھی جو لوگوں کے اعمال کی شہادت پیش کریں گے۔ ضروری نہیں ہے کہ یہ گواہ صرف انسان ہی ہوں۔ فرشتے اور جن اور حیوانات اور انسانوں کے اپنے اعضاء اور در و دیوار اور شجر و حجر سب ان گواہوں میں شامل ہوں گے۔

(تفہیم القرآن جلد چہارم صفحہ ۳۸۴-۳۸۳)

قیامت کے روز فرشتے عرشِ الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہوں گے

"اس روز آسمان پھٹے گا اور اس کی بندش ڈھیلی پڑ جائے گی۔
فرشتے اس کے اطراف و جوانب میں ہوں گے۔
اور آٹھ فرشتے اس روز تیرے رب کا عرش اپنے اوپر اٹھائے ہوں گے وہ دن ہوگا جب تم لوگ پیش کیے جاؤ گے۔
تمہارا کوئی راز بھی چھپا نہ رہ جائے گا۔ (الحاقۃ ۱۷-۱۸)

تشریح ۱:۔

بحوالہ تفہیم القرآن جلد ششم صفحہ ۷۵:

Marfat.com

یہ آیت متشابہات میں سے ہے جس کے معنی متعین کرنا مشکل ہے۔ ہم نہ یہ جان سکتے ہیں کہ عرش کیا چیز ہے اور نہ ہی یہ سمجھ سکتے ہیں کہ قیامت کے روز آٹھ فرشتوں کے اس اٹھانے کی کیفیت کیا ہوگی۔ مگر یہ بات بہر حال قابلِ تصور نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہوگا اور آٹھ فرشتے اس کو عرش سمیت اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

اس لیے کھوج کرید کر اس کے معنی متعین کرنے کی کوشش کرنا اپنے آپ کو گمراہی کے خطرے میں مبتلا کرنا ہے۔ البتہ یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی حکومت و فرمانروائی اور اس کے معاملات کا تصور دلانے کے لیے لوگوں کے سامنے وہی نقشہ پیش کیا گیا ہے جو دنیا میں بادشاہوں کا نقشہ ہوتا ہے۔

اور اس کے لیے وہی اصطلاحیں استعمال کی گئی ہیں جو انسانی زبانوں میں سلطنت اور اس کے مظاہر و لوازم کے لیے مستعمل ہیں۔

قیامت کے دن کرۂ ارض کی مختلف حالتیں:

(بحوالہ معارف القرآن مولانا مفتی محمد شفیع رحمتہ اللہ علیہ جلد پنجم صفحہ ۲۶۲)

۱۔ امام حدیث بیہقی نے بسند صحیح حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں نقل کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محشر کی زمین بالکل نئی زمین اور چاندی کی طرح کی سفید ہوگی اور یہ زمین ایسی ہوگی جس پر کسی نے کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ جس پر کسی کا ناحق خون نہیں گرایا گیا ہوگا"

اور حاکم نے سند قوی کے ساتھ حضرت جابر رضی سے نقل کیا

کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز یہ زمین اس طرح کھینچی جائے گی جیسے چمڑے کو کھینچا جاتا ہے۔ جس سے اس کی سلوٹیں اور شکن نکل جائیں (اس کی وجہ سے زمین کے غار اور پہاڑ سب برابر ہو کر ایک سطح مستوی بن جائے گی۔ اور اس وقت تمام اولاد آدم اس زمین پر جمع ہو گی اس ہجوم کی وجہ سے ایک انسان کے حصہ میں صرف اتنی ہی زمین آئے گی جس پر وہ کھڑا ہو سکے۔ پھر محشر میں سب سے پہلے مجھے بلایا جائے گا میں رب العزت کے سامنے سجدہ میں گر پڑوں گا۔ پھر مجھے شفاعت کی اجازت دی جائے گی تو میں تمام مخلوق کے لیے شفاعت کروں گا کہ ان کا حساب کتاب جلد ہو جائے۔"

اس آخری روایت سے تو بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ زمین میں تبدیلی صرف صفت کی ہو گی کہ غار اور پہاڑ اور درخت نہ رہیں گے مگر زمین یہی باقی رہے گی اور پہلی سب روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ محشر کی زمین اس موجودہ زمین کے علاوہ کوئی اور ہو گی اور جس تبدیلی کا ذکر اس آیت میں ہے اس سے ذات کی تبدیلی مراد ہے۔

بیان القرآن میں حضرت حکیم الامت (مولانا اشرف علی تھانوی) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں ہو سکتا ہے کہ پہلے نفخہ صور کے وقت اسی موجود زمین کی صفات تبدیل کی جائیں اور پھر حساب کتاب کے لیے ان کو کسی دوسری زمین کی طرف منتقل کیا جائے۔

صحیح مسلم میں روایت حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ منقول ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی عالم آیا اور یہ سوال کیا کہ جس دن

Marfat.com

یہ زمین بدل ڈالی جائے گی تو آدمی کہاں ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا پل صراط کے پاس ایک اندھیری میں ہوں گے۔

اس سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ زمین سے بذریعہ پل صراط دوسری طرف منتقل کیے جائیں گے اور ابن جریر نے اپنی تفسیر میں متعدد صحابہؓ و تابعین کے یہ اقوال نقل کیے ہیں کہ اس وقت موجودہ زمین اور اس کے سب دریا آگ ہو جائیں گے۔ گویا سارا علاقہ جس میں اب دنیا آباد ہے۔ اس وقت جہنم کا علاقہ ہو جائے گا۔ اور حقیقت حال کی خبر تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔

۲۔ قیامت میں ہولناک مقامات :

(بحوالہ معارف القرآن مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ جلد ششم صفحہ ۱۹۰)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا قیامت کے روز بھی آپؐ اپنے اہل و اولاد کو یاد رکھیں گے فرمایا :

"قیامت میں تین مقام تو ایسے ہوں گے کہ ان میں کوئی کسی کو یاد نہ کرے گا۔ ایک وہ وقت جب میزان عدل کے سامنے وزن اعمال کے لیے حاضر ہوں گے۔ جب تک یہ نتیجہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس کا پلہ نیکیوں کا بھاری ہوا یا ہلکا۔ کسی کو کسی کی یاد نہ آئے گی۔ اور دوسرا مقام وہ ہے جب نامہائے اعمال اڑائے جائیں گے۔ جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں آیا۔ (جو نجات کی علامت ہے) یا بائیں ہاتھ میں (جو عذاب کی علامت ہے) اور تیسرا مقام پل صراط سے گذرنے کا وقت ہے۔ جب تک پار نہ ہو جائیں کوئی کسی کو یاد نہ کرے گا۔

Marfat.com

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

۱۔ خدا کے نزدیک قیامت کے روز بدترین مقام اس شخص کا ہوگا جس کی بدزبانی سے ڈر کر لوگ اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیں۔

۲۔ قیامت میں میری امت کی شناختی علامت یہ ہوگی کہ ان کی پیشانی اور وضو کے اعضا نور سے چمکتے ہوں گے۔ جو شخص اپنے نور کو بڑھانا چاہے بڑھا لے۔

۳۔ کچھ لوگ قیامت میں نور کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے۔ ان کے چہرے پر نور چمکتا ہوگا لوگ ان پر رشک کریں گے یہ نہ انبیاء ہیں نہ شہداء ہیں۔
یہ لوگ محبت والے ہیں مختلف قبائل اور مختلف شہروں سے صرف اللہ کے ذکر کے لیے چل کر آتے ہیں۔ اور جمع ہو کر خدا کا ذکر کرتے ہیں۔

۴۔ (قیامت کے روز) خدا کی عدالت سے کوئی شخص خلاصی نہ پا سکے گا۔ جب تک اس سے ان پانچ چیزوں کا حساب نہ لیا جائے۔
۱۔ اس کی عمر کے بارے میں کہ اسے اس نے کن کاموں میں کھپایا۔
۲۔ اس کی جوانی کے بارے میں کہ اس کو اس نے کن مشاغل میں لگایا۔
۳۔ اس کے مال کے متعلق کہ اسے اس نے کن طریقوں سے اور کیسے کمایا
۴۔ مال کیسے اور کہاں خرچ کیا۔
۵۔ جو علم اسے حاصل تھا اس پر کہاں تک عمل کیا۔

Marfat.com

Marfat.com

رحمٰن کے دربار میں

پیشی

Marfat.com

پیشی ———— اللہ کی عدالت میں

فیصلے ———— اللہ کی عدالت کے

حالت ———— مجرموں کی اللہ کی عدالت میں
فرمانبرداروں کی اللہ کی عدالت

اللہ کے نام سے جو بے انتہا مہربان اور رحم فرمانے والا ہے۔
جب وہ ہونے والا واقعہ پیش آ جائے گا۔
تو کوئی اس کے وقوع کو جھٹلانے والا نہ ہوگا۔
وہ تہ و بالا کر دینے والی آفت ہوگی۔
زمین اس وقت یکبارگی ہلا ڈالی جائے گی۔ اور پہاڑ اس طرح ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے کہ پراگندہ غبار بن کر رہ جائیں۔
تم لوگ اس وقت تین گروہوں میں تقسیم ہو جاؤ گے۔
دائیں بازو والے ــــ سو دائیں بازو والوں (کی خوش نصیبی) کا کیا کہنا۔ اور بائیں بازو والے ــــ تو بائیں بازو والوں (کی بد نصیبی) کا کیا ٹھکانہ اور آگے والے تو پھر آگے والے ہی ہیں۔
وہی تو مقرب لوگ ہیں۔

نعمت بھری جنتوں میں رہیں گے۔
اگلوں میں سے بہت ہوں گے اور پچھلوں میں سے کم۔
مرصع تختوں پر تکیے لگائے آمنے سامنے بیٹھیں گے۔
اُن کی مجلسوں میں ابدی لڑکے شراب چشمۂ جاری سے لبریز پیالے اور کنٹر اور ساغر لیے دوڑتے پھرتے ہوں گے۔
جسے پی کر نہ ان کا سر چکرائے گا۔
نہ ان کی عقل میں فتور آئے گا۔
اور وہ ان کے سامنے طرح طرح کے لذیذ پھل پیش کریں گے کہ جسے چاہیں چن لیں اور پرندوں کا گوشت پیش کریں گے کہ جس پرندے کا چاہیں استعمال کریں۔
اور ان کے لیے خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہوں گی۔
ایسی حسین جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔
یہ سب کچھ ان اعمال کی جزا کے طور پر انہیں ملے گا۔
جو وہ دنیا میں کرتے رہے تھے۔
وہاں وہ کوئی بے ہودہ کلام یا گناہ کی بات نہ سنیں گے۔
جو بات بھی ہو گی ٹھیک ٹھیک ہو گی۔
اور دائیں بازو والے ــــ دائیں بازو والوں کی خوش نصیبی کا کیا کہنا وہ بے خار بیریوں اور تہ بر تہ چڑھے ہوئے کیلوں اور دور دور تک پھیلی ہوئی چھاؤں اور ہر دم رواں پانی اور کبھی نہ ختم ہونے والے اور بے روک ٹوک ملنے والے بکثرت پھلوں اور اونچی نشست گاہوں میں ہوں گے۔

Marfat.com

اُن کی بیویوں کو ہم خاص طور پر نئے سرے سے پیدا کریں گے
اور انہیں باکرہ بنا دیں گے۔
اپنے شوہروں کی عاشق اور عمر میں ہم سن یہ کچھ دائیں بازو والوں کے لیے ہے۔
وہ اگلوں میں سے بھی بہت ہوں گے اور پچھلوں میں سے بھی بہت۔
اور بائیں بازو والے۔ بائیں بازو والوں (کی بدنصیبی) کا کیا پوچھنا۔ وہ لُو کی لپیٹ اور کھولتے ہوئے پانی اور کالے دھوئیں کے سائے میں ہوں گے جو نہ ٹھنڈا ہوگا نہ آرام دہ۔
یہ وہ لوگ ہوں گے۔ جو اس انجام کو پہنچنے سے پہلے خوشحال تھے اور گناہ عظیم پر اصرار کرتے تھے۔ کہتے تھے:
"کیا ہم مر کر خاک ہو جائیں گے۔
اور ہڈیوں کا پنجر رہ جائیں گے۔
تو پھر اٹھا کھڑے کیے جائیں گے۔
اور کیا ہمارے باپ دادا بھی اٹھائے جائیں گے جو پہلے گذر چکے ہیں۔؟
اے نبیؐ۔ ان لوگوں سے کہو یقیناً اگلے اور پچھلے سب ایک دن ضرور جمع کیے جانے والے ہیں۔ جس کا وقت مقرر کیا جا چکا ہے۔
پھر اے گمراہو اور جھٹلانے والو۔
اسی سے تم پیٹ بھرو گے۔

Marfat.com

اور اوپر سے کھولتا ہوا پانی تونس لگے ہوئے اونٹ کی طرح پیو گے۔ یہ ہے (ان بائیں بازو والوں) کی ضیافت کا سامان روزِ جزا میں۔"
(الواقعہ ا۔ ۵۵)

اللہ کی عدالت میں پیشی

۱۔ ہر شخص تنہا پیش ہو گا:

"(اور اللہ فرمائے گا) لو۔ اب تم ویسے ہی تن تنہا ہمارے سامنے حاضر ہو گئے ہو۔ جیسا کہ ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ اکیلا پیدا کیا تھا۔ جو کچھ ہم نے تمہیں دنیا میں دیا تھا۔ وہ سب پیچھے چھوڑ آئے ہو۔

اور اب ہم تمہارے ساتھ ان سفارشیوں کو بھی نہیں دیکھتے۔ جن کے متعلق تم سمجھتے تھے کہ تمہارے کام بنانے میں ان کا بھی کچھ حصہ ہے۔

تمہارے آپس کے سب رابطے ٹوٹ گئے۔

اور وہ سب تم سے گم ہو گئے جن کا تم زعم رکھتے تھے۔"
(الانعام۔ ۹۴)

۲۔ پیشی سے بچنے کی ہر شخص تمنا کرے گا:

وہ دن آنے والا ہے۔

جب ہر نفس اپنے کیے کا پھل حاضر پائے گا۔

Marfat.com

خواہ اس نے بھلائی کی ہو یا برائی۔
اس روز آدمی یہ تمنا کرے گا۔
"کاش ابھی یہ دن اس سے بہت دور ہوتا"
(آل عمران ۲۹)

۳ قیامت کے دن رشتہ داریاں ختم :

"قیامت کے دن نہ تمہاری رشتہ داریاں کسی کام آئیں گی۔
نہ تمہاری اولاد
اس روز اللہ تمہارے درمیان جدائی ڈال دے گا"
(الممتحنہ۔۳)

۴۔ کٹھن دن

"جس روز پکارنے والا ایک سخت ناگوار چیز کی طرف پکارے گا۔
لوگ سہمی ہوئی نگاہوں کے ساتھ اپنی قبروں سے اس طرح
نکلیں گے گویا وہ بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں۔
پکارنے والے کی طرف دوڑے جارہے ہوں گے۔
اور وہی منکرین (جو دنیا میں اس کا انکار کرتے تھے)
اس وقت کہیں گے کہ یہ دن تو بڑا کٹھن ہے" (القمر ۶۔۸)

۵۔ حشر کا آوازہ :

اور سنو۔ جس دن منادی کرنے والا ہر شخص کو قریب ہی سے

Marfat.com

پکارے گا۔[1]

جس دن سب لوگ آوازۂ حشر کو ٹھیک ٹھیک سن رہے ہوں گے

وہ زمین سے مردوں کے نکلنے کا دن ہو گا۔

ہم ہی زندگی بخشتے ہیں اور ہم ہی موت دیتے ہیں۔

اور ہماری طرف ہی اس دن سب کو پلٹنا ہے۔

جب زمین پھٹے گی اور لوگ اس کے اندر سے نکل کر تیز تیز بھاگے

جا رہے ہوں گے۔

یہ حشر ہمارے لیے بہت آسان ہے"۔

(قٓ ۴۱ - ۴۴)

[1] تشریح (بحوالہ تفہیم القرآن جلد پنجم ۱۲۷)

یعنی جو شخص جہاں مرا پڑا ہو گا یا جہاں بھی دنیا میں اس کی موت واقع ہوئی ہے وہیں خدا کی منادی کی آواز اس کو پہنچے گی کہ اٹھو اور چلو اپنے رب کی طرف اپنا حساب دینے کے لیے آواز کچھ اس طرح کی ہو گی کہ روئے زمین کے چپے چپے پر جو شخص بھی زندہ ہو کر اٹھے گا وہ محسوس کرے گا کہ پکارنے والے نے کہیں قریب ہی سے اس کو پکارا ہے ایک ہی وقت میں پورے کرہ ارض پر ہر جگہ یہ آواز یکساں سنائی دے گی۔ اس سے یہ بھی اندازہ ہو سکتا ہے کہ عالم آخرت میں زمان و مکان کے اعتبارات ہماری موجودہ دنیا کی بہ نسبت کس قدر بدلے ہوئے ہوں گے۔ اور کیسی قوتیں کس طرح کے قوانین کے مطابق وہاں کارفرما ہوں گی۔

(وہ تمام انسان جو آدم کے وقت سے قیامت تک دنیا میں پیدا ہوئے ہیں۔ ہمارے ایک حکم پر بڑی آسانی سے جمع ہو سکتے ہیں

Marfat.com

تمہارا چھوٹا سا دماغ اسے بعید سمجھتا ہے تو سمجھا کرے۔ خالق کائنات کی قدرت سے یہ بعید نہیں ہے۔

کتاب محفوظ :

پھر منکرین کہنے لگے :

یہ تو عجیب بات ہے کیا جب ہم مرجائیں گے اور خاک ہو جائیں گے (تو دوبارہ اٹھائے جائیں گے) یہ واپسی تو عقل سے بعید ہے" (حالانکہ) زمین ان کے جسم میں سے جو کچھ کھاتی ہے وہ سب ہمارے علم میں ہے۔ اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جس میں سب کچھ محفوظ ہے"۔ (قٓ - ۲۰۴)

تشریح بحوالہ تفہیم القرآن)

یہ آیت بھی من جملہ ان آیات کے ہے جن میں اس بات کی صراحت کی گئی ہے۔ کہ آخرت کی زندگی نہ صرف یہ کہ ویسی جسمانی زندگی ہو گی جیسی ان دنیا میں ہے بلکہ جسم بھی ہر شخص کا وہی ہو گا جو اس دنیا میں تھا۔ اگر حقیقت یہ نہ ہوتی تو کفار کی بات کے جواب میں یہ کہنا بالکل بے معنی تھا کہ زمین تمہارے جسم میں سے جو کچھ کھاتی ہے وہ سب ہمارے علم میں ہے اور ذرہ ذرہ کا ریکارڈ موجود ہے۔

۷۔ اس دن کوئی فدیہ قبول نہ کیا جائے گا :

خوب جان لو کہ جن لوگوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا ہے اگر ان کے قبضہ میں ساری زمین کی دولت ہو اور اس کے ساتھ اور وہ چاہیں

Marfat.com

کہ اسے فدیہ دے کر روزِ قیامت کے عذاب سے بچ جائیں۔ تب بھی وہ ان سے قبول نہ کی جائے گی اور انہیں دردناک سزا مل کر رہے گی۔ وہ چاہیں گے کہ دوزخ کی آگ سے نکل بھاگیں مگر نہ نکل سکیں گے۔ اور انہیں ہمیشہ قائم رہنے والا عذاب دیا جائے گا۔

(المائدۃ ۳۶۔ ۳۷)

۸۔ اس دن خودساختہ معبود گم ہو جائیں گے:

"جس روز ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے اور مشرکوں سے پوچھیں گے کہ اب وہ تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریک کہاں ہیں جن کو تم اپنا خدا سمجھتے تھے تو وہ اس کے سوا کوئی فتنہ نہ اٹھا سکیں گے کہ (یہ جھوٹا بیان دیں کہ) اے ہمارے آقا تیری قسم ہم ہرگز مشرک نہ تھے۔ دیکھا اس وقت یہ کس طرح اپنے اوپر آپ جھوٹ گھڑیں گے اور وہاں ان کے سارے بناوٹی معبود گم ہو جائیں گے۔

(الانعام۔ ۲۲۔ ۲۴)

۹۔ جب رب حقیقت دریافت فرمائے گا:

کاش تم اس وقت ان کی حالت دیکھ سکتے ہو۔ جب وہ دوزخ کے کنارے کھڑے کیے جائیں گے اس وقت وہ کہیں گے کہ کاش کوئی صورت ایسی ہو کہ ہم دنیا میں پھر واپس بھیجے جائیں اور اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں اور ایمان لانے والوں میں شامل ہوں۔ درحقیقت یہ بات وہ محض اس وجہ سے کہیں گے

کہ جس حقیقت پر انہوں نے پردہ ڈال رکھا تھا وہ اس وقت بے نقاب ہو کر ان کے سامنے آ چکی ہو گی۔

ورنہ اگر انہیں سابق زندگی کی طرف واپس بھیجا جائے تو پھر وہی سب کچھ کریں جس سے انہیں منع کیا گیا ہے۔

وہ تو ہیں ہی جھوٹے (اس لیے اپنی اس خواہش کے اظہار میں بھی جھوٹ ہی سے کام لیں گے) آج یہ لوگ کہتے ہیں کہ زندگی جو کچھ بھی ہے بس یہی دنیا کی زندگی ہے۔ اور ہم مرنے کے بعد ہرگز دوبارہ نہ اٹھائے جائیں گے۔

کاش وہ منظر تم دیکھ سکو جب یہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے۔ اس وقت ان کا رب ان سے پوچھے گا "کیا یہ حقیقت نہیں ہے"۔

یہ کہیں گے

"ہاں ہمارے رب یہ حقیقت ہے"۔

وہ فرمائے گا:

"اچھا تو اب اپنے انکار حقیقت کی پاداش[1] میں عذاب کا مزہ چکھو"

نقصان میں پڑ گئے وہ لوگ جنہوں نے اللہ سے اپنی ملاقات کی اطلاع کو جھوٹ قرار دیا۔

جب اچانک وہ گھڑی آ جائے گی تو یہی لوگ کہیں گے۔

"افسوس ہم سے اس معاملہ میں کیسی تقصیر[2] ہوئی"۔

اور ان کا حال یہ ہو گا کہ اپنی پیٹھوں پر اپنے گناہوں کا بوجھ

---

[1] سزا۔ [2] خطا۔

لادے ہوئے ہوں گے۔

دیکھو۔ کیسا بُرا بوجھ ہے جو یہ اٹھا رہے ہیں۔"

(الانعام ۲۷ - ۱۳۱)

۱۰۔ انسان اور جن دونوں کے سوال:

جس روز اللہ ان سب لوگوں کو گھیر کر جمع کرے گا۔

اس روز وہ جنوںؑ سے خطاب کر کے فرمائے گا۔ ؎

"اے گروہ جن۔ تم نے تو نوعِ انسانی پر خوب ہاتھ صاف کیا۔"

انسانوں میں سے جو ان کے رفیق تھے وہ عرض کریں گے۔

"پروردگار ہم میں سے ہر ایک نے دوسرے کو خوب استعمال کیا ہے اور اب ہم اس وقت پر آ پہنچے ہیں جو تو نے ہمارے لیے مقرر کر دیا تھا۔"

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

"اچھا اب آگ تمہارا ٹھکانہ ہے۔ اس میں تم ہمیشہ رہو گے۔"

اس سے بچیں گے وہی جنہیں اللہ بچانا چاہے گا۔

بے شک تمہارا رب دانا اور علیم ہے۔

دیکھو اس طرح ہم (آخرت میں) ظالموں کو ایک دوسرے کا ساتھی بنائیں گے اس کمائی کی وجہ سے جو وہ (دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر) کرتے تھے (اس موقع پر اللہ ان سے یہ بھی پوچھے گا کہ) "اے گروہ جن و انس کیا تمہارے پاس خود تم ہی میں سے وہ پیغمبر نہیں آئے تھے۔ جو تم کو میری آیات سناتے

Marfat.com

اور اس دن کے انجام سے ڈراتے تھے۔"

وہ کہیں گے۔

"ہاں۔ ہم اپنے خلاف خود گواہی دیتے ہیں[۴]

آج دنیا کی زندگی نے ان لوگوں کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔

مگر اس وقت وہ خود اپنے خلاف گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے[۵]۔"

(الانعام۔ ۱۲۸)

تشریحات بحوالہ تفہیم القرآن جلد اول صفحہ ۵۸۱۔

۱ جنوں سے یہاں مراد شیاطین ہیں۔

۲ یعنی ہم میں سے ہر ایک نے دوسرے سے ناجائز فائدے اٹھائے ہیں ایک دوسرے کو فریب میں مبتلا کر کے اپنی خواہشات پوری کرتا ہے۔

۳ یعنی جس طرح دنیا میں گناہ سمیٹنے اور برائیاں کرتے ہیں ایک دوسرے کے شریک تھے اسی طرح آخرت کی سزا پانے میں بھی وہ ایک دوسرے کے شریک حال ہوں گے۔

۴ یعنی ہم اقرار کرتے ہیں کہ آپ کی طرف سے رسول پر رسول آتے اور ہمیں حقیقت سے خبردار کرتے رہے۔ مگر یہ ہمارا اپنا قصور تھا کہ ہم نے ان کی بات نہ مانی

۵ یعنی بے خبر اور ناواقف نہ تھے۔ بلکہ کافر تھے (نہ ماننے والے تھے) وہ خود تسلیم کریں گے کہ حق ہم تک پہنچا تھا۔ مگر ہم نے خود اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

۱۱- پہچان ——— اہلِ جنت

اور

اہلِ دوزخ کی

یقین جانو- جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا ہے۔
اور ان کے مقابلہ میں سرکشی کی ہے۔
ان کے لیے آسمان کے دروازے ہرگز نہ کھولے جائیں گے۔
ان کا جنت میں جانا اتنا ہی ناممکن ہے جتنا سوئی کے ناکے سے
اونٹ کا گزرنا۔
مجرموں کو ہمارے ہاں ایسا ہی بدلہ ملا کرتا ہے۔
ان کے لیے جہنم کا بچھونا ہوگا اور جہنم ہی کا اوڑھنا
یہ ہے وہ جزا جو ہم ظالموں کو دیا کرتے ہیں۔
بخلاف اس کے جن لوگوں نے ہماری آیات کو مان لیا ہے اور
اچھے کام کیے ہیں اور اس باب میں ہم ہر ایک کو اس کی استطاعت[1]
ہی کے مطابق ذمہ دار ٹھہراتے ہیں وہ اہلِ جنت ہیں۔
جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔
ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف جو کدورت ہو گی
ہم نکال دیں گے۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ کہیں
گے کہ:

---

[1] طاقت

Marfat.com

"تعریف خدا ہی کے لیے ہے"
جس نے ہمیں یہ راستہ دکھایا۔
ہم خود راہ نہ پا سکتے تھے۔ اگر خدا ہماری رہنمائی نہ کرتا۔
ہمارے رب کے بھیجے ہوئے رسول واقعی حق ہی لے کر آئے
تھے" اس وقت ندا آئے گی کہ:
"یہ جنت جس کے تم وارث بنائے گئے ہو۔ تمہیں ان اعمال
کے بدلے میں ملی ہے جو تم کر رہے تھے"
(الاعراف ۴۰ - ۴۳)

۱۲۔ مشرک اور خدا کے شریک:

جس روز ہم ان سب کو ایک ساتھ (اپنی عدالت میں) اکٹھا کریں گے۔
پھر ان لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا ہے۔ کہیں گے کہ ٹھہر جاؤ
تم بھی اور تمہارے بنائے شریک بھی۔
پھر ہم ان کے درمیان سے اجنبیت کا پردہ ہٹا دیں گے اور
ان کے شریک کہیں گے، کہ
"تم ہماری عبادت تو نہیں کرتے تھے۔ ہمارے اور تمہارے
درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے۔ (کہ تم اگر ہماری عبادت
کرتے بھی تھے تو) ہم تمہاری اس عبادت سے بالکل بے خبر
تھے"۔ اس وقت ہر شخص اپنے کیے کا مزہ چکھ لے گا۔
سب اپنے حقیقی مالک کی طرف پھیر دیے جائیں گے۔ اور وہ سارے
جھوٹ جو انہوں نے گھڑ رکھے تھے گم ہو جائیں گے" (یونس ۲۸-۳۰)

Marfat.com

۱۳۔ مہلت کی درخواست:

اور یہ ظالم لوگ جو کچھ کر رہے ہیں اللہ کو تم اس سے غافل نہ سمجھو۔ اللہ تو انہیں ٹال رہا ہے اس دن کے لیے جب حال یہ ہوگا کہ آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ سر اٹھائے بھاگے جا رہے ہیں۔ نظریں اوپر جمی ہوئی ہیں اور دل اڑے جاتے ہیں۔

اے محمدؐ۔ اس دن سے تم انہیں ڈراؤ۔ جبکہ عذاب انہیں آ لے گا۔ اس وقت یہ ظالم کہیں گے کہ:

"اے ہمارے رب ہمیں تھوڑی سی مہلت اور دے دے۔
ہم تیری دعوت کو لبیک کہیں گے اور رسولوں کی پیروی کریں گے
(مگر انہیں صاف جواب دے دیا جائے گا) کہ
"کیا تم وہی لوگ نہیں ہو جو اس سے پہلے قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے
کہ ہم پر تو کبھی زوال آنا ہی نہیں ہے۔
حالانکہ تم ان قوموں کی بستیوں میں رہ بس چکے ہو۔
جنہوں نے اپنے اوپر آپ ظلم کیا تھا۔ اور دیکھ چکے تھے
کہ ہم نے ان سے کیا سلوک کیا اور ان کی مثالیں دے دے
کر ہم تمہیں سمجھا بھی چکے تھے۔"
انہوں نے اپنی ساری ہی چالیں چل دیکھیں۔
مگر ان کی ہر چال کا توڑ اللہ کے پاس تھا۔
اگرچہ ان کی چالیں ایسی غضب کی تھیں کہ پہاڑ ان سے ٹل جائیں۔

(ابراہیم ۴۲ - ۴۶)

Marfat.com

۱۴: جب زمین اور آسمان بدل دیئے جائیں گے:

(اے نبیؐ) ڈراؤ انہیں اس دن سے جبکہ زمین اور آسمان[1] بدل کر کچھ سے کچھ کر دیئے جائیں گے۔ اور سب کے سب اللہ واحد قہار کے سامنے بے نقاب حاضر ہو جائیں گے۔

اس روز تم مجرموں کو دیکھو گے کہ زنجیروں میں ہاتھ پاؤں جکڑے ہوں گے۔ تار کول کے لباس پہنے ہوں گے۔ اور آگ کے شعلے ان کے چہروں پر چھائے جا رہے ہوں گے۔ یہ اس لیے ہو گا کہ اللہ ہر متنفس کو اس کے کیے کا بدلہ دے۔ اللہ کو حساب لیتے کچھ دیر نہیں لگتی۔

(ابراہیم ۴۸-۵۱)

[1] تشریح (بحوالہ تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ ۴۹۳)

اس آیت سے اور قرآن کے دوسرے اشارات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت میں زمین و آسمان بالکل نیست و نابود نہیں ہوں گے بلکہ صرف موجودہ نظام طبیعی کو درہم برہم کر ڈالا جائے گا۔ اس کے بعد نفخ صور اول اور نفخ صور دوم کے درمیان ایک خاص مدت میں جسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے زمین و آسمان کی موجودہ ہیئت[1] بدل دی جائے گی۔ اور ایک دوسرا نظام طبیعت دوسرے قوانین فطرت کے ساتھ بنا دیا جائے گا۔ وہی عالم آخرت ہو گا۔ پھر نفخ صور آخر کے ساتھ ہی تمام وہ انسان جو تخلیق[2] آدم سے لے کر قیامت تک پیدا ہوئے تھے از سر نو زندہ کیے جائیں گے اور

---

[1] شکل و صورت   [2] پیدائش۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے اس کا نام قرآن کی زبان میں حشر ہے۔ جس کے لغوی معنی سمٹنے اور اکٹھا کرنے کے ہیں۔ قرآن کے اشارات اور حدیث کی تصریحات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حشر اس زمین پر بپا ہوگا۔ یہیں عدالت قائم ہوگی۔ یہیں میزان نکالی جائے گی اور قضیہ زمین برسرِ زمین ہی چکایا جائے گا۔ نیز یہ بھی قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ ہماری وہ دوسری زندگی جس میں یہ معاملات پیش آئیں گے محض روحانی نہیں ہوگی بلکہ ٹھیک اس طرح جسم و روح کے ساتھ ہم زندہ کیے جائیں گے۔ جس طرح آج زندہ ہیں۔ اور ہر شخص ٹھیک اسی شخصیت کے ساتھ وہاں موجود ہوگا جسے لیے ہوئے دنیا سے رخصت ہوا تھا۔

۱۵۔ جب گواہ حاضر کئے جائیں گے۔

(انہیں کچھ ہوش بھی ہے کہ اس روز کیا بنے گی) جبکہ ہم ہر امت میں ایک گواہ کھڑا کریں گے پھر کافروں کو نہ حجتیں کرنے کا موقع دیا جائے گا نہ ان سے توبہ و استغفار ہی کا مطالبہ کیا جائے گا۔ ظالم لوگ جب ایک دفعہ عذاب دیکھ لیں گے تو اس کے بعد نہ ان کے عذاب میں کوئی تخفیف کی جائے گی اور نہ انہیں ایک لمحہ بھر کی مہلت دی جائے گی اور جب وہ لوگ جنہوں نے دنیا میں شرک کیا تھا اپنے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے۔

"اے پروردگار یہی ہیں ہمارے وہ شریک جنہیں ہم تجھے چھوڑ کر

لہ نکی۔

پکارا کرتے تھے۔"
اس پر ان کے وہ معبود انہیں صاف جواب دیں گے کہ:
"تم جھوٹے ہو۔"
اس وقت یہ سب اللہ کے آگے جھک جائیں گے اور ان کی ساری افترا پردازیاں[1] رفوچکر ہو جائیں گی۔ جو یہ دنیا میں کرتے رہے تھے۔ جن لوگوں نے خود کفر کی راہ اختیار کی اور دوسروں کو اللہ کی راہ سے روکا انہیں ہم عذاب پر عذاب دیں گے اس فساد کے بدلے میں جو وہ دنیا میں برپا کرتے ہیں۔"
(اے محمدؐ انہیں اس دن سے خبردار کر دو) جب کہ ہم ہر اُمت میں سے خود انہی کے اندر سے ایک گواہ کھڑا کر دیں گے۔ جو اس کے مقابلہ میں شہادت دے گا اور ان لوگوں کے مقابلے میں شہادت دینے کے لیے ہم تمہیں لائیں گے۔ اور (یہ اسی شہادت کی تیاری ہے کہ) ہم نے یہ کتاب تم پر نازل کر دی ہے جو ہر چیز کی صاف صاف وضاحت کرنے والی ہے۔ اور ہدایت و رحمت اور بشارت ہے۔ ان لوگوں کے لیے جنہوں نے سر تسلیم خم کر دیا۔"

(النحل ۸۲ - ۸۹)

تشریحات بحوالہ تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ ۵۶۲۔
[1] ۔ یعنی امت کا نبی یا کوئی ایسا شخص جس نے نبی کے گزر جانے کے بعد اس امت کو توحید خالص اور خالص خدا پرستی کی دعوت دی ہو۔ مشرک اور مشرکانہ

---

[1] جھوٹ

Marfat.com

اوہام و رسوم پر متنبہ کیا ہو۔ اور روز قیامت کی جواب دہی سے خبردار کر دیا ہو۔ وہ اس امر کی شہادت دے گا کہ میں نے پیغام حق ان لوگوں کو پہنچا دیا تھا۔ اس لیے جو کچھ انہوں نے کیا وہ ناواقفیت کی بنا پر نہیں بلکہ جانتے بوجھتے کیا۔

ف۲ اس وقت ان سے یہ نہیں کہا جائے گا کہ اب اپنے رب سے اپنے قصوروں کی معافی مانگ لو کیونکہ وہ فیصلے کا وقت ہو گا۔ معافی طلب کرنے کا وقت گزر چکا ہو گا۔

ف۳ یعنی وہ سب غلط ثابت ہوں گی۔ جن جن سہاروں پر وہ دنیا میں بھروسہ کیے ہوئے تھے وہ سارے کے سارے گم ہو جائیں گے۔ کسی فریادرس کو وہاں فریادرسی کے لیے موجود نہ پائیں گے۔

۱۶۔ انسانی گروہ اور ان کے پیشواؤں کی طلبی

پھر خیال کرو اس دن کا جب کہ ہم ہر انسانی گروہ کو اس کے پیشوا کے ساتھ بلائیں گے۔ اس وقت جن لوگوں کو ان کا نامہ اعمال ان کے سیدھے ہاتھ میں دیا گیا۔ وہ اپنا کارنامہ پڑھیں گے اور ان پر ذرہ برابر ظلم نہ ہو گا اور جو اس دنیا میں اندھا بن کر رہا۔ وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا بلکہ راستہ پانے میں اندھے سے بھی زیادہ ناکام۔ (بنی اسرائیل ۷)

۱۷۔ کتاب زندگی کے اندراجات سے خوف:

اور سب کے سب تمہارے رب کے حضور صف در صف پیش کیے جائیں گے لو دیکھو۔ آ گئے نا۔ تم ہمارے پاس اس طرح جیسا کہ ہم

Marfat.com

نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا۔ تم نے تو یہ سمجھا تھا کہ ہم نے تمہارے لیے کوئی وعدے کا وقت مقرر ہی نہیں کیا ہے اور نامۂ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا۔

اس وقت تم دیکھو گے کہ مجرم لوگ اپنی کتاب زندگی کے اندراجات سے ڈر رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے۔ کہ ہائے ہماری کم بختی یہ کیسی کتاب ہے کہ ہماری کوئی چھوٹی بڑی حرکت ایسی نہیں رہی جو اس میں درج نہ ہو گئی ہو۔ جو کچھ انہوں نے کیا تھا۔ وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے۔ اور تیرا رب کسی پر ذرا ظلم نہ کرے گا۔"

(الکہف ۴۸۔ ۴۹)

۱۸ گمراہ عابد اور جھوٹے معبود:

پھر کیا کریں گے یہ لوگ اس روز جب کہ ان کا رب ان سے کہے گا کہ "پکارو اب ان ہستیوں کو جنہیں تم میرا شریک[لہ] سمجھ بیٹھے تھے یہ پکاریں گے مگر وہ ان کی مدد کو نہ آئیں گے اور ہم ان کے درمیان ایک ہی ہلاکت کا گڑھا مشترک کر دیں گے۔

سارے مجرم اس روز آگ دیکھیں گے اور سمجھ لیں گے کہ اب انہیں اس میں گرنا ہے اور وہ اس سے بچنے کے لیے کوئی جائے پناہ نہ پائیں گے۔ (الکہف ۵۲)

[لہ] تشریح بحوالہ تفہیم القرآن:

یہاں پھر وہی مضمون بیان کیا گیا ہے جو اس سے پہلے بھی کئی جگہ قرآن میں

Marfat.com

گزر چکا ہے۔ کہ اللہ کے احکام اور اس کی ہدایات کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے احکام اور رہنمائی کا اتباع کرنا دراصل اس کو خدائی میں اللہ کا شریک ٹھہرانا ہے۔ خواہ آدمی اس دوسرے کو زبان سے خدا کا شریک قرار دیتا ہو یا نہ قرار دیتا ہو۔ بلکہ اگر آدمی ان دوسری ہستیوں پر لعنت بھیجتے ہوئے بھی ارشادِ الٰہی کے مقابلہ میں ان کے افکار[1] کا اتباع[2] کر رہا ہو۔ تب بھی وہ شرک کا مجرم ہے۔ چنانچہ یہاں شیاطین کے معاملہ میں آپ علانیہ دیکھ رہے ہیں کہ دنیا میں ہر ایک ان پر لعنت کرتا ہے۔ مگر اس لعنت کے باوجود جو لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں قرآن ان سب کو یہ الزام دے رہا ہے کہ تم شیاطین کو خدا کا شریک بنائے ہوئے ہو۔ یہ شرک اعتقادی نہیں بلکہ شرک عملی ہے اور قرآن اس کو بھی شرک ہی کہتا ہے۔

۱۹۔ ہر شخص جہنم پر وارد ہوگا:

تیرے رب کی قسم ہم ضرور ان سب کو اور ان کے ساتھ شیاطین کو بھی گھیر لائیں گے۔
پھر جہنم کے گرد لاکر انہیں گھٹنوں کے بل گرا دیں گے۔
پھر ہر گروہ میں سے ہر اس شخص کو چھانٹ لیں گے۔
جو رحمان کے مقابلے میں زیادہ سرکش بنا ہوا تھا۔
پھر یہ ہم جانتے ہیں کہ ان میں سے کون سب سے بڑھ کر جہنم میں جھونکے جانے کا مستحق ہے۔
تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو جہنم پر وارد نہ ہو۔

---

[1] خیالات [2] پیروی

یہ تو ایک طے شدہ بات ہے جسے پورا کرنا تیرے رب کا ذمہ ہے
پھر ہم ان لوگوں کو بچالیں گے جو (دنیا میں) متقی تھے۔
اور ظالموں کو اس میں گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔

(مریم ۶۸-۷۲)

۲۰۔ رحمٰن کے مہمان :

وہ دن آنے والا ہے جب متقی لوگوں کو ہم مہمانوں کی طرح رحمان کے حضور پیش کریں گے اور مجرموں کو پیاسے جانوروں کی طرح جہنم کی طرف ہانک لے جائیں گے۔ اس وقت لوگ کوئی سفارش لانے پر قادر نہ ہوں گے۔ بجز اس کے جس نے رحمان کے حضور سے پروانہ حاصل کر لیا ہو۔"

(مریم ۸۵)

تشریح بحوالہ تفہیم القرآن جلد سوم صفحہ ۸۰-۸۱ :

یعنی سفارش اس کے حق میں ہوگی جس نے پروانہ حاصل کیا ہو اور وہی سفارش کرے گا جسے پروانہ ملا ہو۔ آیت کے الفاظ ایسے ہیں جو دونوں پہلوؤں پر یکساں روشنی ڈالتے ہیں۔ یہ بات کہ سفارش صرف اس کے حق میں ہو سکے گی جس نے رحمان سے پروانہ حاصل کر لیا ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے دنیا میں ایمان لا کر اور خدا سے کچھ تعلق جوڑ کر اپنے آپ کو خدا کے عفو و درگذر کا مستحق بنا لیا ہو۔ اور یہ بات کہ سفارش وہی کر سکے گا جس کو پروانہ ملا ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں نے جن جن کو اپنا شفیع اور سفارشی سمجھ لیا ہے وہ سفارش کرنے کے مجاز نہ ہوں گے۔ بلکہ خود خدا جس کو اجازت دے گا وہی شفاعت کے لیے زبان کھول سکے گا۔

Marfat.com

۱۲۔ رحمٰن کے دربار میں سفارش کا معاملہ؛

اس دن جبکہ صور[۱] پھونکا جائے گا۔

اور ہم مجرموں کو اس حال میں گھیر لائیں گے۔

کہ ان کی آنکھیں (دہشت کے مارے) پتھرائی ہوئی ہوں گی۔

آپس میں چپکے چپکے کہیں گے۔

کہ دنیا میں مشکل ہی سے تم نے کوئی دس دن گزارے[۲] ہوں گے۔

ہمیں خوب معلوم ہے کہ وہ کیا باتیں کر رہے ہوں گے۔

(ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ) اس وقت ان میں سے جو زیادہ سے زیادہ محتاط اندازہ لگانے والا ہوگا وہ کہے گا کہ نہیں۔ تمہاری دنیا کی زندگی بس ایک دن کی زندگی تھی۔

یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ؛

آخر اس دن یہ پہاڑ کہاں چلے جائیں گے۔

کہو۔ کہ میرا رب ان کو دھول بنا کر اڑا دے گا۔

اور زمین کو ایسا چٹیل میدان بنا دے گا۔

کہ اس میں تم کوئی بل اور سلوٹ نہ دیکھو گے۔

اس روز سب لوگ منادی کی پکار پر سیدھے چلے آئیں گے۔

کوئی اکڑ نہ دکھا سکے گا۔

اور آوازیں رحمان کے آگے دب جائیں گی۔

ایک سرسراہٹ کے سوا تم کچھ نہ سنو گے۔

اس روز شفاعت کارگر نہ ہوگی۔

Marfat.com

اِلّا یہ کہ کسی کو رحمان اس کی اجازت دے۔
اور اس کی بات سننا پسند کرے
وہ لوگوں کا اگلا پچھلا سب حال جانتا ہے۔
اور دوسروں کو اس کا پورا علم نہیں ہے۔
لوگوں کے سر اس حیّ و قیوم کے آگے جھک جائیں گے۔
نامراد ہوگا وہ جو اس وقت ظلم کا بارِ گناہ اٹھائے ہوئے ہو۔
(طٰہٰ ۱۰۲-۱۱۱)

تشریح بحوالہ تفہیم القرآن جلد سوم صفحہ ۱۲۳-۱۲۴)

ل صور یعنی نرسنگا۔ قرنا یا بوق آج کل اس چیز کا قائم مقام ہے جو فوج کو جمع یا منتشر کرنے اور ہدایت دینے کے لیے بجایا جاتا ہے۔

ل قرآن مجید کے دوسرے مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے روز لوگ اپنی دنیوی زندگی کے متعلق بھی اندازہ لگائیں گے کہ وہ بہت تھوڑی تھی اور موت سے لے کر قیامت تک جو وقت گزرا ہے۔ اس کے متعلق بھی ان کے اندازے کچھ ایسے ہی ہوں گے۔

شفاعت یا سفارش کا قرآنی مفہوم :

بحوالہ تفہیم القرآن جلد سوم صفحہ ۱۲۶-۱۲۷

حقیقت بھی یہی ہے کہ قیامت کے روز کسی کو دم تک مارنے کی جرأت نہ ہوگی۔ کجا کہ کوئی سفارش کے لیے بطورِ خود زبان کھول سکے۔ سفارش وہی کر سکے گا جسے اللہ تعالیٰ بولنے کی اجازت دے اور اسی کے حق میں کر سکے گا۔ جس کے لیے بارگاہِ الٰہی سے سفارش کرنے کی اجازت مل جائے یہ دونوں

Marfat.com

باتیں قرآن مجید میں متعدد مقامات پر کھول کر بتائی گئی ہیں۔ ایک طرف فرمایا:

"کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے حضور سفارش کر سکے؟"

"اور وہ دن جبکہ روح اور ملائکہ صف باندھے کھڑے ہوں گے ذرا بات نہ کریں گے صرف وہی بول سکے گا۔ جسے رحمان اجازت اور جو ٹھیک بات کہے۔" (النباء۔ رکوع ۲)

دوسری طرف ارشاد ہوا:

"اور وہ کسی کی سفارش نہیں کرتے بجز اس شخص کے جس کے حق میں سفارش سننے پر (رحمان) راضی ہو۔ اور وہ اس کے خوف سے ڈرے رہتے ہیں۔" (الانبیاء رکوع ۲)

"اور کتنے ہی فرشتے ہیں آسمانوں میں جن کی سفارش کچھ بھی مفید نہیں ہو سکتی بجز اس کے کہ اللہ سے اجازت لینے کے بعد کی جائے اور ایسے شخص کے حق میں کی جائے جس کے لیے وہ سفارش سننا چاہے اور پسند کرے۔

(النجم رکوع ۲)

سفارش پر پابندی کی وجہ:

سورہ طٰہٰ آیت نمبر ۱۱۰ میں سفارش پر پابندی کی مندرجہ ذیل وجہ بتائی گئی ہے۔

وہ لوگوں کا اگلا پچھلا سب حال جانتا ہے اور دوسروں کو اس کا پورا علم نہیں ہے۔ یہاں یہ وجہ بتائی گئی ہے کہ شفاعت پر

Marfat.com

یہ پابندی کیوں ہے۔ فرشتے ہوں یا انبیاء و اولیاء کسی کو بھی یہ معلوم نہیں اور نہ ہو سکتا ہے کہ کس کا ریکارڈ کیسا ہے۔ کون دنیا میں کیا کرتا رہا ہے۔ اور اللہ کی عدالت میں کس سیرت و کردار اور کیسی کیسی ذمہ داریوں کے بار لے کر آیا ہے۔ اس کے برعکس اللہ کو ہر ایک کے پچھلے کارناموں اور کرتوتوں کا علم ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اب اس کا موقف کیا ہے۔ نیک ہے تو کیسا نیک ہے اور مجرم ہے تو کس درجے کا مجرم ہے۔ معافی کے قابل ہے یا نہیں۔ پوری سزا کا مستحق ہے یا تخفیف اور رعایت بھی اس کے ساتھ کی جا سکتی ہے۔ ایسی حالت میں یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ ملائکہ اور انبیاء اور صلحاء کو سفارش کی کھلی چھٹی دی جائے اور ہر ایک جس کے حق میں جو سفارش چاہے کر دے۔ ایک معمولی افسر اپنے ذرا سے محکمے میں اگر ہر دوست اور عزیز کی سفارشیں سننے لگے تو چار دن میں سارے محکمہ کا ستیاناس کر کے رکھ دے گا۔ پھر بھلا زمین و آسمان کے فرمانروا سے یہ کیسے توقع کی جا سکتی ہے کہ اس کے ہاں سفارشوں کا بازار گرم ہوگا اور ہر بزرگ جا جا کر جس کو چاہیں گے بخشوا لائیں گے درآنحالیکہ ان میں سے کسی بزرگ کو بھی یہ معلوم نہیں ہے کہ جن لوگوں کی سفارش وہ کر رہے ہیں ان کے نامۂ اعمال کیسے ہیں۔ دنیا میں جو افسر کچھ بھی احساس ذمہ داری رکھتا ہے اس کی روش یہ ہوتی ہے۔ کہ اگر اس کا کوئی دوست اس کے کسی قصور وار ماتحت کی سفارش لے کر جاتا ہے تو وہ اس سے کہتا ہے کہ آپ کو خبر نہیں ہے کہ یہ شخص کتنا کام چور، نافرض شناس، رشوت خور اور خلقِ خدا کو تنگ کرنے والا ہے۔ میں اس کی کرتوتوں سے واقف ہوں۔ اس لیے آپ براہ کرم اس کی سفارش نہ کریں۔ اس چھوٹی سی مثال پر قیاس کر کے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ اس آیت میں شفاعت کے متعلق جو قاعدہ بیان

Marfat.com

کیا گیا ہے۔ وہ کس قدر صحیح، معقول اور مبنی بر انصاف ہے خدا کے ہاں شفاعت کا دروازہ بند نہ ہوگا۔ نیک بندے جو دنیا میں خلق خدا کے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ کرنے کے عادی تھے انہیں آخرت میں ہمدردی کا حق ادا کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ لیکن وہ سفارش کرنے سے پہلے اجازت طلب کریں گے۔ اور جس کے حق میں اللہ تعالیٰ انہیں بولنے کی اجازت دے گا صرف اسی کے حق میں وہ سفارش کر سکیں گے۔ پھر سفارش کے لیے بھی شرط یہ ہوگی کہ وہ مناسب اور مبنی برحق ہو گا۔ وَقَالَ صَوَابًا (اور بات ٹھیک کہے) کا ارشاد ربانی صاف بتا رہا ہے کہ بونگی سفارشیں کرنے کی وہاں اجازت نہ ہوگی کہ ایک شخص دنیا میں سینکڑوں ہزاروں بندگان خدا کے حقوق مار آیا ہو اور کوئی بزرگ اٹھ کر سفارش کر دیں کہ حضور اسے انعام سے سرفراز فرمائیں۔ صفحہ (۲۲۷)

وہاں فیصلہ انسان کے اوصاف (MERITS) کی بنیاد پر ہوگا۔ جو شخص کسی ظلم کا بار گناہ اٹھائے ہوئے آئے گا۔ خواہ اس نے ظلم اپنے خدا کے حق پر کیا ہو یا خلق خدا کے حقوق پر یا خود اپنے نفس پر۔ بہر حال یہ چیز اسے کامیابی کا منہ نہ دیکھنے دے گی۔

۲۲۔ قیامت میں اندھا کون اٹھے گا:

اور جو میرے ذکر (درس نصیحت) سے منہ موڑے گا۔
اس کے لیے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم
اسے اندھا اٹھائیں گے۔
وہ کہے گا:

"پروردگار دنیا میں تو میں آنکھوں والا تھا۔ یہاں مجھے اندھا کیوں اُٹھایا۔"

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

"ہاں جس طرح ہماری آیات کو جبکہ وہ تیرے پاس آئی تھیں تو نے اسے بھلا دیا تھا۔ اسی طرح آج تو بھلایا جا رہا ہے۔"

تشریحات بحوالہ تفہیم القرآن جلد سوم۔

لے یعنی چین نصیب نہ ہوگا خواہ کروڑ پتی کیوں نہ ہو۔

ٹے قیامت کے روز نئی زندگی کے آغاز سے لے کر جہنم میں داخل ہونے تک جو مختلف کیفیات مجرمین پر گزریں گی ان کو قرآن مجید میں مختلف مواقع پر جدا جدا بیان کیا گیا ہے ایک کیفیت یہ ہے۔

"تو اس چیز سے غفلت میں پڑا ہوا تھا۔ اب ہم نے تیرے آگے سے پردہ ہٹا دیا ہے۔"

آج تو تیری نگاہ بڑی تیز ہے (یعنی تجھے خوب نظر آ رہا ہے)۔

(ق۔ رکوع ۲)

دوسری کیفیت یہ ہے:

"اور وہ تو انہیں ٹال رہا ہے اس دن کے لیے جب حال یہ ہے کہ آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی ہیں۔ سر اٹھائے بھاگے چلے جا رہے ہیں۔ نظریں اوپر جمی ہوئی ہیں اور دل ہیں کہ اڑے جا رہے ہیں۔" (ابراہیم رکوع ۷)

تیسری کیفیت یہ ہے:

"اور قیامت کے روز ہم اس کے لیے ایک نوشتہ نکالیں گے

Marfat.com

جیسے وہ کھلی کتاب پائے گا۔

پڑھ اپنا نامۂ اعمال۔ آج اپنا حساب لگانے کے لیے تو خود ہی کافی ہے۔ (بنی اسرائیل۔ رکوع ۲)

اور انہی کیفیات میں سے ایک یہ بھی ہے جو آیت زیرِ بحث میں بیان ہوئی ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ خدا کی قدرت سے یہ لوگ آخرت کے ہولناک مناظر اور اپنی شامت اعمال کے نتائج کو تو خوب دیکھیں گے۔ لیکن ان کی بینائی یہی کچھ دیکھنے کے لیے ہو گی باقی دوسری حیثیتوں سے ان کا حال اس اندھے جیسا ہو گا جسے اپنا راستہ نظر نہ آتا ہو جو نہ لاٹھی رکھتا ہو کہ ٹٹول کر چل سکے۔ نہ کوئی اس کا ہاتھ پکڑ کر چلانے والا ہو۔ قدم قدم پر ٹھوکریں کھا رہا ہو۔ اور اس کو کچھ نہ سوجھتا ہو۔ کہ کدھر جائے اور اپنی ضروریات کہاں سے پوری کرے اسی کیفیت کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ:

"جس طرح تو نے ہماری آیات کو بھلا دیا تھا۔ اسی طرح آج تو بھلایا جا رہا ہے۔"

یعنی آج کوئی پرواہ نہ کی جائے گی کہ تو کہاں کہاں ٹھوکریں کھا کر گرتا ہے اور کیسی محرومیاں برداشت کر رہا ہے۔ کوئی تیرا ہاتھ نہ پکڑے گا۔ کوئی تیری حاجتیں پوری نہ کرے گا۔ اور تیری کچھ بھی خبر گیری نہ کی جائے گی۔

جب میزان لائی جائے گی:

قیامت کے روز ہم ٹھیک ٹھیک تولنے والے ترازو کو رکھ دیں گے۔

پھر کسی شخص پر ذرہ برابر ظلم نہ ہو گا۔"

Marfat.com

جس کا رائی کے دانے کے برابر بھی کچھ کیا دھرا ہو گا۔ وہ ہم سامنے
لے آئیں گے اور حساب لگانے کے لیے ہم کافی ہیں۔"
(الانبیاء ۴۷)

تشریحات:

ہمارے لیے یہ سمجھنا مشکل ہے کہ اس ترازو کی نوعیت کیا ہو گی۔ بہرحال کوئی ایسی چیز ہو گی جو مادی چیزوں کو تولنے کی بجائے انسان کے اخلاقی اوصاف و اعمال اور اس کی نیکی اور بدی کو تولے گی اور ٹھیک وزن کر کے بتا دے گی کہ اخلاقی حیثیت سے کس شخص کا کیا پایہ ہے۔

میزان کیا ہے؟

بحوالہ معارف القرآن مولانا محمد ادریس رحمتہ اللہ علیہ جلد سوم صفحہ ۸
احادیث صحیحہ اور متواترہ سے یہ ثابت ہے کہ قیامت کے دن ایک میزان لا کر رکھی جائے گی جس میں کفتین (دو پلے) اور ایک لسان (زبان) ہو گی۔ اس میزان کے دونوں پلوں کی نوعیت اور کیفیت کیا ہو گی اور اس سے اعمال کا وزن معلوم کرنے کا طریقہ کیا ہو گا۔ سو یہ چیزیں ہماری حیطۂ عقلی اور دائرہ ادراک سے باہر ہیں اور نہ ہم اس کے جاننے کے مکلف ہیں لیکن اس میزان کو (عام دنیاوی) حسی اور عرفی ترازو سمجھ لینا صحیح نہیں ہے۔

شامت زدہ کون ہے؟

اور وہ دن ہو گا جب کہ (تمہارا رب) ان لوگوں کو بھی گھیر لائے گا اور ان کے معبودوں کو بھی بلائے گا۔ جنہیں آج یہ اللہ کو چھوڑ

Marfat.com

کو پوج رہے ہیں۔ پھر وہ ان سے پوچھے گا:

"کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا؟ یا وہ خود ہی راہ راست سے بھٹک گئے تھے؟

وہ عرض کریں گے:

"پاک ہے آپ کی ذات ہماری تو یہ بھی مجال نہ تھی کہ آپ کے سوا کسی کو اپنا مولیٰ بنائیں مگر آپ نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو خوب سامان زندگی دیا حتیٰ کہ یہ سبق بھول گئے اور شامت زدہ ہو کر رہے۔

یوں جھٹلائیں گے وہ (تمہارے معبود) تمہاری ان باتوں کو جو آج تم کہہ رہے ہو۔ پھر تم نہ اپنی شامت کو ٹال سکو گے نہ کہیں سے مدد پا سکو گے۔

اور جو بھی تم میں سے ظلم کرنے والا ہو گا اسے ہم سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔" (الفرقان ۱۷-۱۹)

تشریحات:

بحوالہ تفہیم القرآن

ے۱۔ یہاں معبودوں سے مراد بُت نہیں ہیں بلکہ فرشتے انبیاء اولیاء شہدا اور صالحین ہیں جنہیں مختلف قوموں کے مشرکین معبود بنا بیٹھے ہیں۔

ے۲ سورۂ سبا میں ہے۔ جس روز وہ ان سب کو جمع کرے گا۔ پھر فرشتوں سے پوچھے گا۔ کیا یہ لوگ تمہاری ہی بندگی کر رہے تھے۔ وہ کہیں گے پاک ہے آپ کی ذات ہمارا تعلق تو آپ سے ہے نہ کہ ان سے یہ لوگ تو جنوں (یعنی شیاطین) کی بندگی کر رہے تھے۔ ان میں سے اکثر

کے مومن ہیں۔

(سبا رکوع ۵)

۳ے یعنی تمہارا یہ مذہب جس کو تم حق سمجھے بیٹھے ہو بالکل بے اصل ثابت ہوگا اور تمہارے وہ معبود جن پر تمہیں بھروسہ ہے کہ خدا کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں الٹے تم کو خطا کار ٹھہرا کر بری الذمہ ہو جائیں گے۔ تم نے جو کچھ بھی اپنے معبودوں کو قرار دے رکھا ہے۔ بطور خود ہی قرار دے رکھا ہے۔ ان میں سے کسی نے بھی تم سے یہ نہ کہا تھا کہ ہمیں مانو اور اس طرح ہماری نذر و نیاز کیا کرو اور ہم خدا کے ہاں تمہاری سفارش کرنے کا ذمہ لیتے ہیں۔

جب دوست دشمن ہو جائیں گے :

جو لوگ ہمارے حضور پیش ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں ؛

"کیوں نہ فرشتے ہمارے پاس بھیجے جائیں۔؟
یا پھر ہم اپنے رب کو دیکھیں"

بڑا گھمنڈ لے بیٹھے ہیں یہ اپنے نفس میں اور حد سے گزر گئے یہ اپنی سرکشی میں۔

جس روز یہ فرشتوں کو دیکھیں گے وہ مجرموں کے لیے کسی بشارت کا دن نہ ہوگا۔ چیخ اٹھیں گے کہ پناہ بخدا۔ جو کچھ بھی ان کا کیا دھرا ہے اسے لے کر ہم غبار کی طرح اڑا دیں گے۔

بس وہی لوگ جو جنت کے مستحق ہیں۔ اس دن اچھی جگہ ٹھہریں گے اور دوپہر گذارنے کو عمدہ مقام پائیں گے۔

Marfat.com

آسمان کو چیرتا ہوا ایک بادل اس روز نمودار ہوگا۔
اور فرشتوں کے پرے کے پرے اتار دیئے جائیں گے۔
اس روز حقیقی بادشاہی صرف رحمان کی ہوگی۔
اور وہ منکرین کے لیے بڑا سخت دن ہوگا۔
ظالم انسان اپنا ہاتھ چبائے گا اور کہے گا
"کاش میں نے رسول کا ساتھ دیا ہوتا
ہائے میری کم بختی میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا۔
اس کے بہکاوے میں آکر میں نے وہ نصیحت نہ مانی جو میرے پاس آئی تھی۔
شیطان انسان کے حق میں بڑا ہی بے وفا نکلا۔
اور رسول کہے گا
"اے میرے رب میری قوم کے لوگوں نے اس قرآن کو نشانہ تضحیک بنا لیا تھا۔

(الفرقان ۲۱ تا ۳۰)

تشریح:

یعنی میدان حشر میں جنت کے مستحق لوگوں کے ساتھ مجرمین سے مختلف معاملہ ہوگا۔ وہ عزت کے ساتھ بٹھائے جائیں گے اور روز حشر کی سخت دوپہر گذارنے کے لیے ان کو آرام کی جگہ دی جائے گی اس دن کی ساری سختیاں مجرموں کے لیے ہوں گی۔ نہ کہ نیکو کاروں کے لیے۔

حدیث شریف میں ہے:
قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔

Marfat.com

قیامت کا عظیم الشان اور خوفناک دن ایک مومن کے لیے بہت ہلکا کر دیا جائے گا۔ حتیٰ کہ اتنا ہلکا جتنا دنیا میں ایک فرض نماز پڑھنے کا وقت ہوتا ہے۔"

بھٹکے ہوئے لوگ اور ابلیس کا لشکر:

"(اس روز) دوزخ بھٹکے ہوئے لوگوں کے سامنے کھول دی جائے گی اور ان سے پوچھا جائے گا کہ:

" اب کہاں ہیں وہ جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے"

کیا وہ تمہاری کچھ مدد کر رہے ہیں۔؟

یا اب خود اپنا بچاؤ کر سکتے ہیں؟

پھر وہ معبود اور یہ بہکے ہوئے لوگ اور ابلیس کے لشکر سب کے سب اس میں اوپر تلے دھکیل دیئے جائیں گے۔

وہاں یہ سب آپس میں جھگڑیں گے اور یہ بہکے لوگ (اپنے معبودوں سے) کہیں گے کہ:

" خدا کی قسم ہم تو صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔

جبکہ تم کو رب العالمین کی برابری کا درجہ دے رہے تھے۔

اور وہ مجرم لوگ ہی تھے جنہوں نے ہم کو اس گمراہی میں ڈالا

اب نہ ہمارا کوئی سفارشی ہے اور نہ ہی کوئی جگری دوست۔

کاش ہمیں ایک دفعہ پھر پلٹنے کا موقع مل جائے تو ہم مومن ہوں

(الشعرآء - ۹۱)

تشریح بحوالہ تفہیم القرآن : قرآن مجید بتاتا ہے کہ آخرت میں دشمنیاں

صرف اہل ایمان ہی کی باقی رہ جائیں گی۔ رہے گمراہ لوگ تو وہ دنیا میں چاہے کیسے ہی جگری دوست رہے ہوں۔ وہاں پہنچ کر ایک دوسرے کے جانی دشمن ہوں گے۔ ایک دوسرے کو مجرم ٹھہرائیں گے اور اپنی بربادی کا ذمہ دار قرار دیکر ایک دوسرے کو زیادہ سے زیادہ سزا دلوانے کی کوشش کرے گا۔

الزخرف رکوع ۷ میں ہے:

دوست اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر متقین کی دوستیاں قائم رہیں گی۔

جھٹلانے والوں کے سوال:

ذرا تصور کرو اس دن کا جب ہم ہر اُمت میں سے ایک فوج کی فوج ان لوگوں کی گھیر لائیں گے جو ہماری آیات کو جھٹلایا کرتے تھے۔ پھر ان کو (ان کی اقسام کے لحاظ سے درجہ بدرجہ) مرتب کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب سب آجائیں گے (تو ان کا رب ان سے) پوچھے گا کہ:

تم نے میری آیات کو جھٹلا دیا حالانکہ تم نے ان کا علمی احاطہ نہ کیا تھا۔ اگر یہ نہیں تو اور تم کیا کر رہے تھے۔ اور ان کے ظلم کی وجہ سے عذاب کا وعدہ ان پر پورا ہو جائے گا۔ تب وہ کچھ بھی نہ بول سکیں گے۔" (النمل ۸۳ - ۸۹)

۲۷۔ جب سارے جھوٹ گم ہو جائیں گے:

(یاد رکھیں یہ لوگ) وہ دن جبکہ وہ انہیں پکارے گا پھر پوچھے گا:

Marfat.com

"کہاں ہیں وہ شریک جن کا تم گمان رکھتے تھے۔"

اور ہم ہر اُمت میں ایک گواہ نکال لائیں گے۔ پھر کہیں گے کہ

"لاؤ اب اپنی دلیل۔"

اس وقت انہیں معلوم ہو جائے گا کہ حق اللہ کی طرف ہے۔

اور گم ہو جائیں گے ان کے وہ سارے جھوٹ جو انہوں نے گھڑ

رکھے تھے۔" (القصص ۷۵)

تشریح بحوالہ تفہیم القرآن جلد سوم صفحہ ۷۳

اس مقام پر یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیئے کہ یہاں مجرمین سے مراد صرف وہی لوگ نہیں ہیں جنہوں نے دنیا میں قتل چوری ڈاکے اور اس طرح کے دوسرے جرائم کیے ہیں۔ بلکہ وہ سب لوگ مراد ہیں۔ جنہوں نے خدا سے بغاوت کی ہے۔ اس کے رسولوں کی تعلیم وہدایت کو قبول کرنے سے انکار کیا ہے آخرت کی جواب دہی کے منکر ہیں یا اس کے بے فکر رہے ہیں۔ اور دنیا میں خدا کے بجائے دوسروں کی یا اپنے نفس کی بندگی کرتے رہتے ہیں۔ خواہ اس بنیادی گمراہی کے ساتھ انہوں نے وہ افعال کیے ہوں یا نہ کیے ہوں جنہیں عرف عام میں جرائم کہا جاتا ہے۔ مزید برآں اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جنہوں نے خدا کو مان کر اس کے رسولوں پر ایمان لا کر آخرت کا اقرار کر کے پھر دانستہ اپنے رب کی نافرمانیاں کی ہیں۔ اور آخر وقت تک اپنی باغیانہ روش پر اڑے رہے ہیں۔ یہ لوگ جب اپنی توقعات کے بالکل خلاف عالم آخرت میں یکایک جی اٹھیں گے اور دیکھیں گے کہ یہاں تو واقعی دوسری زندگی پیش آ گئی ہے۔ جس کا انکار کر کے یا جسے نظر انداز کر کے وہ دنیا میں کام کرتے رہے تھے۔ تو ان کے حواس باختہ ہو جائیں گے اور ان پر وہ کیفیت

Marfat.com

طاری ہو جائے گی تو اس دن مجرم ہک دک رہ جائیں گے۔

اس دن کی ملاقات سے انکار کرنے والے :

کاش تم دیکھو وہ وقت جب یہ مجرم سر جھکائے اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے (اس وقت یہ کہہ رہے ہوں گے ؛

" اے ہمارے رب ہم نے خوب دیکھ لیا اور سن لیا۔ اب ہمیں واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں۔ ہمیں یقین آ گیا ہے "

جواب میں ارشاد ہو گا :

" اگر ہم چاہتے تو پہلے ہی ہر نفس کو اس کی ہدایت دے دیتے مگر میری وہ بات پوری ہو گئی جو میں نے کہی تھی۔

کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سب سے بھر دوں گا۔

پس اب چکھو مزا اپنی اس حرکت کا کہ تم نے اس دن کی ملاقات کو فراموش[1] کر دیا ہم نے بھی تمہیں فراموش کر دیا۔

" چکھو ہمیشگی کے عذاب کا مزا اپنی کرتوتوں کی پاداش میں "

(السجدہ ۱۲ ۔ ۱۴)

جب شفاعت نافع نہ ہو گی :

اور اللہ کے حضور کوئی شفاعت بھی کسی کے لیے نافع نہیں ہو سکتی بجز اس شخص کے لیے جس کے لیے اللہ نے سفارش کی اجازت دی ہو۔ حتیٰ کہ جب لوگوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو گی تو

---

[1] بھول جانا۔

Marfat.com

وہ (سفارش کرنے والوں سے) پوچھیں گے کہ تمہارے رب نے کیا
جواب دیا۔
وہ کہیں گے کہ ٹھیک جواب ملا ہے اور وہ بزرگ و برتر ہے۔"

(سبا ۲۳)

تشریح ۱:

یعنی کسی کا خود مالک ہونا۔ یا ملکیت میں شریک ہونا یا مددگار خدا ہونا تو درکنار ساری کائنات میں کوئی ایسی ہستی تک نہیں پائی جاتی جو اللہ تعالیٰ کے حضور کسی کے حق میں بطور خود سفارش کر سکے۔ تم لوگ اس غلط فہمی میں پڑے ہوئے ہو کہ کچھ خدا کے پیارے ایسے ہیں یا خدا کی خدائی میں کچھ بندے ایسے زور آور ہیں کہ وہ اڑ بیٹھیں تو خدا کو ان کی سفارش ماننی ہی پڑے گی۔ حالانکہ وہاں حال یہ ہے کہ اجازت لیے بغیر کوئی زبان کھولنے کی جرأت نہیں کر سکتا جس کو اجازت ملے گی صرف وہی کچھ عرض کر سکے گا اور جس کے حق میں سفارش کرنے کی اجازت ملے گی اس کے حق میں عرض معروض کی جا سکے گی۔

(تفہیم القرآن جلد چہارم صفحہ ۱۹۹-۲۰۰)

تشریح ۲

یہاں اس وقت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ جب قیامت کے روز کوئی سفارش کرنے والا کسی کے حق میں سفارش کی اجازت طلب کرے گا۔ اس نقشے میں یہ کیفیت ہمارے سامنے آتی ہے کہ طلب اجازت کی درخواست بھیجنے کے بعد۔ شافع[۱] اور مشفوع[۲] دونوں نہایت بے چینی کے عالم میں ڈرتے اور کانپتے ہوئے جواب کے منتظر کھڑے ہیں۔ آخر کار جب اوپر سے اجازت آجاتی ہے

---

۱ شفاعت کرنے والا ۲ جس کی شفاعت کی جائے۔

Marfat.com

اور شافع کے چہرے سے مشفوع بھانپ جاتا ہے کہ معاملہ کچھ اطمینان بخش ہے تو اس کی جان میں جان آتی ہے اور وہ آگے بڑھ کر شافع سے پوچھتا ہے "کیا جواب آیا" شافع جواب دیتا ہے کہ ٹھیک ہے اجازت مل گئی ہے۔
اس بیان سے جو بات ذہن نشین کرانا مقصود ہے وہ یہ ہے کہ نادانو۔ جس بڑے دربار کی شان یہ ہے اس کے متعلق کس خیال خام میں پڑے ہو۔ کہ وہاں کوئی اپنے زور سے تم کو بخشوا لے گا۔ یا کسی کی یہ مجال ہو گی کہ وہاں مچل کر بیٹھ جائے اور اللہ سے کہے کہ یہ تو میرے متوسل ہیں۔ انہیں بخشنا ہی پڑے گا۔ (تفہیم القرآن جلد چہارم صفحہ ۲۰۰)

عدالت میں غالب اور مغلوب ! مکالمہ :

کاش تم دیکھو ان کا حال اس وقت جب یہ ظالم اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے۔

اس وقت یہ ایک دوسرے پر الزام دھریں گے۔

جو لوگ دنیا میں دبا کر رکھے گئے تھے وہ بڑے بننے والوں سے کہیں گے کہ:

"اگر تم نہ ہوتے تو ہم مومن ہوتے"[۱]

وہ بڑے بننے والے ان دبے ہوئے لوگوں کو جواب دیں گے "کیا ہم نے تمہیں اس ہدایت سے روکا تھا جو تمہارے پاس آئی تھی؟ نہیں۔ بلکہ تم خود مجرم تھے"[۲]

وہ دبے ہوئے لوگ ان بڑے بننے والوں سے کہیں گے۔

---

[۱] وسیلہ رکھنے والے۔

Marfat.com

نہیں بلکہ شب و روز کی مکاری تھی
جب تم ہم سے کہتے تھے کہ ہم اللہ سے کفر کریں اور دوسروں کو
اس کا ہم سر ٹھہرائیں گے۔"
آخر کار جب یہ لوگ عذاب دیکھیں گے تو اپنے دلوں میں پچھتائیں
گے۔ اور ہم ان منکرین کے گلوں میں طوق ڈال دیں گے۔
کیا لوگوں کو اس کے سوا اور کوئی بدلہ دیا جا سکتا ہے۔
کہ جیسے اعمال ان کے تھے ویسی ہی جزاء وہ پائیں؟"
(سبا ۱۲)

لہ تشریح:
بحوالہ تفہیم القرآن جلد چہارم صفحہ ۲۰۴۔
یعنی عوام الناس جو آج دنیا میں اپنے لیڈروں اور سرداروں پیروں اور حاکموں کے پیچھے آنکھیں بند کر کے چلے جا رہے ہیں اور ان کے خلاف کسی ناصح کی بات پر کان دھرنے کے لیے تیار نہیں ہیں یہی عوام جب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ حقیقت کیا تھی اور یہ ان کے پیشوا انہیں کیا باور کرا رہے تھے۔ اور جب انہیں یہ پتہ چل جائے گا کہ ان رہنماؤں کی پیروی انہیں کس انجام سے دوچار کرنے والی ہے۔ تو یہ اپنے ان بزرگوں پر پھٹ پڑیں گے اور چیخ چیخ کر کہیں گے کہ کم بختو تم نے ہمیں گمراہ کیا۔ تم ہماری مصیبتوں کے ذمہ دار ہو۔ تم ہمیں نہ بہکاتے تو ہم خدا کے رسولوں کی بات مان لیتے۔
تشریح ۲:
(بحوالہ تفہیم القرآن جلد چہارم صفحہ ۲۰۵)

لہ۔ یقین دلانا۔

Marfat.com

یعنی وہ کہیں گے کہ ہمارے پاس ایسی کوئی طاقت نہ تھی جس سے ہم چند انسان تم کروڑوں انسانوں کو زبردستی اپنی پیروی پر مجبور کر دیتے۔ اگر تم ایمان لانا چاہتے ہو تو ہماری سرداریوں اور پیشوائیوں اور حکومتوں کا تختہ الٹ سکتے تھے۔ ہماری فوج تو تم ہی تھے۔ ہماری دولت اور طاقت کا سرچشمہ تو تمہارے ہی ہاتھ میں تھا۔ تم اپنی اغراض اور خواہشات کے بندے تھے۔ تم حرام و حلال سے بے نیاز ہو کر عیش دنیا کے طالب تھے۔ اور وہ تمہیں ہمارے ہی پاس نظر آتا تھا۔ اب تم کہاں یہ ڈھونگ رچانے چلے ہو کہ گویا تم بڑے معصوم لوگ تھے۔ اور ہم نے زبردستی تمہیں بگاڑ دیا تھا۔

تشریح سوم:

تم نے اپنی چالبازیوں فریب کاریوں اور جھوٹے پروپیگنڈے سے کیا طلسم[۱] باندھ رکھا تھا۔ اور رات دن خلق خدا کو پھانسنے کے لیے کیسے کیسے جتن تم کیا کرتے تھے۔ معاملہ صرف اتنا ہی تو نہیں ہے۔ کہ تم نے ہمارے سامنے دنیا پیش کی اور ہم اس پر ریجھ گئے اور واقعہ یہ بھی تو ہے کہ تم وشب و روز کی مکاریوں سے ہم کو بے وقوف بناتے تھے۔ اور تم میں ہر شکاری ہر روز ایک نیا جال بن کر طرح طرح کی تدبیروں سے اللہ کے بندوں کو اس میں پھانستا تھا

۱۱۱۔ جنوں کی پوجا کرنے والے:

اور جس دن وہ تمام انسانوں کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے پوچھے گا۔

"کیا یہ لوگ تمہاری ہی عبادت کیا کرتے تھے۔

---

[۱] جادو۔

وہ جواب دیں گے:

"پاک ہے آپ کی ذات ہمارا تعلق تو آپ ہی سے ہے۔ نہ کہ ان لوگوں سے۔

دراصل یہ ہماری نہیں بلکہ جنوں کی عبادت کرتے تھے۔

ان میں سے اکثر انہی پر ایمان لائے ہوئے تھے۔

اس وقت ہم کہیں گے کہ آج تم میں سے کوئی نہ کسی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے نہ نقصان اور ظالموں سے ہم کہہ دیں گے کہ اب چکھو اس عذاب کا مزا جسے تم جھٹلایا کرتے تھے"

(سبا ۔ ۴۰ - ۴۲)

۴۲۔ جب کوئی کسی کی مدد نہ کرے گا:

بس ایک ہی جھڑکی ہو گی اور یکایک یہ اپنی آنکھوں سے (وہ سب کچھ جس کی خبر دی جارہی ہے) دیکھ رہے ہوں گے۔ اس وقت یہ کہیں گے:

"ہائے ہماری کم بختی یہ تو یوم الجزاء ہے"

"یہ وہی فیصلے کا دن ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے" (حکم ہوگا) گھیر لاؤ سب ظالموں کو اور ان کے ساتھیوں اور ان معبودوں کو جن کی وہ خدا کو چھوڑ کر بندگی کیا کرتے تھے۔ پھر ان کو جہنم کا راستہ دکھاؤ اور ذرا انہیں ٹھہراؤ۔

ان سے کچھ پوچھنا ہے۔

کیا ہو گیا تمہیں اب کیوں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے؟

ارے آج تو یہ اپنے آپ کو (ایک دوسرے کے) حوالے کیے دے رہے ہیں" (الصّٰفّٰت ۱۹-۲۹)

۳۳- جب تمہیں اکیلے خدا کی طرف بلایا جاتا تھا تو:

جن لوگوں نے کفر کیا قیامت کے روز ان کو پکار کر کہا جائے گا
"آج تمہیں جتنا شدید غصہ اپنے اوپر آ رہا ہے
اللہ تم پر اس سے زیادہ غضبناک اس وقت ہوتا تھا۔
جب تمہیں ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا۔ اور تم کفر کرتے تھے۔
وہ کہیں گے:
" اے ہمارے رب تو نے واقعی ہمیں دو دفعہ موت اور دو دفعہ زندگی دے دی اب ہم اپنے قصوروں کا اعتراف کرتے ہیں۔
کیا اب یہاں سے نکلنے کی بھی کوئی سبیل ہے۔
(جواب ملے گا) یہ حالت جس میں تم مبتلا ہو اس وجہ سے ہے کہ جب اکیلے اللہ کی طرف بلایا جاتا تھا۔ تو تم ماننے سے انکار کر دیتے تھے۔ اور جب اس کے ساتھ دوسروں کو بھی ملایا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے۔ اب فیصلہ اللہ بزرگ و برتر کے ہاتھ ہے۔" (المومن ۱۰-۱۲)

تشریح:

بحوالہ تفہیم القرآن جلد چہارم صفحہ ۳۹۷۔

دو دفعہ موت اور دو دفعہ زندگی سے مراد وہی چیز ہے۔ جس کا ذکر سورۃ بقرہ آیت ۲۸ میں کیا گیا ہے۔ کہ تم خدا کے ساتھ کیسے کفر کرتے ہو

جبکہ تم بے جان تھے اس نے تمہیں زندگی دی پھر وہ تمہیں موت دے گا اور دوبارہ زندہ کرے گا۔ کفار ان میں سے پہلی تین حالتوں کا انکار نہیں کرتے کیونکہ وہ مشاہدہ میں آتی ہیں۔ اور اس بنا پہ نا قابل انکار ہیں۔ مگر آخری حالت کے پیش آنے کا انکار کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان کے مشاہدہ میں ابھی تک نہیں آئی اور صرف انبیاء علیہم السلام ہی نے اس کی خبر دی ہے۔ قیامت کے روز جب عملاً وہ چوتھی حالت بھی مشاہدے میں آجائے گی تو تب یہ لوگ اقرار کریں گے کہ واقعی وہی کچھ پیش آگیا جس کی ہمیں خبر دی گئی تھی۔

۴۴۔ جب کلیجے منہ کو آرہے ہوں گے:

وہ دن جبکہ سب لوگ بے پردہ ہوں گے۔
اللہ سے ان کی کوئی بات بھی چھپی ہوئی نہ ہو گی۔
(اس روز پکار کر پوچھا جائے گا) آج بادشاہی کس کی ہے؟
(سارا عالم پکار اٹھے گا) اللہ واحد قہار کی۔
(کہا جائے گا) آج ہر متنفس[1] کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا جو اس نے کی تھی۔
آج کسی پر کوئی ظلم نہ ہو گا اور اللہ حساب لینے میں بہت تیز ہے
اے نبیؐ ڈراؤ ان لوگوں کو اس دن سے جو قریب آلگا ہے۔
جب کلیجے منہ کو آرہے ہوں گے۔
اور لوگ چپ چاپ غم کے گھونٹ پیئے کھڑے ہوں گے۔
ظالموں کا نہ کوئی مشفق دوست ہو گا اور نہ کوئی شفیع[2] جس کی بات

---

[1] زندہ   [2] شفاعت کرنے والا

Marfat.com

مانی جائے۔

اللہ نگاہوں کی چوری تک سے واقف ہے۔

اور وہ راز تک جانتا ہے جو سینوں نے چھپا رکھے ہیں"

(المومن ۱۶-۱۹)

۳۵۔ جب بدن کی کھالیں گواہی دیں گی:

اور ذرا اس وقت کا خیال کرو جب اللہ کے یہ دشمن دوزخ کی طرف جانے کے لیے گھیر لائے جائیں گے۔ ان کے اگلوں کو پچھلوں کے آتے تک روک رکھا جائے گا۔ پھر جب سب وہاں پہنچ جائیں گے تو ان کے کان۔ اور ان کی آنکھیں اور ان کے جسم کی کھالیں ان پر گواہی دیں گی کہ وہ دنیا میں کیا کچھ کرتے رہے ہیں۔ وہ اپنے جسم کی کھالوں سے کہیں گے۔

"تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی"

وہ جواب دیں گی۔

"ہمیں اس خدا نے گویائی[1] دی ہے۔ جس نے ہر چیز کو گویا کر دیا ہے"

اس نے پہلی بار تم کو پیدا کیا تھا۔

اور اب اس کی طرف تم واپس لائے جا رہے ہو۔

تم دنیا میں جرائم کرتے وقت چھپتے تھے۔ تو تمہیں یہ خیال تک نہ تھا کہ کبھی تمہارے اپنے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے جسم

---

[1] بولنے کی قوت

Marfat.com

کی کھالیں تم پر گواہی دیں گی۔
بلکہ تم نے تو یہ سمجھا تھا کہ تمہارے بہت سے اعمال کی اللہ کو بھی خبر نہیں ہے۔
تمہارا یہی گمان جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا تھا۔ تمہیں لے ڈوبا اور اسی کی بدولت تم خسارے میں پڑ گئے۔
اس حالت میں صبر کریں یا نہ کریں، آگ ہی ان کا ٹھکانہ ہو گی اور اگر رجوع کا موقع چاہیں گے تو کوئی موقع انہیں نہ دیا جائے گا ہم نے ان پر ایسے ساتھی مسلط[1] کر دیئے تھے جو انہیں آگے اور پیچھے ہر چیز کو خوشنما بنا کر دکھاتے تھے۔
آخر کار اُن پر بھی وہی فیصلۂ عذاب چسپاں ہو کر رہا جو ان سے پہلے گزرے ہوئے جنوں اور انسانوں کے گروہوں پر چسپاں ہو چکا تھا۔ یقیناً وہ خسارے میں رہ جانے والے تھے۔

(حٰمٓ السجدہ ۱۹- ۲۵)

تشریح[1]

بحوالہ تفہیم القرآن جلد چہارم صفحہ ۴۵۰

یعنی ایسا نہیں ہو گا کہ ایک ایک نسل اور ایک ایک پشت کا حساب کر کے اس کا فیصلہ یکے بعد دیگرے کیا جاتا رہے۔ بلکہ اگلی پچھلی نسلیں بیک وقت جمع کی جائیں گی اور ان سب کا اکٹھا حساب کیا جائے گا اس لیے کہ ہر شخص اپنی زندگی میں جو کچھ بھی اچھے بُرے اعمال کرتا ہے اس کے اثرات اس کی زندگی کے ساتھ ہی ختم نہیں ہو جاتے۔ بلکہ اس کے مرنے کے بعد بھی مدتہائے دراز

---

[1] غلبہ پانے والے۔

Marfat.com

تک چلتے رہتے ہیں۔ اور وہ ان اثرات کے لیے ذمہ دار ہوتا ہے اس طرح ایک نسل اپنے دور میں جو کچھ بھی کرتی ہے۔ اس کے اثرات بعد کی نسلوں میں صدیوں تک جاری رہتے ہیں اور اپنے ورثے کے لیے وہ ذمہ دار ہوتی ہے۔ محاسبے[1] اور انصاف کے لیے ان سارے ہی آثار و نتائج کا جائزہ لینا اور ان کی شہادتیں فراہم کرنا ناگزیر[2] ہے۔ اس وجہ سے قیامت کے روز نسل پر نسل آتی جائے گی اور ٹھہرائی جاتی رہے گی۔ عدالت کا کام اس وقت شروع ہوگا۔ جب اگلے پچھلے سب جمع ہو جائیں گے۔

تشریح ۲

احادیث میں اس کی یہ تشریح آئی ہے کہ جب کوئی ہیکڑ مجرم اپنے جرائم کا انکار ہی کرتا چلا جائے گا اور تمام شہادتوں کو بھی جھٹلاتے پر تل جائے گا تو پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے جسم کے اعضا ایک ایک کر کے شہادت دیں گے کہ اس نے ان سے کیا کیا کام لیے تھے۔

یہ آیت من جملہ ان بہت سی آیات کے ہے جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عالم آخرت محض ایک روحانی عالم نہیں ہوگا بلکہ انسان وہاں دوبارہ اسی جسم اور روح کے ساتھ جس میں وہ اب رہتے ہیں۔ وہی تمام اجزا اور جواہر (ATOMS) جن سے ان کے بدن اس دنیا میں مرکب تھے۔ قیامت کے روز جمع کر دیئے جائیں گے اور وہ اپنے انہی سابقہ جسموں کے ساتھ اٹھائے جائیں گے جن کے اندر رہ کر وہ دنیا میں کام کر چکے تھے۔ ظاہر ہے کہ انسان کے اعضا وہاں اسی صورت میں تو گواہی دے سکتے ہیں۔ جبکہ وہ وہی اعضا ہوں جن سے اس نے اپنی پہلی زندگی میں کسی جرم کا ارتکاب کیا تھا۔

---

[1] حساب لینا [2] ضروری

Marfat.com

۳۶۔ بدترین ساتھی کون؟

جو شخص رحمان کے ذکر سے تغافل برتتا ہے۔
ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں۔
اور وہ اس کا رفیق بن جاتا ہے۔
یہ شیاطین ایسے لوگوں کو راہ راست پر آنے سے روکتے ہیں۔
اور وہ اپنی جگہ یہ سمجھتے ہیں کہ ٹھیک جا رہے ہیں۔
آخر کار جب یہ شخص ہمارے ہاں پہنچے گا تو اپنے شیطان سے کہے گا۔
"کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق و مغرب کا بُعد ہوتا۔ تُو تو بدترین ساتھی نکلا"
اس وقت لوگوں سے کہا جائے گا کہ جب تم ظلم کر چکے تو آج یہ بات تمہارے لیے کچھ بھی نافع[1] نہیں ہے۔ کیونکہ تم اور تمہارے شیاطین عذاب میں مشترک ہیں۔

(الزخرف ۳۶۔۳۸)

۳۷۔ بشارت کن کے لیے؟

وہ دن آئے گا تو متقین[2] کو چھوڑ کر باقی سب دوست ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔ اس روز ان لوگوں سے جو ہماری آیات پر ایمان لائے تھے اور مطیع فرمان بن کر رہتے تھے۔ کہا

---

[1] نفع پہنچانے والا۔ [2] پرہیزگار۔

Marfat.com

جائے گا کہ:

"اے میرے بندو۔ آج تمہارے لیے کوئی خوف نہیں اور نہ تمہیں کوئی غم لاحق ہوگا۔ داخل ہو جاؤ جنت میں تم اور تمہاری بیویاں تمہیں خوش کر دیا جائے گا۔"

(الزخرف ۶۷)

۳۸۔ جب تم ہر گروہ کو گھٹنوں کے بل گرا ہوا دیکھو گے:

"اس وقت تم ہر گروہ کو گھٹنوں کے بل گرا ہوا دیکھو گے۔
ہر گروہ کو پکارا جائے گا کہ آئے اور اپنا نامۂ اعمال دیکھے
ان سے کہا جائے گا۔
آج تم لوگوں کو ان اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کرتے رہے تھے۔
یہ ہمارا تیار کرایا ہوا اعمال نامہ ہے جو تمہارے اوپر ٹھیک ٹھیک شہادت دے رہا ہے جو کچھ بھی تم کرتے تھے ہم اسے لکھواتے جا رہے تھے۔
پھر جو لوگ ایمان لائے تھے اور نیک عمل کرتے رہے تھے۔
انہیں ان کا رب اپنی رحمت میں داخل کرے گا اور یہی صریح[۱] کامیابی ہے۔
اور جن لوگوں نے کفر کیا تھا۔ ان سے کہا جائے گا۔
کیا میری آیات تم کو نہیں سنائی جاتی تھیں۔؟
مگر تم نے تکبر کیا اور مجرم بن کر رہے۔

---

[۱] واضح

اور جب کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ برحق ہے۔
اور قیامت آنے میں کوئی شک نہیں۔
تو تم کہتے تھے کہ ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہوتی ہے۔
ہم تو بس ایک گمان سا رکھتے ہیں یقین ہم کو نہیں ہے۔
اس وقت ان پر ان کے اعمال کی برائیاں کھل جائیں گی۔
اور وہ اس چیز کے پھیر میں آ جائیں گے۔ جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔

اور ان سے کہہ دیا جائے گا کہ۔
" آج ہم بھی اسی طرح تمہیں بھلائے دیتے ہیں۔
جس طرح تم اس دن کی ملاقات کو بھول گئے تھے۔
تمہارا ٹھکانہ اب دوزخ ہے۔
اور کوئی تمہاری مدد کرنے والا نہیں ہے۔
یہ تمہارا انجام اس لیے ہوا ہے کہ تم نے اللہ کی آیات کا مذاق بنا لیا تھا اور تمہیں دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا تھا۔
لہٰذا آج نہ یہ لوگ دوزخ سے نکالے جائیں گے اور نہ ان سے کہا جائے گا۔
کہ معافی مانگ کر اپنے رب کو راضی کرو۔

(الجاثیہ ۲۸-۳۶)

۳۹۔ متکبروں اور نافرمانوں کے لیے حکم:

پھر جب یہ کافر آگ کے سامنے لا کھڑے کیے جائیں گے تو ان سے

Marfat.com

کہا جائے گا۔
تم اپنے حصے کی نعمتیں اپنی دنیا کی زندگی میں ختم کر چکے۔
اور ان کا لطف تم نے اٹھا لیا۔
اب جو تکبر تم زمین میں کسی حق کے بغیر کرتے رہے اور جو نافرمانیاں تم نے کیں۔
ان کی پاداش میں آج تم کو ذلت کا عذاب دیا جائے گا۔"

(الاحقاف ۲۰)

۴۰۔ جب دوزخ کہے گی کیا کچھ اور ہے؟

اور پھر صور پھونکا گیا۔ یہ ہے وہ دن جس کا تجھے خوف دلایا جاتا تھا۔
ہر شخص اس حال میں آگیا کہ اس کے ساتھ ایک ہانک کر لانے والا ہے۔ اور ایک گواہی دینے والا۔
اس چیز کی طرف سے تو غفلت میں تھا۔
ہم نے وہ پردہ ہٹا دیا جو تیرے آگے پڑا تھا۔
اور آج تیری نگاہ خوب تیز ہے۔
اس کے ساتھی نے عرض کیا جو میری سپردگی میں تھا حاضر ہے۔
حکم دیا گیا۔ پھینک دو جہنم میں ہر کٹے کافر کو جو حق سے[1] عناد رکھتا تھا۔ خیر کو روکنے والا اور حد سے تجاوز[2] کرنے والا تھا شک میں پڑا ہوا تھا۔ اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو خدا بنائے

۱؎ دشمنی ۲؎ بڑھ جانے والا

بیٹھا تھا۔

ڈال دو اسے سخت عذاب میں۔

اس کے ساتھی نے عرض کیا۔

"خداوندا میں نے اس کو سرکش نہیں بنایا۔ بلکہ یہ خود ہی پر لے درجے کی گمراہی میں پڑا ہوا تھا۔"

جواب میں ارشاد ہوا۔

"میرے حضور جھگڑا نہ کرو۔ میں تم کو پہلے ہی انجام بد سے خبردار کر چکا تھا۔ میرے ہاں بات پلٹی نہیں جاتی۔

اور میں اپنے بندوں پر ظلم توڑنے والا نہیں ہوں۔"

وہ دن جب کہ ہم جہنم سے پوچھیں گے کیا تو بھر گئی ہے۔

اور وہ کہے گی کیا اور کچھ ہے۔

اور جنت متقین کے قریب لے آئی جائے گی کچھ دور نہ ہو گی

ارشاد ہوا۔

"یہ ہے وہ چیز جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

ہر اس شخص کے لیے جو بہت رجوع کرنے والا اور بڑی نگہداشت کرنے والا تھا۔ جو بے دیکھے رحمٰن سے ڈرتا تھا۔ اور جو دل گرویدہ لیے ہوئے آیا ہے۔

داخل ہو جاؤ جنت میں سلامتی کے ساتھ۔

وہ دن حیات ابدی کا دن ہو گا۔

(قٓ۔ ۳۰۔ ۳۴)

تشریحات:

بحوالہ تفہیم القرآن جلد پنجم صفحہ ۱۱۸-۱۲۰۔

۱۔ اغلب یہ ہے کہ اس سے مراد وہی فرشتے ہوں جو دنیا میں اس شخص کے قول وعمل کا ریکارڈ مرتب کرنے کے لیے مامور[1] رہے تھے۔ قیامت کے روز جب صور کی آواز بلند ہوتے ہی ہر انسان اپنے مرقد[2] سے اٹھے گا تو فوراً وہ دونوں فرشتے آکر اسے اپنے چارج میں لیں گے۔ ایک اسے عدالت گاہ خداوندی کی طرف ہانکتا ہوا لے چلے گا اور دوسرا اس کا نامۂ اعمال ساتھ لیے ہوئے ہوگا۔

۲۔ قتادہ اور ابن زید کہتے ہیں کہ ساتھی سے مراد ہانک کر لانے والا فرشتہ ہے اور وہی عدالت میں پہنچ کر عرض کرے گا کہ یہ شخص جو میری سپردگی میں تھا۔ سرکار کی پیشی میں حاضر ہے۔

۳۔ ان آیات میں اللہ کی وہ باتیں گن کر بتائی گئی ہیں جو انسان کو جہنم کا مستحق بنانے والی ہیں۔

۱۔ انکار حق ۲۔ خدا کی ناشکری

۳۔ حق اور اہل حق سے عناد[3] ۴۔ بھلائی کی راہ میں سدِّ راہ[4] بننا

۵۔ اپنے مال سے خدا اور بندوں کے حقوق ادا نہ کرنا۔

۶۔ اپنے معاملات میں حدود سے تجاوز کرنا۔

۷۔ لوگوں پر ظلم اور زیادتیاں کرنا۔

۸۔ دین کی صداقتوں پر شک کرنا۔

۱۔ مقرر ۲۔ قبر

۳۔ دشمنی ۴۔ رکاوٹ

Marfat.com

۹- دوسروں کے دلوں میں شکوک ڈالنا۔

۱۰- اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو خدائی میں شریک ٹھہرانا۔

۴ - یہاں کلام خود بتا رہا ہے کہ "ساتھی" سے مراد وہ شیطان ہے جو دنیا میں اس شخص کے ساتھ لگا ہوا تھا اور یہ بات بھی انداز بیان سے مترشح ہوتی ہے کہ وہ شخص اور اس کا شیطان دونوں خدا کی عدالت میں ایک دوسرے سے جھگڑ رہے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ حضور یہ ظالم میرے پیچھے پڑا ہوا تھا اور اس نے آخر کار مجھے گمراہ کر کے چھوڑا اس لیے سزا اس کو ملنی چاہیئے اور شیطان جواب میں کہتا ہے کہ سرکار میرا اس پر کوئی زور تو نہیں تھا کہ یہ سرکش نہ بننا چاہتا ہو اور میں نے زبردستی اس کو سرکش بنا دیا ہو۔ یہ کم بخت تو خود نیکی سے نفور[۱] اور بدی پر فریفتہ تھا۔ اس لیے انبیاء کی کوئی بات اسے پسند نہ آئی اور میری ترغیبات پر یہ پھسلتا چلا گیا۔

۵ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے وہ صفات بتا دی ہیں جن کی بنا پر کوئی شخص جنت کا مستحق ہوتا ہے اور وہ یہ ہیں:

۱- تقویٰ ۲- رجوع الی اللہ

۳- اللہ سے اپنے تعلق کی نگہداشت

۴- اللہ کو بغیر دیکھے اور اس کی رحیمی پر یقین رکھنے کے باوجود اس سے ڈرنا۔

۵- قلب مُنیب لیے ہوئے اللہ کے ہاں پہنچنا۔ یعنی مرتے دم تک انابت کی روش پر قائم رہنا۔ (قلب مُنیب سے مراد ایسا دل ہے جو ہر

---

[۱] نفرت کرنے والا۔

طرف سے رُخ پھیر کر ایک اللہ کی طرف مڑ گیا۔ اور پھر زندگی بھر جو احوال بھی اس پر گزرے ان میں وہ بار بار اسی کی طرف پلٹتا رہا۔)

۸۱۔ سرکش اور فرماں بردار۔ اپنی اپنی راہ پر :

وہ اس روز واقع ہوگا جب آسمان بری طرح ڈگمگائے گا اور پہاڑ اڑے اڑے پھریں گے۔ تباہی ہے اس روز جھٹلانے والوں کے لیے جو آج کھیل کے طور پر اپنی حجت بازیوں میں لگے ہوئے ہیں۔ جس دن انہیں دھکے مار مار کر نار جہنم کی طرف لے چلا جائے گا۔

اس وقت ان سے کہا جائے گا۔ کہ:

"یہ وہی آگ ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

اب بتاؤ یہ جادو ہے یا تمہیں سوجھ نہیں رہا ہے۔

جاؤ اب جھلسو اس کے اندر۔ تم خواہ صبر کرو یا نہ کرو۔ تمہارے لیے یکساں ہے۔

تمہیں ویسا ہی بدلہ دیا جا رہا ہے جیسے تم عمل کر رہے تھے۔

متقی لوگ وہاں باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے۔

لطف لے رہے ہوں گے ان چیزوں سے جو ان کا رب انہیں دے گا۔

اور ان کا رب انہیں دوزخ سے بچا لے گا۔

(ان سے کہا جائے گا) کھاؤ اور پیو مزے سے اپنے اعمال کے صلے میں جو تم کرتے رہے ہو۔"

وہ آمنے سامنے بچھے ہوئے تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔
اور ہم خوبصورت آنکھوں والی حوریں ان سے بیاہ دیں گے۔
جو لوگ ایمان لائے ہیں اور ان کی اولاد بھی کسی درجہ ایمان میں
ان کے نقش قدم پر چلی ہے۔ان کی اولاد کو بھی ہم (جنت میں)
ان کے ساتھ ملا دیں گے۔
اور ان کے عمل میں کوئی گھاٹا ان کو نہ دیں گے۔

(الطور۔ ۹-۲۱)

۴۲۔ اپنا نور کہیں اور تلاش کرو :

اس دن جبکہ تم مومن مردوں اور عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا
نور آگے آگے اور ان کے دائیں جانب دوڑ رہا ہو گا۔ (ان سے
کہا جائے گا) کہ
"آج بشارت ہے تمہارے لیے"
جنتیں ہوں گی جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی جن میں
وہ ہمیشہ رہیں گے۔
یہی ہے بڑی کامیابی۔
اس روز منافق مردوں اور عورتوں کا حال یہ ہو گا کہ وہ مومنوں
سے کہیں گے :
" ذرا ہماری طرف دیکھو تاکہ ہم تمہارے نور سے کچھ فائدہ اٹھائیں۔
مگر ان سے کہا جائے گا :
"پیچھے ہٹ جاؤ۔ اپنا نور کہیں اور تلاش کرو"

Marfat.com

پھر ان کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی۔
جس میں ایک دروازہ ہوگا۔ اس دروازے کے اندر رحمت ہو
گی اور باہر عذاب۔ وہ مومنوں سے پکار پکار کر کہیں گے۔
کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے۔
مومن جواب دیں گے۔
" ہاں مگر تم نے اپنے آپ کو خود فتنے میں ڈالا۔
موقع پرستی کی۔ شک میں پڑے رہے۔
اور جھوٹی توقعات تمہیں فریب دیتی رہیں۔
یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ آ گیا۔
اور آخر وقت تک وہ بڑا دھوکے باز[1] تمہیں اللہ کے معاملہ میں
دھوکا دیتا رہا۔

(الحدید ۱۲ - ۱۴)

تشریح:

بحوالہ تفہیم القرآن جلد پنجم صفحہ ۳۱۰۔

[1] اس آیت اور بعد والی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ میدانِ حشر میں نور صرف صالحین مومنین کے لیے مخصوص ہوگا۔ رہے کفار و منافقین اور فساق[2] و فجار[3] لوگ تو وہ وہاں بھی اس طرح تاریکی میں بھٹک رہے ہوں گے جس طرح دنیا میں بھٹکتے رہے تھے۔ وہاں روشنی جو کچھ بھی ہو گی۔ صالح عقیدے اور صالح عمل کی ہو گی۔ ایمان کی صداقت

[1] دھوکے باز
[2] فاسق۔ گنہگار
[3] فاجر۔ گنہگار۔

Marfat.com

اور سیرت و کردار کی پاکیزگی ہی نور میں تبدیل ہو جائے گی۔ جس سے نیک بندوں کی شخصیت جگمگا اٹھے گی۔ جس شخص کا عمل جتنا تابندہ ہوگا۔ اس کے وجود کی روشنی اتنی ہی تیز ہوگی اور جب وہ میدان حشر سے جنت کی طرف چلے گا تو اس کا نور اس کے آگے آگے دوڑ رہا ہوگا۔ اس کی بہترین تشریح قتادہ کی وہ مرسل روایت ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کسی کا نور اتنا تیز ہوگا کہ مدینہ سے عدن تک مسافت کے برابر فاصلے تک پہنچ رہا ہوگا۔ اور کسی کا نور مدینہ سے صنعا تک اور کسی کا اس سے کم یہاں تک کہ کوئی مومن ایسا بھی ہوگا جس کا نور اس کے قدموں سے آگے نہ بڑھے گا۔

بالفاظ دیگر جس کی ذات سے دنیا میں جتنی بھلائی پھیلی ہوگی اس کا نور اتنا ہی تیز ہوگا اور جہاں جہاں تک دنیا میں اس کی بھلائی پہنچی ہوگی، میدان حشر میں اتنی ہی مسافت تک اس کے نور کی شعاعیں دوڑ رہی ہوں گی۔

یہاں ایک سوال آدمی کے ذہن میں کھٹک پیدا کر سکتا ہے۔ وہ یہ کہ آگے آگے نور کا دوڑنا تو سمجھ میں آتا ہے۔ مگر نور کا صرف دائیں جانب دوڑنا کیا معنی؟ کیا ان کے بائیں جانب تاریکی ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ایک شخص اپنے دائیں ہاتھ پر روشنی لیے ہوئے چل رہا ہو۔ تو اس سے روشنی تو بائیں جانب بھی ہوگی مگر امر واقعہ یہی ہوگا کہ روشنی اس کے دائیں ہاتھ پر ہے۔

اس بات کی وضاحت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث کرتی ہے جسے حضرت ابوذرؓ اور حضرت ابوالدرداؓ نے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

میں اپنی امت کے صالحین کو وہاں ان کے نور سے پہچانوں گا جو ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں اور بائیں دوڑ رہا ہو گا۔

۴۲۔ جب نور مکمل کرنے کی دعا کی جائے گی:

یہ وہ دن ہو گا جب اللہ اپنے نبیؐ کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہ کرے گا۔ ان کا نور ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں جانب دوڑ رہا ہو گا اور وہ کہہ رہے ہوں گے۔ کہ:

"اے ہمارے رب ہمارا نور ہمارے لیے مکمل کر دے اور ہم سے درگزر فرما۔ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ (التحریم ۔ ۸)

تشریح

بحوالہ تفہیم القرآن جلد ششم صفحہ ۳۲۔

اس آیت کو سورہ الحدید کی آیات ۱۲۔۱۳ کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اہل ایمان کے آگے نور کے دوڑنے کی یہ کیفیت اس وقت پیش آئے گی۔ جب وہ میدانِ حشر سے جنت کی طرف جا رہے ہوں گے۔ وہاں ہر طرف گھپ اندھیرا ہو گا جس میں وہ سب لوگ ٹھوکریں کھا رہے ہوں گے جن کے حق میں دوزخ کا فیصلہ ہو گا اور روشنی صرف اہل ایمان کے ساتھ ہو گی جس کے سہارے وہ اپنا راستہ طے کر رہے ہوں گے۔ اس نازک موقع پر تاریکیوں میں بھٹکنے والے لوگوں

Marfat.com

کی آہ و فغاں سن سن کر اہل ایمان پر خشیت[1] کی کیفیت طاری ہو رہی ہو گی۔ اپنے قصوروں اور اپنی کوتاہیوں کا احساس کر کے انہیں اندیشہ ہو گا کہ کہیں ہمارا نور بھی نہ چھن جائے۔ اور ہم ان بدبختوں کی طرح ٹھوکریں کھاتے نہ رہ جائیں۔ اس لیے وہ دعا کریں گے کہ اے ہمارے رب ہمارا قصور معاف فرما دے اور ہمارے نور کو جنت میں پہنچنے تک ہمارے لیے باقی رکھ

ابن جریرؒ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ:

"وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ ان کا نور اس وقت تک باقی رکھا جائے اور اسے بجھنے نہ دیا جائے جب تک کہ وہ پل صراط سے بخیریت نہ گزر جائیں۔"

ابن کثیرؒ نے ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

"اہل ایمان جب دیکھیں گے کہ منافقین نور سے محروم رہ گئے ہیں تو وہ اپنے حق میں اللہ سے تکمیلِ نور کی دعا کریں گے۔"

۴۴۔ جب سجدہ نہ کر سکیں گے:

"جس روز سخت وقت آ پڑے گا اور لوگوں کو سجدہ کے لیے بلایا جائے گا تو یہ لوگ سجدہ نہ کر سکیں گے۔
ان کی نگاہیں نیچی ہوں گی ذلت ان پر چھا رہی ہو گی۔
جب یہ صحیح و سالم تھے اس وقت انہیں سجدے کے لیے بلایا جاتا تھا"

(اور یہ انکار[1] کرتے تھے)　　　　(القلم ۴۲-۴۳)

---

[1] خوف۔

تشریح

بحوالہ تفہیم القرآن جلد پنجم صفحہ ۷۵۔

لہ اس کے معنی یہ ہیں کہ قیامت کے روز علی الاعلان اس بات کا مظاہرہ کرایا جائے گا کہ دنیا میں کون اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا تھا۔ اور کون اس سے منحرف تھا۔ اس غرض کے لیے لوگوں کو بلایا جائے گا۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ بجا لائیں ۔ جو لوگ دنیا میں عبادت گزار تھے وہ سجدہ ریز ہو جائیں گے اور جن لوگوں نے دنیا میں اللہ کے آگے سر نیاز جھکانے سے انکار کر دیا تھا ان کی کمر تختہ ہو جائے گی ان کے لیے یہ ممکن نہ ہوگا کہ وہاں عبادت گزار ہونے کا جھوٹا مظاہرہ کر سکیں اس لیے وہ ذلت اور پشیمانی کے ساتھ کھڑے کے کھڑے رہ جائیں گے۔

۴۵۔ جب نامۂ اعمال باعث حیرت ہو گا :

قیامت کے روز مجرمین یہ دیکھ کر حیران رہ جائیں گے۔
کہ ان کا جو نامۂ اعمال پیش کیا جا رہا ہے۔
اس میں کوئی چھوٹی یا بڑی بات درج ہونے سے نہیں رہ گئی ہے۔
جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب جوں کا توں ان کے سامنے
حاضر ہے۔ (الکھف ۔ ۴۹)

۴۶۔ جب نامۂ اعمال دائیں یا بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا :

اس وقت جس کا نامۂ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے وہ کہے گا

لہ باغی۔

Marfat.com

"لو دیکھو پڑھو میرا نامۂ اعمال۔ میں سمجھتا تھا کہ
مجھے ضرور اپنا حساب ملنے والا ہے"۔
پس وہ دل پسند عیش میں ہوگا۔ عالی مقام جنت میں۔
جس کے پھلوں کے گچھے جھکے پڑ رہے ہوں گے۔
(ایسے لوگوں سے کہا جائے گا۔) مزے سے کھاؤ اور پیو۔
اپنے ان اعمال کے بدلے میں جو تم نے گزرے ہوئے دنوں میں
کیے ہیں۔
اور جس کا نامۂ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا۔
"کاش میرا نامۂ اعمال مجھے نہ دیا گیا ہوتا۔
اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔
کاش میری وہی موت (جو دنیا میں آئی تھی) فیصلہ کن ہوتی۔
آج میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔
میرا سارا اقتدار ختم ہو گیا۔
(حکم ہوگا) پکڑو اسے اور اس کی گردن میں طوق ڈال دو
پھر اسے جہنم میں جھونک دو۔
پھر اس کو ستر ہاتھ لمبی زنجیر میں جکڑ دو۔
یہ نہ اللہ بزرگ و برتر پر ایمان لاتا تھا۔
اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا۔
لہٰذا آج نہ یہاں اس کا کوئی یار غم خوار ہے
اور نہ زخموں کی دھوون کے سوا اس کے لیے کوئی کھانا جسے
خطاکاروں کے سوا کوئی نہیں کھاتا۔ (الحاقہ ۱۹-۳۷)

۴۷۔ جب چھپانے سے کچھ نہ ہوگا :

ہرگز نہیں۔ جب زمین پے در پے کوٹ کوٹ کر ریگ زار بنا دی جائے گی اور تمہارا رب جلوہ فرما ہوگا اس حال میں کہ فرشتے صف در صف کھڑے ہوں گے۔

اور جہنم اس روز سامنے لائی جائے گی۔

اس دن انسان کو سمجھ آئے گی۔

اور اس وقت سمجھنے کا کیا حاصل ؟

وہ کہے گا "کاش میں نے اپنی اس زندگی کے لیے کچھ پیشگی سامان کیا ہوتا"

پھر اس دن اللہ جو عذاب دے گا۔

ویسا عذاب دینے والا کوئی نہیں۔

اور اللہ جیسا باندھے گا۔

ویسا باندھنے والا کوئی نہیں" (الفجر) ۲۶-۲۲)

۴۸۔ شفاعت کے لیے شرطیں :

جس روز روح اور ملائکہ صف بستہ کھڑے ہوں گے۔

کوئی نہ بولے گا سوائے اس کے جسے رحمٰن اجازت دے

اور جو ٹھیک بات کہے

وہ دن برحق ہے۔

اب جس کا جی چاہے اپنے رب کی طرف پلٹنے کا راستہ اختیار کرے۔

Marfat.com

ہم نے تم لوگوں کو اس عذاب سے ڈرا دیا ہے۔ جو قریب آ لگا ہے
جس روز آدمی وہ سب کچھ دیکھ لے گا جو اس کے ہاتھوں نے
آگے بھیجا ہے۔
اور آخر پکار اٹھے گا کہ:
"کاش میں خاک ہوتا۔" (النبا ۳۸-۴۰)

تشریح:
بحوالہ تفہیم القرآن جلد ششم صفحہ ۲۳۲۔

لے بولنے سے مراد شفاعت ہے۔ اور فرمایا گیا ہے کہ وہ صرف دو شرطوں کے ساتھ ممکن ہو گی۔ ایک شرط یہ ہے کہ جس شخص کو جس گنہگار کے حق میں شفاعت کی اجازت اللہ کی طرف سے ملے گی۔ صرف وہی شخص اس کے حق میں شفاعت کر سکے گا۔ دوسری شرط یہ ہے کہ شفاعت کرنے والا بجا اور درست بات کہے۔ بے جا نوعیت کی سفارش نہ کرے اور جس کے معاملہ میں وہ سفارش کر رہا ہو گا۔ وہ دنیا میں کم از کم کلمۂ حق کا قائل رہا ہو۔ یعنی محض گناہگار ہو کافر نہ ہو۔

۴۹۔ جب حساب لیا جائے گا:

پھر جس کا نامۂ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا گیا۔
اس سے ہلکا حساب لیا جائے گا۔
اور وہ اپنے لوگوں کی طرف خوش خوش پلٹے گا۔
رہا وہ شخص جس کا نامۂ اعمال اس کی پیٹھ پیچھے دیا جائے گا
تو وہ موت کو پکارے گا۔

Marfat.com

اور بھڑکتی ہوئی آگ میں جا پڑے گا۔
وہ اپنے گھر والوں میں مگن تھا۔
اس نے سمجھا تھا کہ اسے کبھی پلٹنا نہیں ہے۔
پلٹنا کیسے نہ تھا۔ اس کا رب اس کے کرتوت دیکھ رہا تھا۔
(الانشقاق ۷۔۱۵)

۵۰۔ اس روز زمین گزرے ہوئے احوال بیان کرے گی:

اس روز وہ (یعنی زمین) اپنے اوپر گزرے ہوئے) حالاتؒ بیان کرے گی۔
کیونکہ تیرے رب نے اسے ایسا کرنے کا) حکم دیا ہوگا۔
اس روز لوگ متفرق حالت میں پلٹیں گے۔
تاکہ ان کے اعمال ان کو دکھائے جائیں۔
پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔
اور جس نے ذرّہ برابر بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔
(الزلزال ۴۔۸)

تشریح:
بحوالہ تفہیم القرآن جلد ششم صفحہ ۴۲۱۔
لہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھ کر پوچھا " جانتے ہو اس کے وہ حالات کیا ہیں" لوگوں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسولؐ کو زیادہ علم ہے فرمایا " وہ حالات یہ ہیں۔ کہ زمین بندے اور بندی کے بارے میں اس

Marfat.com

عمل کی گواہی دے گی جو اس کی پیٹھ پر اس نے کیا ہو گا۔ وہ کہے گی کہ اس نے فلاں دن فلاں کام کیا تھا۔ یہ ہیں وہ حالات جو زمین بیان کرے گی۔

حضرت ربیعہ الجرشی کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" ذرا زمین سے بچ کر رہنا کیونکہ یہ تمہاری جڑ ہے اور اس پر عمل کرنے والا کوئی شخص ایسا نہیں ہے۔ جس کے عمل کی یہ خبر نہ دے خواہ اچھا ہو یا برا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قیامت کے روز زمین ہر اس عمل کو لے آئے گی جو اس کی پیٹھ پر کیا گیا ہو گا۔"

پھر آپ نے یہی آیات تلاوت فرمائیں۔

۵۱۔ روشن اور تاریک چہرے:

کیا تمہیں اس چھا جانے والی آفت کی خبر پہنچی ہے۔
کچھ چہرے اس روز خوف زدہ ہوں گے۔
سخت مشقت کر رہے ہوں گے۔ تھکے جاتے ہوں گے۔

(الغاشیہ ۱۔۳)

کچھ چہرے اس روز بارونق ہوں گے۔
اپنی کارگذاری پر خوش ہوں گے۔

(الغاشیہ ۸۔۹)

۵۲۔ سیاہ اور سفید چہرے والے کون لوگ ہیں :

☆ (بحوالہ معارف القرآن مولانا محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ جلد دوم صفحہ ۱۴۷)
امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں آیت " تبض وجوہ وتسود وجوہ " کے متعلق فرمایا کہ :

۱۔ کہ مومنین مخلص کے چہرے سفید ہوں گے۔ لیکن ان کے علاوہ ان تمام لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے جنہوں نے دین میں تغیر و تبدل کیا ہو۔ خواہ وہ مرتد اور کافر ہوں۔ خواہ نفاق کو دل میں چھپائے ہوئے ہوں ان سب کے ساتھ یہی معاملہ کیا جائے گا۔

۲۔ معارف القرآن مولانا محمد ادریس جلد ششم صفحہ ۱۰۷ میں لکھا ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
"سب سے پہلے جو گروہ جنت میں داخل ہو گا۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔ اس کے بعد جو گروہ ہوں گے۔ وہ زیادہ سے زیادہ روشن ستاروں کی مانند ہوں گے۔ پھر اس ترتیب کے ساتھ یکے بعد دیگرے داخل ہونے والے گروہوں کے حسن و جمال کا ہو گا۔

۵۲۔ تر و تازہ اور اداس چہرے :

ہرگز نہیں۔ اصل بات یہ ہے۔
کہ تم لوگ جلدی حاصل ہونے والی چیز (دنیا) سے محبت رکھتے ہو اور آخرت کو چھوڑ دیتے ہو۔

Marfat.com

اس روز کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے۔ اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔
اور کچھ چہرے اداس ہوں گے اور سمجھ رہے ہوں گے کہ، ان کے ساتھ کمر توڑ برتاؤ ہونے والا ہے۔

(القیمہ ۲۰۔ ۲۵)

۵۴۔ خوش اور مغموم چہرے :

ان میں سے ہر شخص پر اس دن ایسا وقت آپڑے گا کہ،
اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہوگا۔
کچھ چہرے اس روز دمک رہے ہوگے۔
ہشاش بشاش اور خوش وخرم ہوں گے۔
اور کچھ چہروں پر اس روز خاک اڑ رہی ہوگی۔
اور کلونس چھائی ہوئی ہوگی۔
یہی کافرو فاجر لوگ ہوں گے۔" (عبس ۴۲)

۵۵۔ مقام محمود :

یہ مقام تمام انبیاء میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہے اس کی تفسیر میں اقوال مختلف ہیں۔ مگر صحیح وہ ہے جو احادیث صحیحہ میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ یہ مقام شفاعت کبری کا ہے۔ کہ میدان حشر میں جس وقت تمام بنی آدم جمع ہوں گے۔ اور ہر نبی و پیغمبر سے شفاعت کی

Marfat.com

درخواست کریں گے تو تمام انبیاء علیہم السلام عذر کر دیں گے۔ صرف رسول اللہ علیہ وسلم کو یہ شرف حاصل ہوگا کہ تمام بنی آدم کی شفاعت فرمائیں گے۔

(معارف القرآن مفتی محمد شفیع رحمتہ اللہ علیہ جلد پنجم صفحہ ۵۵۶-۵۵۷)

عدالت میں سب سے پہلا مقدمہ :

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

سب سے پہلے جو مقدمہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہوگا وہ مرد اور اس کی بیوی کا ہوگا اور بخدا وہاں زبانیں نہیں بولیں گی۔ بلکہ عورت کے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے کہ وہ اپنے شوہر پر کیا کیا عیب لگایا کرتی تھی۔ اور اسی طرح مرد کے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے کہ وہ اپنی بیوی کو کس طرح تکلیف و ایذا پہنچاتا تھا۔ اس کے بعد ہر آدمی کے سامنے اس کے نوکر چاکر لائے جائیں گے اور ان کی شکایات کا فیصلہ کیا جائے گا۔ پھر عام بازار کے لوگ جن سے اس کے معاملات رہے تھے وہ پیش ہوں گے۔ اگر اس نے ان میں کسی پر بھی ظلم کیا ہوگا تو اس کا حق دلوایا جائے گا۔

(معارف القرآن مفتی محمد شفیع رحمتہ اللہ علیہ جلد ہفتم صفحہ ۵۵)

حشر کے دن مفلس کون ہوگا :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

ایک مرتبہ اپنی مجلس میں لوگوں سے پوچھا: جانتے ہو مفلس کون ہوتا ہے" لوگوں نے عرض کیا کہ ہم میں سے مفلس وہ ہوتا ہے۔جس کے پاس مال ومتاع کچھ نہ ہو۔ فرمایا۔ میری امت میں مفلس وہ ہے۔ جو قیامت کے دن نماز اور روزہ اور زکوٰۃ ادا کر کے حاضر ہوا ہو۔

مگر اس حال میں آیا ہو کہ :

کسی کو اس نے گالی دی تھی۔ اور کسی پر بہتان لگایا تھا۔ اور کسی کا مال مار کھایا تھا۔ اور کسی کا خون بہایا تھا۔ اور کسی کو مارا پیٹا تھا۔

پھر ان سب مظلوموں میں سے ہر ایک پر اس کی نیکیاں لے لے کر بانٹ دی گئیں اور جب نیکیوں میں سے کچھ نہ بچا کہ ان کا بدلہ چکایا جا سکے تو ان میں سے ہر ایک کے کچھ کچھ گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے گئے اور وہ شخص دوزخ میں ڈال دیا گیا۔

احادیث مبارکہ

۱۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تکبر کرنے والے قیامت کے دن چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں کے برابر انسانوں کی شکل میں اٹھائے جائیں گے۔جن پر ہر طرف سے ذلت و خواری برستی ہو گی۔
(کیونکہ وہ دنیا میں دوسروں کو چیونٹیوں کے برابر اور ذلیل سمجھتے تھے)

۲۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ نفخ صور پر سب لوگ ہوش میں آجائیں گے تو میں ہی وہ شخص ہوں گا جو سب سے پہلے

Marfat.com

افاقہ پانے والا ہوں گا۔

(یعنی میں ہی سب سے پہلے ہوش میں آنے والا ہوں گا۔)

۳۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو جمع کریں گے۔ تمام لوگ آسمان کی طرف کھڑے دیکھتے ہوں گے اور فیصلہ کے منتظر ہوں گے اتنے میں اللہ تعالیٰ ابر کے سائبانوں میں عرش سے کرسی کی طرف نزول فرمائیں گے۔

اس وقت جبکہ سب انبیاء کرام شفاعت سے عذر فرمائیں گے اور شفاعت کی نوبت مجھ تک پہنچے گی تو میں کہوں گا کہ ہاں ہاں میں شفاعت کے لیے ہوں۔ میں تمہاری شفاعت کروں گا۔ اور جا کر عرش کے نیچے سجدہ کروں گا اور درخواست کروں گا کہ حق تعالیٰ بندوں کے درمیان فصل قضا (فیصلے) کے لیے تشریف لائیں۔

پھر کیا ہوگا:

پس اللہ تعالیٰ آپ کی درخواست منظور فرمائیں گے۔

اور آسمان کے پھٹنے کے بعد ابر کے سائبان میں نزول اجلال فرمائیں گے۔

اور فرشتے بھی اتریں گے۔ عرش بھی اترے گا۔ اور فرشتے یہ تسبیح پڑھتے ہوں گے۔

سبحان ذی الملک و الملکوت سبحان ذی العزۃ و الجبروت سبحان الحی الذی لا یموت سبحان الذی یمیت الخلائق و لا یموت سبوح قدوس رب الملائکۃ و الروح سبوح قدوس سبحان ربنا الاعلی سبحان ذی السلطان و العظمۃ سبحانہ ابداً ابداً

نوٹ:-

جن احادیث و آیات میں حق جل شانہ کا آنا اور اترنا اور اس قسم کے امور کا ذکر آیا ہے۔ اس کے بارے میں علماء سلف کا مسلک یہ ہے کہ ان کی تحقیق و تفتیش میں نہ پڑے اور بلا تشبیہ و تمثیل کے ان پر ایمان لائے۔ جس طرح اس کی ذات بے چون و چگون ہے اسی طرح اس کے افعال بھی بے چون و چگون ہیں۔

(معارف القرآن مولانا محمد ادریس رحمۃ اللہ علیہ جلد اول صفحہ ۳۱۳)

قرآن مجید کا حساب کتاب کے بارے میں ارشاد:

۱۔ کافر مشرک اور منافق کے اعمال (یعنی وہ اعمال جن کو نیکی سمجھا جاتا ہے) ضائع کر دیئے گئے۔ آخرت میں ان کا کوئی اجر نہیں پا سکیں گے۔ اگر ان کا کوئی اجر ہے بھی تو وہ دنیا ہی میں ان کو مل جائے گا۔

۲۔ بدی کی سزا اتنی دی جائے گی جتنی بدی ہے۔ مگر نیکیوں کی جزا اس فعل سے زیادہ دی جائے گی بلکہ کہیں تصریح ہے کہ ہر نیکی کا اجر اس سے دس گنا اور کہیں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ اللہ جتنا چاہے نیکی کا اجر بڑھا کر دے۔

۳۔ مومن اگر بڑے بڑے گناہوں سے پرہیز کریں گے تو ان کے چھوٹے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

۴۔ مومن صالح سے ہلکا حساب لیا جائے گا اس کی برائیوں سے درگزر کیا جائے گا اور اس کے بہترین اعمال کے لحاظ سے اس کو اجر دیا جائے

ؔ کیوں کس طرح اور کب۔

گا۔ (تفہیم القرآن جلد ششم صفحہ ۲۲۵)

حضورؐ کا ارشاد حساب کتاب کے بارے میں :

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس سے بھی حساب لیا گیا وہ مارا گیا۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

"یارسول اللہؐ۔ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ جس کا نامۂ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا گیا۔ اس سے ہلکا حساب لیا جائے گا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وہ تو صرف اعمال کی پیشی ہے

لیکن جس سے پوچھ گچھ کی گئی وہ مارا گیا۔"

ایک اور روایت میں ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ میں نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں یہ دعا مانگتے ہوئے سنا کہ:

"خدایا مجھ سے ہلکا حساب لے۔"

آپؐ نے جب سلام پھیرا تو میں نے اس کا مطلب پوچھا آپؐ نے فرمایا:

ہلکے حساب سے مراد یہ ہے کہ:

بندے کے نامۂ اعمال کو دیکھا جائے گا۔ اور اس سے درگزر کیا جائے گا۔ اے عائشہ اس روز جس سے حساب فہمی کی گئی وہ مارا گیا۔"

(تفہیم القرآن جلد ششم صفحہ ۲۸۹)

جب نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے کہ چلو ابو الہیثم بن التیہان انصاری کے ہاں چلیں چنانچہ ان کو لے کر آپ ابو الہیثم انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔ انہوں نے کھجوروں کا ایک خوشہ لا کر سامنے رکھ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم خود نہ کھجوریں توڑ لائے" انہوں نے عرض کیا "میں چاہتا تھا کہ آپ خود چھانٹ چھانٹ کر کھجوریں تناول فرمائیں۔ چنانچہ انہوں نے کھجوریں کھائیں اور ٹھنڈا پانی پیا فارغ ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ یہ ان نعمتوں میں سے ہے جن کے بارے میں قیامت کے روز تمہیں جواب دہی کرنی ہوگی۔ یہ ٹھنڈا سایہ۔ یہ ٹھنڈی کھجوریں اور یہ ٹھنڈا پانی۔
(احادیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سوال صرف کفار ہی سے نہیں مومنین صالحین سے بھی ہوگا)۔

(تفہیم القرآن جلد ششم صفحہ ۴۲۴)

احکام دین کا ثمرہ:

ایک حدیث میں ہے کہ میدان حشر میں ایک شخص حاضر ہوگا جب اس کا نامہ اعمال سامنے آئے گا۔ تو وہ اپنے نیک اعمال بہت

Marfat.com

کم پاکر گھبرائے گا۔ اچانک ایک چیز بادل کی طرح اٹھ کر آئے گی اور اس کے نیک اعمال کے پلڑے میں گر جائے گی۔ اس کو بتایا جائے گا کہ یہ تیرے اس عمل کا ثمرہ ہے جو تو دنیا میں لوگوں کو دین کے احکام و مسائل بتلاتا اور سکھاتا تھا۔ اور یہ تیری تعلیم کا سلسلہ آگے چلا تو جس جس نے اس پر عمل کیا ان سب کے عمل میں سے تیرا بھی حصہ لگایا گیا ہے۔

(معارف القرآن مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ جلد سوم صفحہ ۵۳۱)

میزان عمل میں سب سے پہلے رکھا جانے والا عمل:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کی میزان عمل میں سب سے پہلے جو عمل رکھا جائے گا وہ اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنے اور ان کی ضروریات پوری کرنے کا نیک عمل ہے۔

(معارف القرآن جلد سوم صفحہ ۵۳۱)

۱۔ اعراف کیا ہے؟

۲۔ اہل اعراف کون ہیں؟

۳۔ نور کسے ملے گا؟

۴۔ نور کیسا ملے گا؟

بحوالہ معارف القرآن مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ جلد سوم صفحہ ۵۷۴ سے ۵۷۶)

۱۔ جنت اور دوزخ کے درمیان حائل ہونے والے حصار کے بالائی حصہ

Marfat.com

کا نام اعراف ہے۔

۲۔ یہ ایسے لوگ ہوں گے جو جہنم سے تو نجات پا گئے مگر ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے۔ البتہ اس کے امیدوار ہیں ان کو اہل اعراف کہا جائے گا۔

محشر میں لوگوں کے تین گروہ ہوں گے۔

۱۔ ایک کھلے کافر و مشرک ان کو تو پل صراط پر چلنے کی نوبت ہی نہ آئے گی۔ بلکہ پہلے ہی جہنم کے دروازوں سے اس میں دھکیل دیئے جائیں گے۔

۲۔ دوسرے مومنین جن کے ساتھ نور ایمان کی روشنی ہوگی۔

۳۔ منافقین۔ یہ چونکہ دنیا میں مسلمانوں کے ساتھ لگے رہے وہاں میدان حشر میں بھی ان کے ساتھ لگے رہیں گے اور پل صراط پر چلنا شروع کر دیں گے اس وقت ایک سخت اندھیری سب کو ڈھانپ لے گی

مومنین اپنے نور ایمان کی مدد سے آگے بڑھ جائیں گے اور منافقین پکار پکار کر ان سے کہیں گے کہ ذرا ٹھہرو کہ ہم بھی تمہاری روشنی سے فائدہ اٹھائیں اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہنے والا کہے گا کہ پیچھے لوٹو۔ وہاں روشنی تلاش کرو۔ مطلب یہ ہوگا کہ یہ روشنی ایمان اور عمل صالح کی ہے جس کے حاصل کرنے کا مقام پیچھے گزر گیا ہے۔ جن لوگوں نے وہاں ایمان و عمل کے ذریعے یہ روشنی حاصل نہیں کی ان کو آج روشنی کا فائدہ نہیں ملے گا۔ اسی حالت میں منافقین اور مومنین کے درمیان ایک دیوار کا حصار حائل کر دیا جائے گا۔ جس میں ایک دروازہ ہوگا۔ اس دروازہ کے باہر تو سارا عذاب ہی عذاب نظر آئے گا اور دروازہ کے اندر جہاں مومنین ہوں گے وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا مشاہدہ اور جنت کی فضا سامنے ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل اعراف کے متعلق پوچھا گیا تو آپ

Marfat.com

نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی۔ اس لیے تو جہنم سے نجات ہو گئی۔ مگر جنت میں ابھی داخل نہیں ہوئے ان کو اس مقام اعراف پر روک لیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ تمام اہل جنت اور اہل دوزخ کا حساب اور فیصلہ ہو جانے کے بعد ان کا فیصلہ کیا جائے گا اور بالآخر ان کی مغفرت ہو جائے گی اور جنت میں داخل کر دئیے جائیں گے۔

دنیا میں کئی شوہروں والی جنتی عورت کا انتخاب :

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک موقعہ پر پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی عورت کے دنیا میں کئی شوہر رہ چکے ہوں اور وہ سب جنت میں جائیں تو وہ ان میں سے کس کو ملے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ جسے چاہے چن لے اور وہ اس شخص کو چنے گی۔ جو ان میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق کا تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گی کہ اے رب اس کا برتاؤ میرے ساتھ سب سے اچھا تھا۔ اس لیے مجھے اس کی بیوی بنا دے۔ اے ام سلمہؓ حسن اخلاق دنیا و آخرت کی ساری بھلائی لوٹ لے گیا ہے۔

(تفہیم القرآن جلد پنجم صفحہ ۲۸۲)

حشر میں سب سے پہلے کون اللہ کے سایہ میں بیٹھے گا :

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم نے لوگوں سے پوچھا:

"جانتے ہو قیامت کے روز کون لوگ سب سے پہلے پہنچ کر اللہ کے سایہ میں جگہ پائیں گے۔"

فرمایا:

"وہ جن کا حال یہ تھا کہ جب ان کے آگے حق پیش کیا گیا تو انہوں نے قبول کر لیا۔

جب ان سے حق مانگا گیا انہوں نے ادا کر دیا۔

اور دوسروں کے معاملہ میں ان کا فیصلہ وہی کچھ تھا۔ جو خود اپنی ذات کے معاملہ میں تھا۔"

Marfat.com

رحمٰن کے فیصلے کے بعد

مسرت و شادمانی

یا

حسرت و پشیمانی

Marfat.com

۱۔ جہنم میں گروہوں کے مکالمات:

اللہ فرمائے گا جاؤ تم بھی اس جہنم میں چلے جاؤ
جس میں تم سے پہلے گذرے ہوئے گروہ جن وانس جا چکے ہیں۔
ہر گروہ جب جہنم میں داخل ہوگا تو اپنے پیش رو گروہ پر لعنت
کرتا ہوا داخل ہوگا۔ حتیٰ کہ جب سب وہاں جمع ہو جائیں گے۔
تو ہر بعد والا گروہ پہلے گروہ کے حق میں کہے گا کہ:
اے رب یہ لوگ تھے جنہوں نے ہم کو گمراہ کیا لہٰذا انہیں آگ
کا دوہرا عذاب دے"
جواب میں ارشاد ہوگا:
ہر ایک کے لیے دوہرا عذاب ہی ہے مگر تم جانتے نہیں ہو۔
اور پہلا گروہ دوسرے گروہ سے کہے گا کہ (اگر ہم قابل الزام تھے) تو
تم کو ہم پر کون سی فضیلت حاصل تھی۔
اب اپنی کمائی کے نتیجہ میں عذاب کا مزا چکھو"

(الاعراف ۳۸-۳۹)

تشریح:

بحوالہ تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ ۲۷۔
حدیث شریف میں ہے کہ جس کسی نے نئی گمراہی کا آغاز کیا جو اللہ اور اس

کے رسولؐ کے نزدیک ناپسندیدہ ہو تو اس پر ان سب لوگوں کے گناہ کی ذمہ داری عائد ہو گی جنہوں نے اس کے نکالے ہوئے طریقہ پر عمل کیا بغیر اس کے کہ خود ان عمل کرنے والوں کی ذمہ داری میں کوئی کمی ہو۔ اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ دنیا میں جو انسان بھی ظلم کے ساتھ قتل کیا جاتا ہے۔ اس کے خونِ ناحق کا ایک حصہ آدم کے اس پہلے بیٹے کو پہنچتا ہے جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا۔ کیونکہ قتل انسانی کا راستہ سب سے پہلے اس نے کھولا تھا۔

یہ سارا فساد جو اس شخص (گمراہی کا آغاز کرنے والے) نے سوسائٹی میں برپا کیا۔ انصاف چاہتا ہے کہ یہ بھی اس کے حساب میں لکھا جائے اور اس وقت تک لکھا جاتا رہے۔ جب تک اس کی پھیلائی ہوئی خرابیوں کا سلسلہ دنیا میں چلتا رہے۔

اپنی سعیِ خیر سے جو نقوش و اثرات ہم دنیا میں چھوڑ جائیں گے انہیں بھی ہماری بھلائی کے حساب میں اس وقت تک برابر درج ہوتے رہنا چاہیئے جب تک یہ نقوش باقی رہیں اور ان کے اثرات کا سلسلہ نوعِ انسانی میں چلتا رہے اور ان کے فوائد سے خلقِ خدا متمتع ہوتی رہے۔

لہ یعنی اگر ہم نے تمہیں مذہبی قسم کے فریب دیئے۔ تو ان چیزوں کی مانگ تو تمہارے ہی اندر موجود تھی۔ جنہیں ہم پیش کرتے تھے اور تم لپک لپک کر لیتے تھے۔

جہنم کی راہ میں مکالمات:

اس کے بعد یہ ایک دوسرے کی طرف مڑیں گے اور باہم تکرار شروع کر دیں گے (پیروی کرنے والے اپنے پیشواؤں) سے کہیں گے۔

"نم ہمارے پاس سیدھے رُخ سے آتے تھے۔"

وہ جواب دیں گے۔

"نہیں بلکہ تم خود ایمان لانے والے نہ تھے۔

ہمارا تم پر کوئی زور نہ تھا۔ تم خود ہی سرکش لوگ تھے۔

آخر کار ہم اپنے رب کے اس فرمان کے مستحق ہو گئے

کہ ہم عذاب کا مزا چکھنے والے ہیں۔

سو ہم نے تم کو بہکایا۔ ہم خود بہکے ہوئے تھے۔"

اس طرح وہ سب اس روز عذاب میں مشترک ہوں گے

ہم مجرموں کے ساتھ یہی کچھ کیا کرتے ہیں۔

(الصّٰفّٰت ۲۷۔ ۳۴)

تشریح:

بحوالہ ترجمان القرآن صفحہ ۲۱۱۔

اصل میں لفظ یمین استعمال ہوا ہے محاورے کی رو سے اگر اس کو قوت و طاقت کے معنی میں لیا جائے تو مطلب یہ ہو گا کہ تم اپنے زور سے ہم کو گمراہی کی طرف کھینچ لے گئے۔ اگر اس کو خیر اور بھلائی کے معنی میں لیا جائے تو مطلب یہ ہو گا کہ تم نے خیر خواہ بن کر ہمیں دھوکہ دیا اور اگر اس کو قسم کے معنی میں لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ تم نے قسمیں کھا کھا کر ہمیں اطمینان دلایا تھا۔ کہ حق وہی ہے جو تم پیش کر رہے ہو۔

تشریحات

بحوالہ تفہیم القرآن جلد چہارم صفحہ ۲۸۴

بڑے بڑے ہیکڑ مجرمین کے کس بل نکل چکے ہوں گے اور کسی مزاحمت

Marfat.com

کے بغیر وہ کان دبائے جہنم کی طرف جا رہے ہوں گے۔ کہیں کوئی ہز میجسٹی دھکے کھا رہے ہوں گے اور درباریوں میں سے کوئی اعلیٰ حضرت کو بچانے کے لیے آگے نہ بڑھے گا۔ کہیں کوئی فاتح عالم اور کوئی ڈکٹیٹر انتہائی ذلت کے ساتھ چلا جا رہا ہو گا۔ اور اس کا لشکر جرار خود اسے سزا کے لیے پیش کر دے گا۔ کہیں کوئی پیر و مرشد یا گرو جی یا ہولی فادر واصل بجہنم ہو رہے ہوں گے۔ اور مریدوں میں سے کسی کو یہ فکر نہ ہو گی کہ حضرتِ والا کی توہین نہ ہونے پائے کہیں کوئی لیڈر صاحب کس مپرسی کے عالم میں جہنم کی طرف رواں دواں ہوں گے۔ اور دنیا میں جو لوگ کبریائی کے جھنڈے اٹھائے پھرتے تھے۔ وہ سب وہاں ان کی طرف سے نگاہیں پھیر لیں گے۔ حد تو یہ ہے کہ جو عاشق دنیا میں اپنے معشوق پر جان چھڑکتے تھے انہیں بھی اس کے حالِ بد کی کوئی پرواہ نہ ہو گی۔ اس حالت کا نقشہ کھینچ کر اللہ تعالیٰ دراصل یہ بات ذہن نشین کرانا چاہتا ہے۔ کہ دنیا میں انسان اور انسان کے جو تعلقات اپنے رب سے بغاوت پر مبنی تھے وہ کس طرح آخرت میں ٹوٹ کر رہ جائیں گے اور یہاں جو لوگ "ہمچو ما دیگرے نیست" کے غرور میں مبتلا ہیں وہاں ان کا تکبر کس طرح خاک میں مل جائے گا۔

۳۔ جھگڑے اہلِ دوزخ کے :

پھر وہ کہیں گے :

" اے ہمارے رب جس نے ہمیں اس انجام کو پہنچانے کا بندوبست کیا اس کو دوزخ کا دوہرا عذاب دے۔

اور وہ آپس میں کہیں گے۔

" کیا بات ہے ہم ان لوگوں کو کہیں نہیں دیکھتے جنہیں ہم دنیا میں بُرا

Marfat.com

سمجھتے تھے۔
ہم نے یونہی ان کا مذاق بنا لیا تھا یا وہ نظروں سے اوجھل ہیں۔"
بے شک یہ بات سچی ہے۔ اہل دوزخ میں یہی کچھ جھگڑے ہونے
والے ہیں۔" (ص - ۶۱)

تشریح

بحوالہ تفہیم القرآن جلد چہارم

لے مراد ہیں وہ اہل ایمان جن کو یہ کفار دنیا میں بُرا سمجھتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ حیران ہو کر ہر طرف دیکھیں گے کہ اس جہنم میں ہم اور ہمارے پیشوا تو موجود ہیں۔ مگر ان لوگوں کا یہاں کہیں پتہ نشان تک نہیں ہے۔ جن کی ہم دنیا میں برائیاں کرتے تھے۔ اور خدا اور رسول اور آخرت کی باتیں کرنے پر جن کا مذاق ہماری مجلسوں میں اڑایا جاتا ہے۔

۴۔ جنہیں ہانکتے ہوئے جہنم کی طرف لے جایا جائے گا :

(اس فیصلہ کے بعد) وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تھا۔
جہنم کی طرف گروہ در گروہ ہانکے جائیں گے۔
یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھولے جائیں گے
اور اس کے کارندے ان سے کہیں گے۔
"کیا تمہارے پاس تمہارے اپنے لوگوں میں سے ایسے رسول نہیں آئے تھے
جنہوں نے تم کو تمہارے رب کی آیات سنائی ہوں۔
اور تمہیں اس بات سے ڈرایا ہو کہ ایک وقت تمہیں یہ دن بھی دیکھنا ہوگا۔"
وہ جواب دیں گے :

"ہاں۔ آئے تھے مگر عذاب کا فیصلہ کافروں پر چپک گیا"

کہا جائے گا،

"داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں میں۔

یہاں اب تمہیں ہمیشہ رہنا ہے۔

بڑا ہی بُرا ٹھکانہ ہے یہ متکبروں کے لیے"

(الزمر ۷۱-۷۲)

تشریح

[۱] بحوالہ تفہیم القرآن

یعنی جہنم کے دروازے پہلے سے کھلے نہ ہوں گے۔ بلکہ ان کے پہنچنے پر کھولے جائیں گے۔ جس طرح مجرموں کے پہنچنے پر جیل کا دروازہ کھولا جاتا ہے اور ان کے داخل ہوتے ہی بند کر دیا جاتا ہے۔

۵۔ جن کے لیے جنت کے دروازے کھلے ہوں گے:

اور جو لوگ اپنے رب کی نافرمانی سے پرہیز کرتے تھے۔

انہیں گروہ در گروہ جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔

یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے پہلے ہی کھولے جا چکے ہوں گے۔ تو اس کے منتظمین ان سے کہیں گے

"سلام ہو تم پر۔ بہت اچھے رہے۔ داخل ہو جاؤ اس میں ہمیشہ کے لیے۔

اور وہ کہیں گے،

شکر ہے اس خدا کا جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچ کر دکھایا

Marfat.com

اور ہم کو زمین کا وارث بنا دیا۔ اب ہم جنت میں جہاں چاہیں اپنی
جگہ بنا سکتے ہیں۔
پس بہترین اجر ہے عمل کرنے والوں کے لیے"۔
(الزّمر ۷۳-۷۴)

جب حق کے ساتھ فیصلہ چکا دیا جائے گا :

اور تم دیکھو گے کہ فرشتے عرش کے گرد حلقہ بنائے ہوئے اپنے رب
کی حمد و تسبیح کر رہے ہوں گے۔
اور لوگوں کے درمیان ٹھیک ٹھیک حق کے ساتھ فیصلہ چکا دیا جائے
گا اور پکار دیا جائے گا۔ کہ
حمد ہے اللہ رب العالمین کے لیے" (الزّمر ۷۵)

۷۔ متکبروں کا ٹھکانا :

ان سے کہا جائے گا ،، یہ تمہارا انجام اس لیے ہوا ہے کہ
تم زمین میں غیر حق پر مگن تھے اور پھر اس پر اتراتے تھے۔
اب جاؤ جہنم کے دروازے میں داخل ہو جاؤ۔
ہمیشہ تم وہیں رہنا ہے۔
بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے متکبرین کا۔ (المومن ۷۵-۷۶)

۸۔ جب کن انکھیوں سے دیکھ رہے ہوں گے :

اور تم دیکھو گے کہ یہ جہنم کے سامنے جب لائے جائیں گے تو ذلّت

Marfat.com

کے مارے جھکے جا رہے ہوں گے اور اس کی طرف کن انکھیوں سے
دیکھ رہے ہوں گے۔ (الشوریٰ ۴۵)

۹۔ روزِ جزا کو جھٹلانے والے :

ہر متنفس اپنے کسب کے بدلے رہن ہے دائیں بازو والوں کے
سوا جو جنتوں میں ہوں گے وہاں وہ مجرموں سے پوچھیں گے۔
"تمہیں کیا چیز دوزخ میں لے گئی"
وہ کہیں گے :
ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے۔
اور مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔
اور حق کے خلاف باتیں بنانے والوں کے ساتھ مل کر ہم بھی باتیں
بنانے لگتے تھے۔ اور روزِ جزا کو جھوٹ قرار دیتے تھے۔
یہاں تک کہ ہمیں اس یقینی چیز سے سابقہ پیش آگیا"
اس وقت سفارش کرنے والوں کی سفارش ان کے کسی کام نہ
آئے گی۔[1] (المدثر ۳۸-۴۸)

[1] تشریح :
بحوالہ تفہیم القرآن جلد ششم صفحہ ۱۵۵۔
یعنی ایسے لوگ جنہوں نے مرتے دم تک یہ روش اختیار کیے رکھی ہو
ان کے حق میں اگر کوئی شفاعت کرنے والا شفاعت کرے بھی تو اسے
معافی نہیں مل سکتی۔
شفاعت کے مسئلے کو قرآن مجید میں بکثرت مقامات پر اتنی وضاحت سے

Marfat.com

بیان کر دیا گیا ہے جو کسی شخص کو یہ جاننے میں کوئی مشکل پیش نہیں آسکتی کہ شفاعت کون کر سکتا ہے اور کون نہیں کر سکتا۔ کس حالت میں کی جاسکتی ہے اور کس حالت میں نہیں کی جاسکتی۔ کس کے لیے کی جاسکتی ہے اور کس کے لیے نہیں کی جاسکتی اور کس حق میں وہ نافع ہے اور کس کے حق میں نافع نہیں ہے۔ دنیا میں چونکہ لوگوں کی گمراہی کے بڑے اسباب میں سے ایک سبب شفاعت کے بارے میں غلط عقائد بھی ہیں اس لیے قرآن نے اس مسئلے کو اتنا کھول کر بیان کر دیا ہے کہ اس میں کسی اشتباہ[1] کی گنجائش باقی نہیں چھوڑی۔

۱۰۔ جب کوئی عذر پیش نہ ہو سکے گا :

یہ وہ دن ہے جس میں وہ کچھ نہ بولیں گے۔
اور نہ انہیں موقع دیا جائے گا کہ کوئی عذر پیش کریں
تباہی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔

(المرسلٰت ۳۵-۳۷)

تشریح

بحوالہ تفہیم القرآن جلد ششم صفحہ ۲۱۵

[1] یہ ان (مجرموں) کی آخری حالت ہو گی جو جہنم میں داخلہ کے وقت ان پر طاری ہو گی اس سے پہلے میدان حشر میں تو یہ لوگ بہت کچھ کہیں گے۔ بہت سی معذرتیں پیش کریں گے ایک دوسرے پر اپنے قصوروں کا الزام ڈال کر خود بے قصور بننے کی کوشش کریں گے۔ اپنے گمراہ کرنے والے سرداروں اور پیشواؤں کو گالیاں دیں گے۔ حتیٰ کہ بعض لوگ پوری ڈھٹائی

---

[1] شک و شبہ۔

Marfat.com

کے ساتھ اپنے جرائم کا انکار تک کر گزریں گے جیسا کہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر بیان ہوا ہے۔ مگر جب تمام شہادتوں سے ان کا مجرم ہونا پوری طرح ثابت کر دیا جائے گا اور جب ان کے اپنے ہاتھ پاؤں اور ان کے اعضا تک ان کے خلاف گواہی دے کر ثبوت جرم میں کوئی کسر نہ چھوڑیں گے اور جب بالکل بجا اور حق طریقے سے عدل و انصاف کے تمام تقاضے پورے کر کے انہیں سزا سنا دی جائے گی۔ تو وہ دم بخود رہ جائیں گے اور ان کے لیے اپنی معذرت میں کچھ کہنے کی گنجائش باقی نہ رہے گی عذر پیش کرنے کا موقع نہ دینے یا اس کی اجازت نہ دینے کا مطلب یہ نہیں ہے۔ کہ صفائی کا موقع دیئے بغیر ان کے خلاف فیصلہ صادر کر دیا جائے گا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا جرم اس طرح قطعی ناقابل انکار حد تک ثابت کر دیا جائے گا کہ وہ اپنی معذرت میں کچھ نہ کہہ سکیں گے یہ ایسا ہی ہے جیسے ہم کہتے ہیں کہ میں نے اس کو بولنے ہی نہیں دیا یا میں نے اس کی زبان بند کر دی۔ اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں نے اس پر ایسی حجت تمام کی کہ اس کے لیے زبان کھولنے یا کچھ بولنے کا کوئی موقع ہی باقی نہ رہا۔

۱۱۔ اعراف والے کون ؟

پھر یہ جنت کے لوگ دوزخ والوں سے پکار کر کہیں گے

ہم نے ان سارے وعدوں کو ٹھیک پا لیا جو ہمارے رب نے ہم سے کیے تھے۔

کیا تم نے بھی ان وعدوں کو ٹھیک پایا جو تمہارے رب نے کیے تھے

وہ جواب دیں گے۔

"ہاں"

تب ایک پکارنے والا ان کے درمیان پکارے گا۔کہ:

"خدا کی لعنت ان ظالموں پر جو اللہ کے راستے سے لوگوں کو روکتے
اور اسے ٹیڑھا کرنا چاہتے تھے۔ اور آخرت کے منکر تھے۔
ان دونوں گروہوں کے درمیان ایک اوٹ حائل ہوگی۔
جس کی بلندیوں (اعراف) پر کچھ اور لوگ ہوں گے۔
یہ جنت میں داخل تو نہیں ہوئے مگر اس کے امیدوار ہیں۔
یہ ہر ایک کو اس کے قیافہ سے پہچانیں گے۔
جنت والوں سے پکار کر کہیں گے کہ:
"سلامتی ہو تم پر"
اور جب ان کی نگاہیں دوزخ والوں کی طرف پھریں گی تو کہیں گے:
اے رب ہمیں ان ظالم لوگوں میں شامل نہ کیجیو"
پھر یہ اعراف کے لوگ دوزخ کی چند بڑی بڑی شخصیتوں کو ان کی
علامتوں سے پہچان کر پکاریں گے کہ:
" دیکھ لیا تم نے آج نہ تمہارے جتھے تمہارے کسی کام آئے اور
نہ وہ سازوسامان جن کو تم بڑی چیز سمجھتے تھے۔
اور کیا یہ اہل جنت وہی لوگ نہیں ہیں جن کے متعلق تم قسمیں کھا کھا کر
کہتے تھے کہ ان کو تو خدا اپنی رحمت میں سے کچھ بھی نہ دے گا۔
آج انہی سے کہا گیا کہ داخل ہو جاؤ جنت میں تمہارے لیے نہ خوف
ہے نہ غم۔
اور دوزخ کے لوگ جنت والوں کو پکاریں گے کہ
کچھ تھوڑا سا پانی ہم پر ڈال دو یا جو رزق اللہ نے تمہیں دیا ہے

Marfat.com

اسی میں سے کچھ پھینک دو۔"

وہ جواب دیں گے کہ:

"اللہ نے یہ دونوں چیزیں ان منکرین حق پر حرام کر دی ہیں۔
جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اور تفریح بنا لیا تھا۔
اور جنہیں دنیا کی زندگی نے فریب میں مبتلا کر رکھا تھا۔"

اللہ فرماتا ہے:

آج ہم انہیں اسی طرح بھلا دیں گے۔
جس طرح وہ اس دن کی ملاقات کو بھولے رہے۔
اور ہماری آیتوں کا انکار کرتے رہے۔ [۲] (الاعراف ۴۴-۵۱)

تشریح:

بحوالہ تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ ۳۳۔

[۱] یہ اصحاب الاعراف وہ لوگ ہوں گے جن کی زندگی کا نہ تو مثبت پہلو ہی اتنا قوی ہوگا کہ جنت میں داخل ہو سکیں۔ اور نہ منفی پہلو ہی اتنا خراب ہوگا کہ دوزخ میں جھونک دیئے جائیں اس لیے وہ جنت اور دوزخ کے درمیان ایک سرحد پر رہیں گے۔

[۲] صفحہ ۳۴۔

اہل جنت اور اہل دوزخ اور اصحاب الاعراف کی اس گفتگو سے کسی حد تک اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ عالم آخرت میں انسانی قوتوں کا پیمانہ کس قدر وسیع ہو جائے گا وہاں آنکھوں کی بینائی اتنے پیمانے پر ہوگی کہ جنت اور دوزخ اور اعراف کے لوگ جب چاہیں گے ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گے وہاں آواز اور سماعت بھی اتنے بڑے پیمانہ پر ہوگی کہ ان مختلف دنیاؤں کے

Marfat.com

لوگ ایک دوسرے سے باآسانی گفت وشنید کرسکیں گے۔ یہ اور ایسے ہی دوسرے بیانات جو عالم آخرت کے متعلق ہمیں قرآن میں ملتے ہیں اس بات کا تصور دلانے کے لیے کافی ہیں کہ وہاں زندگی کے قوانین طبیعی بالکل مختلف ہوں گے۔ اگرچہ ہماری شخصیتیں یہی رہیں گی۔ جو یہاں ہیں۔ جن لوگوں کے دماغ اس عالم طبیعی کے حدود میں اس قدر مقید ہیں کہ موجودہ زندگی اور اس کے مختصر پھیلاؤ سے وسیع تر کسی چیز کا تصور ان میں نہیں سماسکتا وہ قرآن وسنت کے ان بیانات کو بڑے اچنبھے کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور بسا اوقات ان کا مذاق اڑا کر اپنی ضعیف العقلی[1] کا مزید ثبوت بھی دینے لگتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ان بیچاروں کا دماغ جتنا تنگ ہے زندگی کے امکانات اتنے تنگ نہیں ہیں۔

۱۱۔ جب اہل جنت دوزخ میں اپنے ہمنشیں کو دیکھیں گے

پھر وہ (اہل جنت) ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر حالات پوچھیں گے۔ ان میں سے ایک کہے گا،

"دنیا میں میرا ایک ہم نشین[2] تھا جو مجھ سے کہا کرتا تھا۔
کیا تم بھی (حیات بعد الممات کی) تصدیق کرنے والوں میں سے ہو۔
کیا واقعی جب ہم مر چکے ہوں گے اور مٹی ہو جائیں گے۔
اور ہڈیوں کا پنجر بن کر رہ جائیں گے تو ہمیں جزا وسزا دی جائیگی۔
اب کیا آپ لوگ دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ صاحب اب کہاں ہیں۔
یہ کہہ کر جونہی وہ جھکے گا تو جہنم کی گہرائی میں اس کو دیکھ لے گا۔
اور اس سے خطاب کر کے کہے گا۔

---

[1] کم عقلی
[2] ساتھی۔

Marfat.com

خدا کی قسم تو تو مجھے تباہ ہی کر دینے والا تھا۔
میرے رب کا فضل شامل حال نہ ہوتا
تو آج میں بھی ان لوگوں میں سے ہوتا جو پکڑے ہوئے آئے تھے
اچھا تو کیا اب ہم مرنے والے نہیں ہیں۔
موت جو ہمیں آنی تھی وہ بس پہلے آ چکی؟
اب ہمیں کوئی عذاب نہیں ہونا؟" الصّٰفّٰت ۵۱-۵۹)

تشریح:

بحوالہ تفہیم القرآن؛

لہ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آخرت میں انسانی کی سماعت اور بینائی اور گویائی کس پیمانے کی ہو گی۔ جنت میں بیٹھا ہوا ایک آدمی جب چاہتا ہے کسی ٹیلی ویژن کے آلے کے بغیر بس یونہی جھک کر ایسے شخص کو دیکھ لیتا ہے جو اس سے نامعلوم کتنے ہزار میل کے فاصلے پر جہنم میں مبتلائے عذاب ہے پھر یہی نہیں کہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔ بلکہ ان کے درمیان کسی ٹیلی فون یا ریڈیو کے توسط کے بغیر براہ راست کلام بھی ہوتا ہے وہ اتنے طویل فاصلے سے بات کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی بات سنتے ہیں۔

سلہ۔ بحوالہ ترجمان القرآن صفحہ ۱۳۱۱۔

انداز کلام صاف بتا رہا ہے کہ اپنے اس دوزخی یار سے کلام کرتے کرتے یکا یک یہ جنتی شخص اپنے آپ سے کلام کرنے لگتا ہے اور یہ فقرے اس کی زبان سے اس طرح ادا ہوتے ہیں۔ جیسے کوئی شخص اپنے آپ کو ہر توقع اور ہر اندازے سے برتر حالت میں پا کر انتہائی حیرت و استعجاب اور

اور فرطِ مسرت کے ساتھ آپ ہی آپ بول رہا ہو۔

بہترین خلائق[1] :

جو لوگ ایمان لے آئے۔
اور جنہوں نے نیک عمل کیے۔
وہ یقیناً بہترین خلائق ہیں۔
ان کی جزا ان کے رب کے ہاں
دائمی قیام کی جنتیں ہیں۔
جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔
وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔
اللہ ان سے راضی ہوا
اور وہ اللہ سے راضی ہوئے
یہ کچھ ہے اس شخص کے لیے
جس نے اپنے رب کا خوف کیا ہو۔

(البینۃ ۷ ـ ۸)

اہلِ جنت :

اہل جنت جب جنت میں داخل ہوں گے۔
تو ان کے جسم بالوں سے پاک ہوں گے۔

---

[1] بہترین بندے

Marfat.com

مسیں بھیگ رہی ہوں گی۔
مگر ڈاڑھی نہ نکلی ہو گی۔
گورے چٹے ہوں گے
گٹھے ہوئے بدن ہوں گے۔
آنکھیں سرگیں ہوں گی۔
سب کی عمر میں ۳۲ سال کی ہوں گی۔

(حدیث نبوی)

Marfat.com

دمِ واپسیں سے
رحمٰن کے فیصلے تک

مکتبہ تعمیر انسانیت — اردو بازار لاہور

Marfat.com